بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

مغربی جرمنی

صد سالہ جوبلی نمبر

امان، شہادت ۱۳۶۸ ہش

مارچ، اپریل ۱۹۸۹ عیسوی

نگران : عطاء اللہ کلیم

ایڈیٹر : مغفور احمد

کتابت : وسیم احمد

اِس شمارہ میں

اِس کے علاوہ اور بہت کچھ

● لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قف قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ط (البقرة آیت ۲۵۷)

دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر (جائز) نہیں (کیونکہ) ہدایت اور گمراہی کا (باہمی) فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے پس (سمجھ لو کہ) جو شخص (اپنی مرضی سے) نیکی سے روکنے والے (کی بات ماننے سے) انکار کرے اور اللہ پر ایمان رکھے تو اس نے (ایک) نہایت مضبوط قابلِ اعتماد چیز کو جو کبھی ٹوٹنے کی نہیں مضبوطی سے پکڑ لیا۔

● وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ لا (الکھف آیت ۳۰)

اور (لوگوں کو) کہہ دے (کہ) یہ سچائی تیرے ربّ کی طرف سے ہی (نازل ہوئی) ہے پس جو چاہے (اس پر) ایمان لائے اور جو چاہے (اس کا) انکار کر دے۔

● قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ (یونس آیت ۱۰۹)

تو (ان سے) کہہ (کہ) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ گیا ہے۔ پس (اب) جو کوئی (اس کی بتائی ہوئی) ہدایت کو اختیار کرے تو وہ اپنی جان ہی (کے فائدہ) کے لیئے ہدایت کو اختیار کرتا ہے، اور جو اس راہ سے بھٹک جائے تو اس کا بھٹکنا (بھی) اس کی جان پر ہی (ایک وبال) ہوگا۔ اور میں تمہارا کوئی ذمہ وار نہیں ہوں۔

● لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ (الممتحنة آیت ۹)

اللہ تم کو ان لوگوں سے نیکی کرنے اور عدل کا معاملہ کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دینی اختلاف کی وجہ سے نہیں لڑے اور جنھوں نے تم کو تمھارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

● اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ الممتحنة ۱۰۔

اللہ تم کو صرف اُن لوگوں سے (دوستی کرنے سے) روکتا ہے جنھوں نے تم سے دینی اختلاف کی وجہ سے جنگ کی اور جنھوں نے تم کو گھروں سے نکالا یا تمھارے نکالنے پر تمھارے دوسرے دشمنوں کی مدد کی اور جو لوگ بھی ایسے لوگوں سے دوستی کریں وہ ظالم ہیں۔

(المآئدہ آیت ۳۳)

● مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط

جو شخص کسی شخص کو بغیر اس کے کہ اس نے قتل کیا ہو یا ملک میں فساد پھیلا یا ہو، قتل کر دے تو گو یا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔

● وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ط اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ○ (بنی اسرآئیل آیت ۳۴)

اور جس جان کو مارنا، اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اسے (شرعی) حق کے سوا قتل نہ کرو۔ اور جو شخص مظلوم مارا جائے اس کے وارث کو ہم نے (قصاص کا) اختیار دیا ہے، پس اس کیلئے یہ ہدایت ہے کہ) وہ (قاتل کو) قتل کرنے میں (ہماری مقرر کردہ) حد سے آگے نہ بڑھے (اگر وہ حد کے اندر رہے گا) تو یقیناً (ہماری) مدد اس کے شامل حال ہوگی۔

● وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ط فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ (النحل آیت ۳۷)

اور ہم نے یقیناً ہر قوم میں (کوئی نہ کوئی) رسول (یہ حکم دے کر) بھیجا ہے، کہ (اے لوگو!) تم اللہ کی عبادت کرو، اور ہر حد سے بڑھنے والے سے کنارہ کش رہو، اس پر ان میں سے بعض (تو) ایسے (اچھے ثابت) ہوئے کہ انھیں اللہ نے ہدایت دی اور بعض ایسے کہ ان پر ہلاکت واجب ہوگئی۔ پس تم (تمام) ملک میں پھرو اور دیکھو کہ (انبیاء کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا تھا۔

● وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

حَسِيبًا ۝ (النسآء آیت ۸۷)

اور جب تمھیں کوئی دعا دی جائے تو تم اس سے اچھی دعا دو یا کم از کم، اسی کو لوٹا دو۔ اللہ یقیناً ہر ایک امر کا حساب لینے والا ہے۔

● وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الانعام آیت ۱۰۹)

اور تم انہیں جنہیں وہ اللہ کے سوا (دعاؤں میں) پکارتے ہیں گالیاں نہ دو نہیں تو وہ دشمن ہو کر جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔ اس طرح ہم نے ہر ایک قوم کیلئے اس کے عمل خوبصورت کر کے دکھائے ہیں، پھر انہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے جس پر وہ انھیں اس کی خبر دے گا جو وہ کرتے تھے۔

● يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ (الحجرات ۱۲)

اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم کو حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر ان سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں، ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی عورتیں) ان سے بہتر ہوں اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے یاد کیا کرو، کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی برے نام کا مستحق بنا دیتا ہے (یعنی فاسق کا) اور جو بھی توبہ نہ کرے وہ ظالم ہوگا۔

● يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ۝

● يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (الحجرات آیت ۱۳، ۱۴)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں، اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض، بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (اگر تمھاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اس کو ناپسند کرو گے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا (اور) بہت خبر رکھنے والا ہے۔

● يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ (النسآء آیت ۲)

اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمھیں ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اس (کی جنس) سے (ہی) اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد اور عورتیں (پیدا کر کے دنیا میں) پھیلائے، اور اللہ کا تقویٰ (اس لئے بھی) اختیار کرو کہ جس کے ذریعہ سے تم آپس میں سوال کرتے ہو، اور خصوصاً رشتہ داریوں (کے معاملہ) میں (تقویٰ سے کام لو) اللہ تم پر یقیناً نگران ہے۔

● وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ○ (النسآء آیت ۱۲۵)

اور جو لوگ خواہ مرد ہوں یا عورتیں مومن ہونیکی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے، اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر (بھی) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

● مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (النحل آیت ۸۹)

جو کوئی مومن ہونے کی حالت میں نیک اور مناسب حال عمل کرے گا مرد ہو کہ عورت ہم اس کو یقیناً ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم ان (تمام لوگوں) کو ان کے بہترین عمل کے مطابق (ان کے تمام اعمال صالحہ کا) بدلہ دیں گے۔

● وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ (التحریم آیت ۱۲)

اور مومنوں کی حالت اللہ فرعون کی بیوی کی مانند بیان کرتا ہے جب کہ اس نے اپنے ربّ سے کہا، کہ اے خدا! تو اپنے پاس ایک گھر جنت میں میرے لئے بھی بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اس کی بداعمالیوں سے بچا اور اسی طرح (اس کی) ظالم قوتوں سے نجات دے۔

● وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ○ التحریم ۱۳۔

اور پھر اللہ مومنوں کی حالت مریم کی طرح بیان کرتا ہے جو عمران کی بیٹی تھی جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی اور ہم نے اس میں اپنا کلام ڈال دیا تھا اور اس نے اس کلام کی جو اس کے رب نے اس پر نازل کیا تھا تصدیق کر دی تھی۔ اور اس (خدا) کی کتابوں پر بھی ایمان لائی تھی اور (ہوتے ہوتے ایسی حالت پکڑ لی تھی) اس نے فرمانبرداروں کا مقام حاصل کر لیا تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بر موقع "صد سالہ جشن تشکر" جماعت احمدیہ عالمگیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
هُوَ النَّاصِرُ

ملک ہند میں مشرقی پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں آج سے ایک سو سال پہلے ایک عجیب ماجرا گزرا جسے آئندہ بنی نوع انسان کے لیئے ایک عظیم عہد آفرین واقعہ بننا تھا۔ وہاں ایک ایسا مذہبی راہنما مبعوث ہوا جس نے خدا کے اذن سے دورِ آخر میں ظاہر ہونے والے آسمانی مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ یوں تو دنیا میں ایسے سینکڑوں دعویدار پیدا ہوئے اور آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے لیکن اس کے دعویٰ میں ایک ایسی بات تھی جو سب سے الگ اور سب سے عجیب تھی۔ اس نے ایک ایسا دعویٰ کیا جس نے ایک نئے انداز میں اقوامِ عالم کے اتحاد کی بناء ڈالی اور توحیدِ باری تعالیٰ کی ایک ایسی تفسیر کی جس نے دورِ آخر میں ظاہر ہونے والے متفرق مصلحین کے پراگندہ تصور کو وحدت کا جامہ پہنایا۔

وہ انقلاب آفریں اعلان کیا تھا۔ جس نے اس دور کی مذہبی دنیا میں ایک ہیجان برپا کر دیا اور جس کا ارتعاش زمین کے کناروں تک محسوس کیا گیا۔ یہ وہ دور تھا جسے ہم بالعموم دورِ انتظار کہہ سکتے ہیں۔ تمام دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے پیروکار کیا یہودی اور کیا عیسائی، کیا مسلمان اور کیا ہندو، کیا بُدھ اور کیا زرتشتی اور کیا کنفیوشس کے ماننے والے سبھی اپنے اپنے مذہب کی راہ پر آخری زمانہ کے موعود مصلح کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ یہود کو بھی ایک مسیح کی انتظار تھی جس نے دورِ آخر میں ظاہر ہونا تھا اور عیسائیوں کو بھی ایک مسیح کی آمد کا انتظار تھا۔ مسلمان بھی ایک موعود مسیح کی آمد کے منتظر تھے اور ایک مہدیٔ معہود کی راہ دیکھ رہے تھے۔ ہندو کرشن کی آمدِ ثانی کے منتظر اور بدھ مت کے ماننے والے بدھا کے نئے روپ میں ظاہر ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ ہر مذہب میں ایسی قطعی اور واضح پیشگوئیاں موجود تھیں کہ آخری زمانے میں سچائی کے عالمگیر غلبہ کی خاطر خدا تعالیٰ کسی مصلح کو ضرور بھیجے گا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ ہر

مذہب اس ظاہر ہونے والے مصلح کو الگ الگ ناموں سے یاد کر رہا تھا۔

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے یہ راز سمجھایا کہ مختلف مذاہب میں جو مختلف ناموں سے آخری موعود عالم کی پیشگوئیاں ملتی ہیں اگرچہ وہ سب بنیادی طور پر درست ہیں لیکن یہ درست نہیں کہ خدائے واحد و یگانہ نے ہر مذہب میں الگ الگ مصلح بھیجنا تھا بلکہ مراد یہ تھی کہ ایک ہی مذہب میں جسے خدا تعالیٰ اپنے جلوۂ توحید کے لئے اختیار فرماتا، ایک ایسے موعود عالم کو مبعوث فرمانا تھا جو تمام مذاہب کے موعود مصلحین کی بھی نمائندگی کرتا تا بنی آدم کو ایک عالمی وحدت کی لڑی میں پرو کر توحید خالق کا ایک روح پرور نظارہ توحید خلق کے آئینہ میں دکھایا جاوے۔

آپ نے اذن الٰہی کے تابع یہ اعلان کیا کہ وہ مذہب اسلام ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنی توحید کے عالمگیر جلوہ کیلئے اختیار فرمایا ہے اور محمد عربی احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آخری صاحبِ قانون رسول ہیں جو سب جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور جن کی غلامی میں وہ مصلح عالم پیدا ہونا تھا جس کا مختلف ناموں کے ساتھ مختلف لبادوں میں مختلف مذاہب میں ذکر ملتا ہے۔

بہت عجیب یہ دعویٰ تھا اور وہ یکا و تنہا آواز جو ہندوستان کی ایک چھوٹی سی گمنام بستی سے بلند ہوئی تھی بظاہر کوئی ایسی اہمیت نہ رکھتی تھی کہ قابل توجہ اور قابل پذیرائی سمجھی جاتی لیکن تعجب ہے کہ دنیا نے اس آواز کی طرف بڑی سنجیدگی کے ساتھ توجہ کی اور جہاں آپ کی تائید میں دنیا کے مختلف ممالک سے بعض آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں وہاں مخالفت کا بھی ایک ایسا شور برپا ہوا کہ جس کی نظیر انسانی تاریخ میں شاذ شاذ ملتی ہے اور ایسے تاریخ ساز ادوار کی یاد دلاتی ہے جب خدا تعالیٰ اپنی نمائندگی میں اپنے بعض کمزور بندوں کو پیغام حق کے لئے کھڑا کرتا ہے اور باوجود اس کے کہ تمام دنیوی طاقتیں ان کی مخالف ہو جاتی ہیں پھر بھی وہ ان کی پشت پناہی کرتا۔ ہر لحظہ ان کی حفاظت کے سامان فرماتا اور قدم بہ قدم ان کی کمزوری کو طاقت میں تبدیل فرماتا چلا جاتا ہے۔ پس یہی معاملہ اس دعویدار اور اس کی جماعت کے ساتھ کیا گیا۔

دنیا نے آپ کی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا۔ آپ کے خلاف کفر و الحاد کے فتاویٰ صادر کئے گئے۔ جھوٹے مقدموں میں ملوث کیا گیا۔ قتل کے منصوبے باندھے گئے، آپ کے متبعین کو ہر لحاظ سے ستایا گیا۔ ان کی مذہبی آزادی کو پائمال کیا گیا اور بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ ان کے نفوس و اموال کو مباح قرار دیکر ان کو واجب القتل ٹھہرایا گیا۔ ظالمانہ طور پر وہ شہید کئے گئے۔ اذیت ناک جسمانی سزائیں دی گئیں، دکانیں لوٹی گئیں۔ تجارتیں برباد کر دی گئیں اور گھر جلا دیے گئے حتیٰ کہ بارہا مساجد بھی منہدم کر دی گئیں، غرضیکہ مخالفت کا ہر وہ ذریعہ اختیار کیا گیا جس کا مقصد آپ کے پیغام اور آپ کی جماعت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا تھا لیکن دشمنی اور عناد کا یہ طوفان اس آواز کو دبا نہ سکا اور مخالفت کی ہر لہر سے جماعت احمدیہ پہلے سے قوی تر اور بلند تر ہو کر ابھری۔

پس جماعت کے قیام سے لے کر ایک سو سال تک بلاشبہ اس نحیف اور کمزور جماعت کو قادر و توانا خدا کی تائید اور پشت پناہی حاصل تھی اور ہر لمحہ اس کا دستِ قدرت اس کی حفاظت فرما رہا تھا۔ ان بے شمار فضلوں اور پیہم نوازشات پر اپنے محسن خدا کا ذکر بلند کرنے اور اظہار تشکر کی خاطر جماعت احمدیہ ۱۹۸۹ء کا سال صد سالہ جشن تشکر کے طور پر منا رہی ہے۔ اس مبارک موقعہ پر بڑے خلوص اور عجز کے ساتھ میں اپنے تمام انسان بھائیوں کو جماعت احمدیہ مُسلِمہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں اور عالم الغیب والشہادۃ خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ یہ ایک سچی اور مخلص جماعت ہے جو اسلام کو دین حق تسلیم کرتی ہے اور ایمان رکھتی ہے کہ آج بنی نوع انسان کی نجات اسلام ہی کے دامن سے وابستہ ہے۔ اسلام تمام بنی آدم کو وحدت اور امن کا پیغام دیتا ہے اور اپنی اشاعت کیلئے کسی قسم کے جبر و تشدد کے ذرائع کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور انسانی

آزادیٔ ضمیر کا علمبردار ہے۔ اسلام انسان کو ہوائے نفس کی غلامی سے نجات بخشتا ہے اور ایک سادہ مگر انتہائی ترقی یافتہ نظام عطا کرتا ہے جو اس کے تمام اقتصادی، تمدنی اور معاشرتی مسائل کا مؤثر حل اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسلام ایک ایسا سیاسی نظریہ دنیا کو عطا کرتا ہے جس میں جھوٹ اور فریب دہی کی کوئی گنجائش نہیں اور ایسے کامل عدل کی تعلیم دیتا ہے جو انفرادی، قومی اور گروہی مصالح سے بالاتر ہے۔ اور دوست دشمن کے حقوق کو مساوی میزان سے تولتا ہے۔

جماعت احمدیہ ایمان رکھتی ہے کہ یہی دین ہے جو صلاحیت رکھتا ہے کہ آج تمام اقوام عالم کو ایک ہاتھ پر جمع کرے اور توحید کی لڑی میں پرو دے۔ پس میں اس اہم اور مبارک موقع پر بحیثیت امام جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر روئے زمین پر بسنے والے اپنے تمام انسان بھائیوں کو اسی دینِ امن اور دین توحید کی طرف دل کی گہرائی اور پُرخلوص جذبۂ اخوت کے ساتھ بلاتا ہوں۔ ہرچند کہ احمدیت بادیٔ النظر میں ابھی ایک ایسی قوت کے طور پر نہیں ابھری جو ایک عالمی انقلاب برپا کرنے کی قدرت رکھتی ہو لیکن ہر صاحبِ بصیرت یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ گذشتہ ایک سو سال میں شدید مخالفتوں کے باوجود اس جماعت کی حیرت انگیز عالمی ترقی کوئی ایسا معمولی واقعہ نہیں جسے نظر انداز کیا جا سکے۔

اس عرصہ میں جماعتِ احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں قائم اور مستحکم ہو چکی ہے اور اس کی ترقی کی رفتار لحظہ بہ لحظہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور اس جماعت کے حق میں وہ سب کچھ رونما ہو رہا ہے جس کا ایک سو سال پہلے انسانی تخمینوں کے لحاظ سے کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پس یقیناً وہ خدا کی ہی آواز تھی جس نے اس جماعت کے مستقبل کے بارہ میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو ان الفاظ میں خبر دی :-

"میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" ...... "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

انہی الٰہی بشارات سے روشنی پاکر بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بنی نوع انسان کو یہ عظیم خبر دی کہ :-

"قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں، میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مُشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں، عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں کیا وہ آنکھیں بینا ہیں، جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں، کیا وہ زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صہ ۴۰۳)

سعید بخت ہے وہ انسان جو آسمانی آواز پر کان دھرے اور خدا کے قائم کردہ امام کی دعوت پر لبیک کہنے کی سعادت پائے،

صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر
امیر جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کا احباب جماعت کے نام

پیغام

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ ہم احمدی جو حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مہدی مسعود و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں تاریخ کا ایک نادر لمحہ دیکھنے کی سعادت پا رہے ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

یہ اُس عظیم الشان صدی کا اختتام ہے جس میں ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی گئی اور جو پھلی پھولی اور آج دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں جس کی شاخیں موجود ہیں۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت اور رہنمائی ہے کہ برِاعظموں اور اقوام کو مربوط کرتی ہوئی تمام عالم پر محیط ہے جس کی قیادت ایک خلیفہ کے مبارک ہاتھ میں ہے جنہیں ایک کروڑ بیس لاکھ احمدی یکساں طور پر محبوب رکھتے ہیں اور سب کا سرِ اطاعت جن کے آگے خم ہے۔

تیرہ سو سال گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت قائم فرمائی۔ جو حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کے پھر دنیا میں احیاء کا موجب بنی ہے۔ اِسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں اور مختلف النوع حسین پہلو اپنی حقیقی شکل میں اپنانا اور پھیلانا حضرت مسیح موعودؑ کا اوّلین فریضہ اور پیغام ہے اور آپ کے خلفاء اور متبعین آج بھی یہ کام کر رہے ہیں۔

آج دوسری صدی کے آغاز پر ہمیں اپنے اُن فرائض کا ادراک لازمی ہے جو ہمیں ادا کرنے ہیں۔ سو سال قبل کی طرح آج بھی اسلام کو غلط سمجھے جانے غلط پیش کئے جانے اور غلط استعمال کئے جانے کے خطرات لاحق ہیں۔

اگرچہ ذرائع ابلاغ کی اشاعت کے امکانات ہزار گُنا بڑھ گئے ہیں لیکن ہمارے سِوا کون ہے جو اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا کام سرانجام دے سکے۔ جو اس کی خوبصورتی دنیا کے سامنے پیش کرے اور متلاشیانِ حق اور گم کردگانِ راہ کیلئے اسے مقناطیسی قوت کے طور پر استعمال کر سکے۔ ہم اور صرف ہم جماعت احمدیہ کے افراد ہیں جو اپنی قربانیوں کے ذریعہ اس بے مثال انقلاب کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ دوسری صدی کے آغاز پر اللہ تعالیٰ نے کئی نشانات اِس ضمن میں ظاہر فرما دیے ہیں۔

اپنے محبوب خدا کے حضور سچی عاجزی اور تشکّر کی روح کے ساتھ ابتہال اور ایثار کے ساتھ ہمیں غلبۂ اسلام کی صدی کا استقبال کرنا ہوگا۔ ہمیں اب پہلے سے بڑھ کر اپنی زندگیاں اسلامی تعلیم کے سانچے میں ڈھالنی ہوں گی۔ ہمیں اب اپنے بچوں کو قرآنی تعلیم کے مطابق تربیت دینی ہوگی، ہمیں اس وقت کے لیئے تیاری کرنی ہوگی جب فوج در فوج لوگ آکر احمدی مسلمانوں کی قطاروں میں شامل ہوں گے۔ ہمیں قائدین اور معلمین کی ایک کثیر تعداد تیار کرنی ہوگی، ہمیں ایسے جوش اور جذبہ سے کام کرنا ہوگا کہ عرش پر فرشتے رشک کریں اور ہر دیکھنے والا سمجھ جائے اور جان لے کہ ہماری زندگی اور ہمارے عمل نے ایک نئی کروٹ لی ہے۔

آپ یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وساطت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا جائے گا، ہم میں سے ہر ایک اس جماعت کا حصہ ہے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک کہ اس عظیم کام میں مقدور بھر حصہ نہ لے لے۔

جماعت کا ہر رکن خواہ مرد ہو عورت یا بچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کیلئے وسیع میدان ہے کہ وہ اپنی نیک مساعی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرے یہ ہمارا خزانہ ہے جس کی حفاظت اور نگہداشت ہم نے کرنی ہے اور جو ہماری اصل شناخت ہے اور اسی کی وجہ سے ہمیں توفیق ملے گی کہ علم اور سیاست کے میدان میں شہسواروں کے بھی رہنما اور استاد بنیں۔ آئیے اس انمول خزانے کی حفاظت کرنا سیکھیں اور کُل بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے اسے استعمال کریں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ایسا کرنے کی توفیق بخشے اور اس بابرکت صدی کے آغاز پر اپنے نفس میں عظیم الشان نیک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

والسلام

عبداللہ واگس ہاؤزر

(امیر جماعت)

حضرت امام مہدی علیہ السلام

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات

وہ آیا۔ منتظر تھے جس کے دِن رات — معمہ کُھل گیا۔ روشن ہُوئی بات

دکھائیں آسماں نے ساری آیات — زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات

پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات — خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات

خدا نے اک جہاں کو یہ سُنادی

فسبحان الذی اخذی الاعادی

مسیحؑ وقت اب دُنیا میں آیا — خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا

مبارک وہ جو اب ایمان لایا — صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی

فسبحان الذی اخذی الاعادی

جَرِی اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ
سَیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام

مختصر تعارف

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض

اصل نام نورالدین تھا۔ ۱۸۴۱ء میں بھیرہ کے محلہ معماراں میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

۲۴، ۲۵ سال کی عمر میں حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی کسی سے سنا تھا کہ بیت اللہ نظر آتے ہی جو دعا کی جاتی ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ آپ نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میں تو ہر وقت ضرورت مند ہوں، کون کون سی دعا مانگوں۔ یہی عرض کرتا ہوں کہ جب میں ضرورت کے وقت جو کچھ تجھ سے مانگوں تو اسے قبول کر لیا کر۔ اس مبارک وقت کی یہ دعا خدا کے فضل سے ہمیشہ شاندار رنگ میں قبول ہوئی ہے

۳۰ سال کی عمر میں آپنے بھیرہ میں ہسپتال شروع کیا۔ غریبوں کو مفت دعا دیتے آپ کے ہسپتال کی خاص بات یہ تھی کہ یہ ایک مکمل اسکول بھی تھا جس میں قرآن وحدیث اور دوسرے علم پڑھائے جاتے

بھوپال اور کشمیر کے فرمانرواؤں کی دعوت پر کچھ عرصہ آپ نے ان دونوں ریاستوں میں بطور حکیم ملازمت کی۔ آپ کے ہاتھوں بہت سے ایسے بیمار ٹھیک ہوئے جن کی بیماری بہت مشکل سمجھی جاتی تھی۔ ایک دفعہ آپ نے ہندوؤں کی مجلس میں چند روز قرآن سنایا وہاں ایک ہندو افسر کا بیٹا بھی آتا تھا، کہنے لگا کہ انہیں قرآن سنانے سے روکو ورنہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ قرآن بڑی اچھی کتاب ہے اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اور نورالدین کے سنانے کا طریقہ بھی خوبصورت ہے، آپ کو اپنے بزرگوں کی طرح قرآن شریف زبانی یاد کرنے کی برکت ملی۔

مارچ ۱۸۸۵ء سے کچھ پہلے کی بات ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود کا پہلا اشتہار دیکھتے ہی پروانوں کی طرح جموں سے قادیان پہنچے اور خدا کے اس مرسل کو پہچان لیا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مجھے آپ کے ملنے سے ایسی خوشی ہوئی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمر فاروق رض کے ملنے سے ہوئی تھی۔

حضرت مسیح موعود کے ارشاد پر آپنے ایک کتاب لکھی جو عیسائی مذہب کے خلاف بہت اچھی کتاب ہے۔ کشمیر میں آپ نے مسلمانوں کی بہت مدد کی۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے سب سے پہلے بیعت کی برکت حاصل کی۔ ستمبر ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد پر بھیرہ چھوڑ کر قادیان حاضر ہوتے اور پھر آپنے خواب میں بھی کبھی وطن نہیں دیکھا۔ بیماروں کو دیکھتے، قرآن اور حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود پڑھاتے، غریبوں کی مدد کرتے، مہمانوں کی امانتیں اپنے پاس رکھتے، احمدیوں کو اچھے کام کرنے اور برے کاموں سے بچنے کی نصیحت کرتے رہتے تھے مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھاتے۔ صدر انجمن احمدیہ کے صدر بھی تھے دسمبر ۱۸۹۶ء کے آخر میں لاہور میں تمام مذاہب کا ایک جلسہ ہوا جس کی صدارت آپ نے کی۔ اس جلسہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود کا مضمون اللہ تعالیٰ کی خوشخبری کے مطابق سب مذہبوں کے مضامین پر بالا رہا۔

اخبار الحکم اور البدر کی بہت مدد کرتے، پیسے سے بھی اور مضمون لکھ کر بھی۔ ۱۹۰۶ء میں لڑکے لڑکیوں کو نماز سمجھانے کے لیئے ایک رسالہ بھی جاری کیا جو بہت پسند کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود کے وصال پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے کھڑے ہو کر ایک تحریر پڑھی

حضرت حکیم الحاج نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس میں آپ کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی گئی تھی اور اس پر سب احمدیوں کے دستخط تھے۔ آپ نے فرمایا میری پچھلی زندگی پر غور کرلو میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ پھر فرمایا میں یہ بوجھ صرف اللہ کیلئے ہی اٹھاتا ہوں۔ چنانچہ اس جگہ ۱۲۰۰ کے قریب لوگوں نے بیعت کی خلافت کے وقت آپکی عمر ۷۶ سال کے قریب ہو چکی تھی۔

آغاز خلافت میں باقاعدہ بیت المال کا محکمہ قائم کیا گیا۔ آپ کی خواہش تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی یاد میں ایک دینی مدرسہ قائم ہونا چاہیئے یکم مارچ ۱۹۰۹ء کو آپ نے اس کی بنیاد رکھی اور اس کا نام مدرسہ احمدیہ رکھا گیا۔ ۵ مارچ ۱۹۱۰ء کو اپنے مبارک ہاتھوں سے مسجد کی بنیاد رکھی اور مسجد کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اخبار "نور" جاری فرمایا۔ ۱۹۱۰ء میں ہی تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی عظیم الشان عمارت کی بنیاد بھی رکھی۔ آپ کے عہد میں مسجد اقصیٰ کو بڑھانے کا کام مکمل ہوا اور مستورات بھی جمعہ میں شامل ہونے لگیں۔

فروری ۱۹۱۱ء میں آپ کی اجازت سے حضرت مصلح موعودؓ نے انجمن انصاراللہ کی بنیاد ڈالی۔ حضرت خلیفہ اول نے فرمایا میں بھی آپ کے انصاراللہ میں شامل ہوں۔ ۱۹۱۲ء میں اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کی خواہش پر حضرت خلیفہ اول نے اپنے حالات زندگی لکھوائے، اور مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین کے نام سے شائع کئے گئے۔ ۱۸ جون ۱۹۱۳ء کو اخبار الفضل جاری ہوا۔ یہ نام حضرت خلیفہ اول نے تجویز فرمایا تھا۔

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء بروز جمعہ بعد دوپہر ۲ بجکر ۲۰ منٹ پر نماز کی حالت میں آپ اپنے مولیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی مبارک زندگی کے تین پہلو نمایاں ہیں۔ توکل علی اللہ، عشقِ قرآن اور حضرت مسیح موعود سے بیحد محبت۔

؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پراز نور یقیں بودے

ترجمہ:

کیا ہی اچھا ہوتا اگر امت میں سے ہر ایک نورالدین ہوتا۔ یہی ہوتا اگر ہر دل نور یقین سے بھرا ہوتا۔

(نشانِ آسمانی صد ۱۸۹۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

"جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا"

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو حضرت مسیح موعود نے ایک اشتہار لکھا جس میں وہ پیشگوئی جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بہت عظیم بیٹے کی خبر دی تھی۔ وہ پیشگوئی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے متعلق تھی۔ بعد ازاں سبز رنگ کے کاغذ پر ایک اشتہار چھپوایا گیا جسے سبز اشتہار کہتے ہیں۔ اس میں حضرت مسیح موعود نے لکھا کہ مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیرِ ثانی بھی ہے، اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر رکھا گیا ہے۔

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء ہفتہ کے دن رات کے گیارہ بجے آپ کی مبارک پیدائش ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ کا عقیقہ ۱۸ جنوری ۱۸۸۹ء جمعہ کے دن ہوا۔ بچپن کے آپ کی بیمار کھلائی کی بے احتیاطی کے باعث آپ کو بہت زیادہ کھانسی، بخار اور خنازیر کی گلٹیاں پھولنے کی شکایت ہو جاتی۔ ڈاکٹر کے مطابق اس بچے کا بچنا مشکل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو لمبی عمر دینے کا اور آپ سے بڑے بڑے کام لینے کا وعدہ کیا ہوا تھا اس لیئے ڈاکٹروں کی مایوسی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے خود اپنے فضل سے آپ کو بچا لیا۔

۷ جون ۱۸۹۷ء کو آپ کی آمین ہوئی۔ اس مبارک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے ایک نظم لکھی جس کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

کیوں کر ہو شکر تیرا، تیرا ہے جو ہے میرا
تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنا ہیں گایا
صد شکر ہے خدایا، صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

۱۸۹۸ء میں تعلیم الاسلام سکول بنا تو آپ اس میں داخل ہو گئے آپ کے استاد حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کہتے ہیں کہ میں نے بچپن سے ہی

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور میں سوائے اچھی عادتوں کے اور اچھے اخلاق کے کچھ نہیں دیکھا، ابتداء میں ہی آپ میں نیکی اور تقویٰ کے آثار ملتے تھے۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں آپ کا نکاح حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی بیٹی حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ سے رڑکی میں ہوا۔ اور ۱۹۰۳ء میں آپ کی شادی ہوئی

۱۹۱۲ء میں آپ پہلے مصر اور پھر عرب تشریف لےگئے اور خانہ کعبہ کا حج کیا۔ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت خلیفہ اول کے مبارک ہاتھ پر سب سے پہلے حضرت مصلح موعود نے بیعت کی۔ حضرت خلیفہ اول نے ایک موقع پر فرمایا کہ "میاں محمود میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں سے ایک بھی نہیں"۔

آپ کی پہلی کتاب حضرت مسیح موعود پر دشمنوں کے اعتراضات کے جواب میں تھی جسکا نام "صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے" ہے جون ۱۹۱۳ء میں آپ نے الفضل نکالا۔ جماعت کے پاس ان دنوں کافی پیسے نہ تھے، اس لئے آپ کی اہلیہ حضرت امّ ناصر صاحبہؓ نے اپنے سارے زیور حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی رضؓ نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ثانیؓ کا خلافت کیلئے پیش کیا۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا لیکن لوگوں کا جوش اور اصرار دیکھ کر آپ سمجھ گئے کہ خدا تعالیٰ کا یہی فیصلہ ہے چنانچہ آپ نے لوگوں سے بیعت لے لی۔

۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو آپ کے ارشاد پر مسجد مبارک قادیان میں ملک بھر کے احمدی نمائندوں کی مجلس شوریٰ ہوئی اس میں آپ نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ ہم میں ایسے لوگ ہوں جو ہر زبان جاننے والے ہوں تاکہ ہم ہر زبان میں آسانی سے تبلیغ کر سکیں"۔ لندن میں خلافت اولیٰ کے مبارک عہد میں احمدیہ مشن قائم ہو چکا تھا۔ آپ کی خلافت کے دوسرے سال جماعت کا دوسرا بیرونی مشن ماریشس میں قائم ہوا۔

۳۱ مئی ۱۹۱۴ کو حضرت خلیفہ اوّل کی صاحبزادی حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ ۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے زندگی وقف کرنے کی تحریک کی، اس تحریک پر سب سے پہلے ۶۳ نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ کے کہنے پر قادیان میں احمدی یتیم بچوں کیلئے احمدیہ یتیم خانہ قائم کیا گیا تاکہ یتیم بچوں کا کوئی ٹھکانہ بن جائے اور وہ ادھر ادھر ٹھوکریں نہ کھاتے پھریں۔

۲۱ فروری ۱۹۲۱ء کو آپ نے ایک صحابی حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار صاحبؓ کی بیٹی حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ سے شادی کی جو ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد صاحب کی والدہ ماجدہ ہیں،

۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کو آپ نے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۲۳ء کے شروع میں آپ نے شدھی تحریک کے خلاف کام شروع کیا جس کے نتیجے میں بہت سے مسلمان ہندو ہونے سے بچ گئے۔ ۱۳ اپریل ۱۹۲۵ء کو حضرت مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری کی صاحبزادی حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ ۱۹۲۵ء میں ہی احمدی عورتوں کی علمی ترقی کیلئے آپ نے قادیان میں مدرسۃ الخواتین کی بنیاد رکھی۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر ۵۰ فیصد عورتوں کی اصلاح ہو جائے تو جماعت ترقی کرے گی۔

یکم فروری ۱۹۲۶ء کو حضور کا نکاح سیٹھ ابو بکر یوسف صاحب آف جدہ کی بیٹی حضرت عزیزہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔ ۱۵ اپریل ۱۹۲۸ء کو آپ نے دینی تعلیم کیلئے جامعہ احمدیہ کا قیام فرمایا۔ جو اب بھی ربوہ میں قائم ہے۔ اور جہاں سے احمدیت کے مبلغ تیار ہو کر نکلتے ہیں، جو اپنے ملک میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی احمدیت اور اسلام سے متعلق لوگوں کو بتاتے ہیں۔ ان کی کوششوں سے اور خدا کے فضل سے ہر سال بہت سے لوگ احمدی مسلمان ہو جاتے ہیں، اعلیٰ تعلیم کیلئے آپ نے تعلیم الاسلام کالج بھی بنایا۔

۱۹۲۴ء میں آپ انگلستان کی ایک مذہبی کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے۔ آپ کا مضمون احمدیت یعنی حقیقی اسلام حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھا جو بہت پسند کیا گیا۔

دسمبر ۱۹۳۰ء میں آپکے بڑے بھائی حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور اسطرح وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا"۔ ۱۹۳۱ء میں کشمیر کے مسلمانوں پر ہندوؤں کے ظلم بڑھ گئے تو آپنے فوراً وائسرائے ہند کو تار بھجوایا کہ کشمیر کے مسلمانوں کی مشکلات دور کی جائیں۔

آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنی اور خواجہ حسن نظامی صاحب اور علامہ اقبال نے صدارت کیلئے آپ کا نام پیش کیا پہلے تو آپنے بہت انکار کیا لیکن ان کے بار بار زور دینے پر کہ مسلمانوں کو اس وقت آپ کی مدد کی ضرورت ہے، آپ مان گئے۔

۳۰ ستمبر ۱۹۳۵ء کو آپ کی شادی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی بیٹی حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ سے ہوئی۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء تک آپ کی قائم کردہ فرقان بٹالین نے کشمیر کی آزادی کے لیے

پاکستانی فوج کی مدد کی۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے تحریکِ جدید کی بنیاد رکھی،
آپ نے ذاتی طور پر تحریک کے فنڈ میں ایک لاکھ اٹھارہ ہزار چھ سو چھیاسی
روپے چندہ دیا اس کے علاوہ اپنی قیمتی زمین بھی تحریک جدید کو دے دی،
آپ نے سب بیٹوں کو دینِ حق کی خدمت کیلئے وقف کر دیا تھا
فرمایا "میرے تیرہ لڑکے ہیں اور تیرہ کے تیرہ دین کے لئے وقف ہیں"،
احمدی نوجوانوں میں صنعت و حرفت کا شوق پیدا کرنے کیلئے آپ نے
دارالصناعت قائم کیا اور اس کے افتتاح کے موقع پر اپنے ہاتھ میں
رندہ لے کر لکڑی صاف کی، اور آری سے لکڑی کاٹ کر اپنے عمل سے یہ بتلایا
کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرنا ذلت نہیں بلکہ عزت دیتا ہے۔

۱۹۳۸ء میں نہایت شاندار اور اہم تحریک مجلس خدام الاحمدیہ
کی بنیاد رکھی۔ یہ نوجوانوں کی تنظیم ہے۔ اور اس لئے بنائی گئی ہے تاکہ
ہر زمانے میں جماعت کے نوجوانوں کی تربیت اس طرح ہوتی رہے کہ وہ
اسلام کا جھنڈا بلند رکھیں۔ اس کے ماتحت اطفال الاحمدیہ کی تنظیم بنائی
تاکہ بچپن سے بچوں کی تربیت اسلام کے مطابق کی جا سکے۔ ۱۹۳۹ء میں
ہجری شمسی سال کے اجراء کیلئے کمیٹی بنائی۔

جولائی ۱۹۴۰ء انصار اللہ کی تنظیم بنائی اس میں ۴۰ سال سے اوپر
کے مرد شامل ہیں تاکہ جماعت کے بوڑھے بھی سست ہو کر نہ بیٹھ جائیں
اور وہ بھی جماعت کے کاموں میں حصہ لیں۔ جنوری ۱۹۴۴ء میں اللہ تعالیٰ
نے خواب میں آپ کو بتایا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ ۲۴ جولائی
۱۹۴۴ء کو سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب
ابن حضرت سید عبدالستار صاحب سے آپ کا نکاح ہوا۔

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان بننے کے بعد فساد شروع ہوئے تو آپ نے
قادیان کو ایک کیمپ بنا دیا۔ جہاں آس پاس کے مسلمانوں نے پناہ لی،
آپ نے فیصلہ کیا کہ سارے احمدی قادیان نہیں چھوڑیں گے چنانچہ آپ کے
حکم سے تقریباً ۳۱۳ احمدی قادیان میں ہی رہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے
مرزا وسیم احمد صاحب کو بھی قادیان میں ہی رہنے کا حکم دیا۔

پاکستان میں آپ نے ربوہ کی بنیاد رکھی۔ ربوہ کا مطلب ہے
اونچی جگہ۔ آپ اللہ تعالیٰ سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قرآن شریف
سے بہت محبت کرتے تھے، آپ نے اپنی ساری زندگی قرآن شریف کو
سمجھنے اور سمجھانے میں گزار دی۔ ۱۹۵۴ء میں جب آپ مسجد مبارک
ربوہ میں نماز عصر پڑھا کر واپس آنے لگے تو ایک دشمن نے چاقو سے
آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ کی گردن پر بہت گہرا زخم لگا لیکن خدا تعالیٰ
نے آپ کو بچا لیا۔

آپ ساری ساری رات جاگ کر قرآن شریف کی تفسیر لکھتے رہے
آپ نے قرآن شریف کی جو مختصر تفسیر لکھی ہے اس کا نام تفسیر صغیر ہے
ایک تفسیر زیادہ تفصیل سے کی ہے وہ تفسیر کبیر کہلاتی ہے۔

آپ ہر انسان کی عزت کرتے تھے، اور کسی کو برا نہیں سمجھتے
تھے، ایک دفعہ صفائی کرنے والے خاکروب نے آپ کے ایک نواسہ کے
منہ پر پیار کر لیا اس پر بچوں نے اسے چھیڑا کہ جمعدار نے تمہیں پیار کر
لیا ہے اور تم بھی گندے ہو گئے ہو۔ جب حضور کو پتہ لگا تو حضور
نے اسے بلا کر پوچھا کہ تمہیں جمعدار نے کہاں پیار کیا تھا۔ بچے نے گال
پر انگلی رکھ کر بتایا کہ اس جگہ۔ حضور نے بچے کو اپنے ساتھ چمٹا کر اسی
جگہ پیار کیا اور اس طرح بچوں کو یہ سبق دیا کہ کوئی آدمی بھی برا نہیں
ہوتا۔

آپ کی آواز بہت اچھی تھی۔ تلاوت کرتے تھے تو دل چاہتا تھا
کہ بس سنتے جائیں۔ تقریر ایسی کرتے تھے کہ بس مزہ آجاتا تھا۔ کئی
کئی گھنٹے تقریر کرتے اور سننے والے کا دل چاہتا کہ تقریر ہوتی
رہے، کبھی ختم نہ ہو۔ ۱۹۵۶ء میں بغرض علاج یورپ تشریف لے
گئے۔ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی رات تقریباً ۲ بجے اللہ تعالیٰ نے ہمارے
پیارے امام حضرت مصلح موعودؓ کو اپنے پاس بلا لیا۔

محمود نام ہے ترا ہر کام خیر ہے
ہر فعل ہر عمل ترا ہر گام خیر ہے
تیری تمام زندگی تقویٰ کی ہے مثال
آغاز خیر تھا ترا انجام خیر ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

ہمارے محبوب امام عالی مقام سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی پر انوار و برکات زندگی کا ایک
مختصر سا نقشہ درج ذیل ہے:۔

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۲۶ ستمبر ۱۹۰۹ء کو

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے ایک مکتوب میں انکشاف فرمایا کہ :

"مجھے بھی خدا نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا ﷺ دوں گا۔ جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا"۔

(الفضل ۸ اپریل 1915ء)

ولادت ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ء، تکمیل حفظِ قرآن ۷ اپریل ۱۹۲۲ء
جلسہ گاہ قادیان کی توسیع کیلئے شبانہ وقار عمل ۲۷ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۲۷ء
امتحان مولوی فاضل میں کامیابی جولائی ۱۹۲۹ء۔ بی اے کی ڈگری ۱۹۳۴ء، پہلی شادی ۵ اگست ۱۹۳۴ء، سفرِ ولایت ستمبر ۱۹۳۴ء تا نومبر ۱۹۳۸ء، صدارت مجلس خدام الاحمدیہ فروری ۱۹۳۹ء تا اکتوبر ۱۹۴۹ء
بعدازاں بحیثیت نائب صدر تا نومبر ۱۹۵۴ء۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ جون ۱۹۳۹ء تا اپریل ۱۹۴۴ء، پرنسپل تعلیم الاسلام کالج (قادیان۔ لاہور، ربوہ) یکم مئی ۱۹۴۴ء سے لیکر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء، ہجرت ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء۔
عظیم خدمات بسلسلہ فرقان بٹالین جون ۱۹۴۸ء تا جون ۱۹۵۰ء
سنت یوسفی کے مطابق اسیری یکم اپریل ۱۹۵۳ء تا ۲۸ مئی ۱۹۵۳ء
صدارت مجلس انصار اللہ مرکزیہ نومبر ۱۹۵۴ء تا ۸ نومبر ۱۹۶۵ء، صدر صدر انجمن احمدیہ مئی ۱۹۵۵ء تا نومبر ۱۹۶۵ء خلیفۃ المسیح الثالث کی حیثیت سے آسمانی انتخاب ۷، ۸ نومبر ۱۹۶۵ کی درمیانی شب کو آپ قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث کے روحانی منصب پر فائز ہوئے، فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام دسمبر ۱۹۶۵ء۔ آغاز تحریک تعلیم القرآن ۹ اپریل ۱۹۶۶ء، دفتر سوم تحریک جدید کا اجراء ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء، سفرِ یورپ از ۶ جولائی ۱۹۶۷ء تا ۲۴ اگست ۱۹۶۷ء (اسی سفر میں حضور نے مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک کا افتتاح اپنے دست مبارک سے فرمایا) دورۂ مغربی افریقہ از ۱۴ اپریل ۱۹۷۰ء تا ۸ جون ۱۹۷۰ء (نصرت جہاں ریزرو فنڈ اور "نصرت جہاں آگے بڑھو" اسکیم کی آفاقی تحریک اسی شہرۂ آفاق دورہ کے دوران حضور پر القاء ہوئی) افتتاح خلافت لائبریری ربوہ ۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء
افتتاح مسجد اقصیٰ ۲۳ مارچ ۱۹۷۲ء۔ سفر انگلستان از ۱۳ جولائی ۱۹۷۳ء تا ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء۔ جشن صد سالہ احمدیہ جوبلی کیلئے تحریک ۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء۔ پاکستان اسمبلی میں دین حق کی ترجمانی ۲۲، ۲۳ جولائی، ۵ تا ۱۰ اگست، ۲۰ تا ۲۴ اگست ۱۹۷۴ء۔ سفر یورپ از ۱۵ اگست ۱۹۷۵ء تا ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء۔ دورۂ امریکہ و کینیڈا از ۲۰ جولائی ۱۹۷۶ء تا ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۶ء۔ دورۂ یورپ برائے کسر صلیب کانفرنس از ۸ مئی ۱۹۷۸ء تا ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۸ء۔ جماعت کیلئے علمی منصوبہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء۔ دورۂ مغرب ۱۴۰۰ھ از ۲۶ جون تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء (اس تاریخی اور آخری غیر ملکی سفر کے اختتام پر حضور نے ۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء ۷۴۴ سال کے بعد تعمیر ہونے والی قرطبہ کی پہلی عظیم الشان مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ مسجد حضور کے مبارک عہد میں ہی پایہ تکمیل تک پہنچ گئی تھی حضور نے اس کے افتتاح کیلئے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ کی تاریخ مقرر فرمائی اور حضور کے حکم پر اس کا اعلان بھی کر دیا گیا۔) کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کے ورد کی عالمی تحریک ۹ نومبر ۱۹۸۰ء۔ احمدیہ بک ڈپو کا افتتاح ۲۴ دسمبر ۱۹۸۱ء۔ جماعت احمدیہ کو "ستارۂ احمدیت" کا اعزاز عطا فرمانا۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ (بر موقعہ جلسہ سالانہ) سنگ بنیاد دفتر صد سالہ جوبلی ۲۳ مارچ ۱۹۸۲ء۔ دوسری شادی ۱۱ اپریل ۱۹۸۲ء۔ حادثۂ انتقال ۸، ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب کو پونے ایک بجے بیت الفضل اسلام آباد میں آپ کی روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر کے اپنے آقا و مطاع حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے محبوب ترین فرزند جلیل کے قدموں میں پہنچ گئی۔ جن کی خاطر آپ نے مسکراتے ہوئے چہرے سے ہزاروں تیر اپنے قلب مبارک پر برداشت کئے۔ گالیاں سنیں اور دعائیں دیں۔ اور جماعت کو دعائیں کرنے کا حکم دیتے ہوئے یہ عارفانہ نعرہ بلند کیا کہ

"محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں"

آہ ہماری محرومیٔ قسمت! ہمیں پتہ ہی نہ لگا اور خدا کا پیارا ہم سے جدا ہو گیا۔ گو حضور نے اپنے خطبوں اور مجالس میں اپنی جلد واپسی کے اشارے بھی فرمائے مگر ہمیں کب یقین آتا تھا۔

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

وہ بوجھ اٹھا نہ سکے جس کو زمین و آسماں
اسے اٹھانے کو آیا ہوں کیا عجیب ہوں میں
نہ سلطنت کی تمنا نہ خواہش اکرام
یہی ہے کافی کہ مولیٰ کا اک نقیب ہوں میں

خدائے بزرگ و برتر اور رحیم و کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے مقدس اور خدا نما وجود میں ہمیں قدرت ثانیہ کا عظیم الشان اور عالی مرتبہ مظہر رابع عطا فرمایا۔ ہماری گردنیں خدا تعالیٰ کے اس احسان عظیم کے سامنے خم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دامن مبارک سے ہمیشہ ہی وابستہ رکھے اور والہانہ اور عارفانہ رنگ میں زندگی کے آخری سانس تک حضور کی کماحقہٗ اطاعت کرنے کی توفیق و سعادت بخشے آمین۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مسند امامت و سیادت پر متمکن ہونے سے قبل کی دینی کارناموں سے لبریز مطہر زندگی کی تفصیل کیلئے تو ایک دفتر چاہیئے بطور خاکہ اس کی ایک ہلکی سی جھلک ملاحظہ ہو۔

ولادت : ۱۸ دسمبر ۱۹۲۸ء۔ دارالمسیح قادیان، میٹرک تعلیم الاسلام ہائی اسکول سے ۱۹۴۴ء میں۔ ایف ایس سی، گورنمنٹ کالج لاہور سے، بعدازاں آپ نے پرائیویٹ طور پر بی اے کا امتحان بھی پاس کیا۔

داخلہ جامعہ احمدیہ ربوہ : ۷ دسمبر ۱۹۴۹ء۔ شاہد کے امتحان میں کامیابی ۱۹۵۳ء۔

قائد ربوہ : ۴ فروری ۱۹۵۳ سے قائد ربوہ کے فرائض سنبھالے،

سفر یورپ : حضرت مصلح موعود کی بابرکت معیت میں اپریل ۱۹۵۵ء میں یورپ تشریف لے گئے اور انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے اور تبلیغی و علمی خدمات بجالانے کے بعد ۴ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو ربوہ میں رونق افروز ہوتے آپ کے ہمراہ محترم سید محمود احمد صاحب ناصر بھی تھے۔ اس سفر میں واپسی پر آپ میڈرڈ، روم، ایتھنز، استنبول، بیروت، بغداد اور تہران میں قیام فرماتے ہوئے یکم اکتوبر ۱۹۵۷ کو وارد کراچی ہوئے تھے۔

ناظم ارشاد وقف جدید : ۱۲ نومبر ۱۹۵۸ء کو حضرت مصلح موعود کے حکم سے آپ کا تقرر بطور نگران معلمین (ناظم ارشاد) عمل میں آیا۔

نائب صدر خدام الاحمدیہ : نومبر ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۶ء تک نائب صدر خدام الاحمدیہ کے فرائض انجام دیئے، جلسہ سالانہ سے خطاب کا آغاز جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء پر آپ نے پہلی بار تقریر فرمائی۔

ممبر افتاء کمیٹی : ۱۹۶۱ء میں رکن افتاء کمیٹی تجویز کئے گئے،

دورۂ آزاد کشمیر : ۱۹۶۴ء میں بحیثیت نائب صدر خدام الاحمدیہ پہلی بار آزاد کشمیر کا نہایت کامیاب دورہ کیا۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ : نومبر ۱۹۶۶ء سے نومبر ۱۹۶۹ء تک صدر مجلس کی حیثیت سے نوجوانان احمدیت کی بہترین قیادت فرمائی۔

ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن : یکم جنوری ۱۹۷۰ء کو فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔

اسمبلی کے نمائندہ وفد میں شمولیت : جولائی، اگست ۱۹۷۴ء میں قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثالث حضرتِ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) کی مبارک قیادت میں جماعت احمدیہ کا جو نمائندہ وفد پاکستان اسمبلی میں گیا آپ اس کے ایک ممتاز رکن تھے۔

صدر مجلس انصار اللہ : یکم جنوری ۱۹۷۹ء سے آپ نے صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے فرائض سنبھالے۔

قدرتِ ثانیہ کے مظہر رابع : ۱۷ رشعبان المعظم بمطابق ۱۰ رجون ۱۹۸۲ء بروز جمعرات مسجد مبارک ربوہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود کی مقرر کردہ مجلس انتخاب بصدارت حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب منعقد ہوا، جس میں آپ خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے اور قرآنی پیشگوئی وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ایک بار پھر شان و شوکت سے پوری ہوئی۔

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

باغ میں مِلّت کے ہے کوئی گُل رعنا کھِلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

اب اِسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشتِ خوار

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرّابع ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

خطبۃ الوداع

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے"۔

"خدا نے تمہارا خون، تمہارے اموال اور تمہاری آبرو تم پر اسی طرح حرام کردی ہے جس طرح اس نے اس مہینہ میں اس شہر میں، اس دن کی حرمت کو قائم کیا ہے' میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنی شروع کردو"۔

"لوگو! سن لو! کیونکہ شائد میں اس سال کے بعد اس جگہ' اس مہینہ میں' اس شہر میں تم سے نہ مل سکوں"۔ فرمایا "اچھی طرح سن لو! اور یاد رکھو کہ زمانۂ جاہلیت کی تمام رسومات اور روایات کو میں نے اپنے پاؤں تلے روند ڈالا ہے' اسی طرح زمانہ جاہلیت میں تم لوگوں سے جو قتل ہوئے ہیں ان کی دیت اور قصاص بھی ساقط کئے جاتے ہیں اور اس بارے میں سب سے پہلے میں (اپنے خاندان) عامر بن ربیعہ بن الحارث کا خون معاف کرتا ہوں"۔

"سود قطعی طور پر حرام کیا جاتا ہے، ہاں راس المال تمہارا ہے وہ تم لے سکتے ہو۔ اور اس کے ساتھ میں ہر وہ قرضہ معاف کرتا ہوں جو میرے خاندان کا کسی نے دینا ہے اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کا قرض معاف کرتا ہوں"۔

"اللہ کے حقوق یاد رکھو' عورتوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تم نے انہیں اللہ کے نام پر حاصل کیا ہے اور اسی کے نام سے وہ تم پر حلال کی گئی ہیں' اس لیئے ان کے حقوق یاد رکھو' اور تمہارا بھی ان پر حق ہے' اگر وہ غلطی کریں تو تمہارا فرض ہے کہ پیار سے انہیں سمجھاؤ، معروف کے مطابق انہیں کھانا کپڑا مہیا کرنا تمہارا فرض ہے"۔

"لوگو! تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا جد امجد بھی ایک ہے' تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ اور (انسان ہونے کے لحاظ سے) برابر۔ اس لیئے ایک دوسرے پر فضیلت مت جتاؤ۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں سفید کو سرخ و سیاہ پر یا سرخ و سیاہ کو سفید پر کوئی فضیلت نہیں، بجز تقویٰ کے"

"میں تمہارے اندر ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی سیدھے راستے سے نہیں بھٹکوگے' وہ ہے "کتاب اللہ"۔

"اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ پس اپنے رب کی عبادت کرو، اپنی پانچ نمازوں کو سنوار کر ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو اور خوشی خوشی اپنے اموال میں سے زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے اولی الامر کی اطاعت کرو۔ تم اپنے رب کی جنت میں داخل کئے جاؤ گے"۔

"تم سے قیامت کے دن میرے بارے میں پوچھا جائیگا تم کیا جواب دوگے"؟۔ اس پر تمام لوگوں نے بلند آواز سے کہا "ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کی شریعت ہم تک پہنچادی ہے"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر ہجوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اے اللہ تو گواہ رہ"۔

لوگوں نے پھر یہ آواز بلند کی" آپ نے نبی اور رسول کی حیثیت سے اپنا فرض پورے طور سے ادا کر دیا ہے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا:

"اے اللہ تو گواہ رہ"۔

باقی صفحہ ۸۶ پر

فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ

جلّ شانہ و عزّ اسمہ

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے، اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔ (کشتیٔ نوحؑ صفحہ ۲۰)

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

"بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم"

اعلیٰ درجہ کا نور

(۱) اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ و ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء، سیّد الاحیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰)

(۲) اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق و مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔
(تریاق القلوب صفحہ ۱۱)

(۳) دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے۔ لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مرد خدا کو پایا جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۲۸۸)

عجب نوریست در جان محمدؐ	عجب لعلیست در کان محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش	محمدؐ ہست برہان محمدؐ

آخری وصیّت

... سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی اُمّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا۔ اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی ۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ اس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اسکے پیروں کے نیچے اور کچلے جائیں گے۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الہٰی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی ۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔ (سراج منیر صہ ۸۲) ۔

میرا عقیدہ

مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں

لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ

میرا عقیدہ ہے اور لٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیّین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے ۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں ۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائیگا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ ایمان ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا ۔ (کرامات الصادقین صہ ۲۵)

عظیم الشّان فتح

میں بڑے دعوےٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے، اور جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کی تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے ، اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لیئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں ۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے ۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ھے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے ۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں ۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکیں؟ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو آسمانی صدا کا احساس نہیں ؟

(ازالہ اوہام صہ ۱۰۳)

مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے ،

چاہے تو قبول کرو ، جِس کسی کے کان سنتے ہوں سُنے ،

یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور لوگوں کی نظر میں عجیب !

۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء

مکرم مسعود احمد خان دہلوی

جماعت احمدیہ کا انقلاب آفرین یومِ تاسیس

کرۂ ارض پر رونما ہونے والے انقلابِ عظیم کی ایک جھلک

اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت کے ماتحت جب سے یہ دنیا معرض وجود میں آئی ہے، شام و سحر کی گردش اسی طرح چلی آرہی ہے۔ سورج کے چڑھنے کے ساتھ دن چڑھتا اور اس کے ڈھلنے کے ساتھ یہ بھی ڈھل جاتا ہے۔ حتیٰ کہ رات آتی ہے اور اسے اپنی تاریکی میں ڈھانپ لیتی ہے۔ نظام کائنات کے مقررہ قوانین کی رُو سے بظاہر سب دن ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن مشیّت ایزدی نے ازل سے خلق کائنات کا جو مقصد مقرر کر رکھا ہے، اس کی کارفرمائی کے نتیجے میں بعض دنوں کو ایسی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے کہ ان کے اثر کا قرن ہا قرن ہی نہیں بلکہ قیامت تک جاری رہنا مقدر ہوتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو نوع انسان کی اصل اور حقیقی تاریخ انتہائی اہمیت کے حامل ایسے ہی دنوں سے عبارت ہے۔ یہ دن جب طلوع ہوتے ہیں تو تاریخ کے دھارے موڑنے کے بعد دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دیتے ہیں، اور اس طرح اپنی نہ مٹنے والی یاد ہمیشہ ہمیش کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔

بلاشبہ ایسے ہی اہم اور انقلاب آفرین دنوں میں سے ایک ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کا دن بھی ہے۔ یہ وہ دن ہے جب اس آخری زمانہ کے مامور سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائی حکم کے ماتحت سلسلۂ بیعت کا آغاز فرما کر خدمت و اشاعتِ اسلام کی غرض سے جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ دن دراصل دینِ اسلام کی از سرنو احیاء اور اس کی لازوال و بے مثال شریعت کے از سرنو قیام کا دن تھا۔ دنیا میں ترقیٔ اسلام کی راہ ہموار کر کے اس کے دائمی غلبہ کے اعلان کا دن تھا، زندہ خدا کی زندہ تجلّی کے ظہور اور زمین پر آسمانی بادشاہت کے نزول کی بشارت کا دن تھا۔ معبودانِ باطلہ اور اربابٌ من دون اللّٰہ کی خداوندی کے خاتمے اور خدائے واحد حیٌّ لایموت اور لیس کمثلہ شیٔ پر دل و جان سے نثار ہونے اور پختہ یقین اور سچی معرفت کے ساتھ اس کی ذات اور صفات پر دوبارہ ایمان لانے کا دن تھا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اسلام کی سربلندی اور اس کے غلبہ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا عہد باندھنے اور اس عہد کو عملاً سچا ثابت کر دکھانے کا دن تھا۔ الغرض یہ وہ روزِ سعید تھا جس کی مبارک ساعتوں میں کرۂ ارض کی پوری آبادی کو حلقہ بگوشِ اسلام بنانے اور اس طرح محمدؐ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی عالمگیر بعثت کے دائمی مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی غیر متزلزل بنیاد پڑی اور اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی۔

اِس مضبوط و مستحکم بنیاد پر گذشتہ ایک صدی کے دوران خلافت کے آسمانی نظام کی برکت سے غلبۂ اسلام کی عظیم الشان جد وجہد کو آشکار کرنے والی جو رفیع الشان عمارت تعمیر ہوئی اور اس عظیم جدوجہد کے نتیجہ میں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب یعنی اطراف و جوانب عالم میں جو انقلابِ عظیم رونما ہوا اس کی تفصیل کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہوسکتا۔ دنیا کے ۱۱۷ ممالک میں احمدیہ جماعتوں کا قیام، تبلیغی مِشنوں اور ہزارہا مساجد کی تعمیر، افریقہ کے مختلف ممالک میں بیسیوں احمدیہ اسکولوں اور ہسپتالوں کا اجرا، دنیا بھر کی یک صد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور بے شمار دینی کتب کی اشاعت کا اہتمام، اقوام شرق و غرب کے لاکھوں افراد کا قبول اسلام اور ان کی دینی تربیت کا انتظام و انصرام —— اِن اور ایسی سے متعلق بے شمار کاموں کی تفصیل کا جن کا دائرہ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے، ایک مضمون تو کجا، ضخیم کتاب میں بھی احاطہ کرنا آسان نہیں ہے۔ البتہ ان کے نتیجہ میں رونما ہونے والے انقلاب عظیم کی ایک جھلک مغرب کے عیسائی مستشرقین کی ان تحریرات میں بھی دیکھی جاسکتی ہے جو انہوں نے جماعت احمدیہ کی عظیم الشان تبلیغی جد وجہد کے نتیجہ میں عیسائیت کی پسپائی اور اسلام کی فاتحانہ پیشقدمی کے برملا اعتراف کے طور پر مضامین اور کتب کی شکل میں شائع کی ہیں۔ بعض نے تو ان میں اسلام کی فاتحانہ پیشقدمی پر سخت گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار بھی کیا ہے۔ نمونہ از خروارے کے طور پر ان کے چند اعترافی بیانات کو یہاں درج کرنا ہی کافی ہوگا۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ کے قیام سے قبل مغرب کی استعماری طاقتوں کی شہ اور ترغیب و تحریص پر یورپ کے مختلف ممالک میں چرچ مشنری سوسائٹیاں معرض وجود میں آچکی تھیں اور انہوں نے افریقہ اور ایشیا کے محکوم ممالک میں عیسائی مِشنوں کا جال پھیلا کر وہاں کے لوگوں کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنانے کی مہم زور و شور سے جاری کی ہوئی تھی۔ چنانچہ مغربی طاقتوں کے سیاسی غلبہ اور مادّی ترقی سے مرعوب ہو کر ان محکوم ممالک کے باشندے دھڑا دھڑ عیسائیت قبول کر رہے تھے۔ چرچ اپنی کامیابیوں سے خوش ہو کر اس زعم میں مبتلا ہو چکا تھا کہ وہ افریقہ اور ایشیا کے محکوم ممالک کی آبادیوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور اِس طرح عیسائیت واحد عالمی مذہب کی شکل اختیار کرکے نوع انسانی کو دینِ مسیحی پر جمع کر دکھائے گی۔ اور اس طرح کسی دوسرے مذہب میں اس کے سامنے دم مارنے کی سکت باقی نہ رہے گی۔ بظاہر حالات نظر یہی آ رہا تھا کہ چرچ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس وقت عیسائی تنظیموں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ جماعت احمدیہ کے نام سے برِصغیر میں جو تحریک اٹھی ہے اور جسے خود مسلمان علماء کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ نہ صرف برصغیر میں عیسائیت کی پیشقدمی کو روک دے گی بلکہ خود مغربی ملکوں میں پہنچ کر وہاں کے عیسائیوں کو اسلام کا گرویدہ بنانے کا انتہائی مشکل ہی نہیں، ناممکن کام ممکن کر دکھائے گی۔ لیکن جب جماعت احمدیہ نے نہ صرف برصغیر میں عیسائی چرچ کے چیلنج کو قبول کر کے اس کے چھکے چھڑائے اور پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہنمائی میں قربانی و ایثار اور خدمت و فدائیت کا نہایت شاندار مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف ایشیائی ممالک میں، بلکہ یورپ، امریکہ اور افریقہ کے مختلف ممالک میں اسلام کے تبلیغی مِشن قائم کر دکھائے اور ان ممالک کی سعید روحوں نے اسلام میں داخل ہونا شروع کیا تو مغرب کے عیسائی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی اور انہوں نے ان مِشنوں کے قیام کو عیسائیت کے لئے خطرہ کا الارم قرار دے کر بہت واویلا کیا۔ مثال کے طور پر جب ایشیا اور افریقہ کے ممالک، نیز انگلستان جرمنی اور سکنڈے نیویں ممالک کی طرح سوئیزرلینڈ میں بھی احمدیہ مِشن کا قیام عمل میں آیا اور وہاں پر سرِعام اسلام کا چرچہ ہونے لگا تو ۱۹۶۰ء میں وہاں کے اخبار "فریڈ ینکر" (Freidenker) نے ایک طویل مضمون میں مِشن کے قیام پر بہت خطرہ کا اظہار کیا اس نے لکھا: "آج ہم کسی ایسی صورت حال سے دوچار نہیں ہیں کہ عرب فوجیں چمکیلی اور خمدار تلواریں ہاتھوں میں لیئے بوڑھے اور

ضعیف یورپ کی طرف بڑھی چلی آرہی ہوں، آج اسلام جن ہتھیاروں سے حملہ آور ہے وہ سابقہ ہتھیاروں کی نسبت بہت نرم و نازک ہیں لیکن اثر کے لحاظ سے خمدار تلواروں سے کسی طرح کم نہیں۔ ہمارے زمانہ میں اِسلام کا حملہ اُن تبلیغی مِشنوں کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے جن کی پیشقدمی بالخصوص افریقہ اور ایشیا میں کچھ اس نوعیت کی حامل ہے کہ اسے روکنا آسان نہیں ہے۔ ان دونوں براعظموں میں اسلام کی تبلیغی مہم بڑے مضبوطی سے پاؤں جماتی چلی جارہی ہے اور دن بدن اس کی شدت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ صورت حال عیسائی مِشنوں کے کام کو مشکل اور ان کی زندگی کو تلخ بنانے کا موجب بنی ہوئی ہے۔ مزید برآں اسلام اپنی ان تبلیغی کامیابیوں پر اکتفا کرنے کیلئے تیار نہیں ہے بلکہ وہ دوسری طرف پوری دلیری کے ساتھ عیسائی یورپ کے قلب کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے، وہ اس طرح کہ یہاں (یعنی سوئیٹزرلینڈ میں) ہمارے درمیان اس کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ چرچ اِس صورتِ حال سے بہت پریشان ہے اور وہ اسے اپنے لیئے ایک چیلنج تصور کرتا ہے۔"

اخبار مذکور نے اپنے اس مضمون کو ان الفاظ پر ختم کیا: "عیسائی مِشنز اب اس بارہ میں کسی خود فریبی میں مبتلا نہیں ہیں کیوں کہ اس سوال کا پیدا ہو جانا ہی کہ جیت مسیح کی ہوگی یا محمدؐ کی ایک سنگین صورتِ حال پر دلالت کرتا ہے"۔

پہلی صدی کے دوران افریقہ میں جو پوری طرح عیسائیت کے قبضہ میں جا چکا تھا، جماعت احمدیہ کو تبلیغی مساعی کے ذریعہ اسلام کو وسیع پیمانے پر پھیلانے میں جو عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی اس پر چرچ کو شدید پریشانی اور مایوسی کا لاحق ہونا ایک قدرتی اَمر تھا پھر چونکہ افریقہ میں عیسائیت مغرب کی استعماری طاقتوں کے ایجنٹ اور آلۂ کار کے طور پر داخل ہوئی تھی اس لیئے وہاں اسلام کے بالمقابل عیسائیت کی پسپائی کے علاوہ مغربی ملکوں سے آئی ہوئی سفید فام عیسائی اقلیت کو یہ فکر بھی لاحق ہوئی کہ کہیں خود وہاں کی سیاہ فام عیسائی اکثریت میں ایسا مخالفانہ ردِعمل ظاہر نہ ہو کہ باہر سے آئی ہوئی سفید فام اقلیت کو جان کے لالے پڑ جائیں۔ چنانچہ یورپ کے ایک سیاح مِسٹر ولارڈ پرائس (Mr. Willard Price) نے اپنی کتاب Incredible Africa میں عیسائیت کے بالمقابل اسلام کی تیز رفتار پیشقدمی اور وہاں کی سفید فام عیسائی اقلیت کے مذکورہ بالا خدشہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"اسلام افریقہ میں عیسائیت کی نسبت تین گنا زیادہ تیز رفتاری سے پنپ رہا ہے۔ باہر کے کسی مذہب کو قبول کرنے کا سوال ہو تو اہل افریقہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ اس بارہ میں مسلمانوں کی طرف رجوع کریں جن کا بجز اپنے مذہب کی اشاعت کے افریقہ کے ساتھ اور کوئی مفاد والبتہ نہیں۔ یوریپین آبادکاروں کے متعلق ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیں بائبل تو دیتے رہے لیکن ساتھ کے ساتھ اس کے عوض میں ہمیں ہماری زمینوں سے محروم کرتے رہے۔ عیسائی مناد بلی گراہم نے افریقہ کے دورہ سے واپس آکر وہاں عیسائیت کے زوال کی پیشگوئی کی ہے اور کہا ہے کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب افریقہ میں عیسائیوں کو جان بچانے کے لیئے غاروں اور زمین دوز خفیہ مقامات میں پناہ لینی پڑے گی"۔ (ترجمہ از کتاب INCREDIBLE AFRICA صد ۱۹۰)۔

دراصل شروع شروع میں تو مغرب کے عیسائی چرچ نے اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے اور غالب کرنے سے متعلق جماعت احمدیہ کے ادعا کو خندۂ استہزاء میں اڑانے کی کوشش کی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ چھوٹی سی جماعت جو وسائل سے یکسر عاری ہے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے عیسائی مشنوں کا جنہیں مغرب کی استعماری طاقتوں کی تائید و حمایت ہی نہیں بلکہ بے انداز مالی امداد و اعانت بھی حاصل ہے کیا مقابلہ کرے گی۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے قوت ایمانی اور جذبۂ ایثار و قربانی سے مالا مال فرمایا ہے، اسے کسی دنیوی طاقت کی تو نہیں لیکن خدائے قادر و توانا کی تائید و نصرت حاصل ہے۔ اسی لیئے یہ مالی وسائل سے تہی دست ہونے کے باوجود خدائی تائید و نصرت کے بھروسہ پر وہ کچھ کر دکھائے گی جس کا عیسائی مِشن تصور بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب

یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک مشن کے بعد دوسرا مشن کھلتا چلا گیا اور ایک مسجد کے بعد دوسری مسجد تعمیر ہوتی چلی گئی۔ اور ہر قوم کے سعید الفطرت افراد اسلام میں داخل ہونے شروع ہوئے تو عیسائی چرچ میں کھلبلی مچے بغیر نہ رہی حتیٰ کہ فلسفۂ تاریخ کے عیسائی ماہروں اور مذاہب عالم کے تقابلی مطالعہ کے ماہر پروفیسروں کو تحریک ہوئی کہ وہ اس جماعت کے عقائد و نظریات، عزائم و نظام کار کا گہری نظر سے مطالعہ کریں اور اس امر کا جائزہ لیں کہ کیا واقعی یہ جماعت اسلام کو دنیا بھر میں غالب کرنے کے مقصد میں کامیاب ہو جائے گی۔ درجنوں محققوں نے دنیا بھر کے احمدی مشنوں کا دورہ کر کے اور ان میں سے بعض نے ہندوستان اور پاکستان آکر جملہ حالات و کوائف کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ تحقیقی مقالے لکھے بلکہ بعض نے اپنی تحقیق پر مشتمل متعدد کتابیں بھی شائع کیں۔ ان مضامین اور کتب میں انہوں نے اس امر کا اعتراف کیا کہ یہ جماعت وسائل کی کمی اور مقابلتہً اپنے اراکین کی قلتِ تعداد کے باوجود بے پناہ جذبہ و جوش اور جنون کی حد کو پہنچی ہوئی لگن اور دھن کے باعث اسلام کو دنیا بھر میں غالب کرنے کی اہلیت اور استعداد سے مالا مال ہے۔ اس ضمن میں مغرب کے صرف دو نامور محققین کی آراء بطور نمونہ پیش کرنا کافی ہوگا۔

۱۔ مثال کے طور پر امریکی ریاست پنسلوانیہ کے وِلکنز کالج (WILKES COLLEGE) میں شعبۂ فلسفہ و مذہب کے پروفیسر مسٹر سٹینکو ایم وجیکا (MR. STANKO M. VOJIKA) نے گہری تحقیق اور مطالعہ کے بعد (جس کے دوران انہوں نے پاکستان آکر احمدیوں سے بھی ملاقات کی) جماعت احمدیہ کے متعلق ایک تفصیلی مضمون رقم کیا جو برطانیہ کے رسالے "ایسٹرن ورلڈ" کے شمارہ بابت دسمبر ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا۔ اپنے اس مضمون کے آخر میں انہوں نے لکھا :-

"ایک مذہبی فرقہ کے لئے بلحاظ تعداد اس کے افراد کا کم ہونا اس کے معتقدات کی مخصوص نوعیت جو دوسروں کے لئے پورے طور پر قابل فہم نہ ہو نقصان کا موجب نہیں ہوا کرتی۔ ایسے فرقے صدیوں تک زمانہ کے حالات سے نبرد آزما رہنے کے سلیقہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ مذاہب عالم کی تاریخ ایسے چھوٹے چھوٹے فرقوں کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے جنہوں نے زمانہ کے اتار چڑھاؤ اور اکثریت کے دباؤ کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی ہستی کو برقرار رکھا اس بات کا امکان ہے کہ احمدیت بھی مستقبل میں پھلے پھولے، ایک ایسے وقت میں جبکہ مُسلم دنیا مغرب کی لادین سیاست کے زیرِ اثر آجانے کے باعث ادھر ادھر بھٹک رہی ہے، احمدیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کی تحریک اسلام کو اس طور سے پیش کرتی ہے کہ جو دنیائے جدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ پھر وہ اسلام کی فتح کے متعلق نہایت درجہ پُراعتماد ہیں، ایسی صورت میں احمدیت ان نئی نسلوں کے لئے دلکش اور جاذبِ نظر ہو سکتی ہے جو اصلاح حال کے پیش نظر نئے انداز فکر کی تلاش میں سرگرداں ہیں"۔

۲۔ اسی طرح فلسفۂ تاریخ کے شہرۂ آفاق برطانوی ماہر مسٹر آرنلڈ جے ٹائن بی (MR. ARNOLD J. TOYNBEE) نے اپنی کتاب "سویلائیزیشن آن ٹرائل" (CIVILIZATION ON TRIAL) میں مغربی تہذیب کے حوالے سے اسلام کے مستقبل پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی تہذیب زوال پذیر ہو کر اپنے انجام کو پہنچتی ہے تو اس وقت کوئی نہ کوئی ارفع مذہب ضرور ابھرتا ہے اور صدیوں کے اتار چڑھاؤ کے بعد اس ارفع مذہب کی کوکھ سے جو تہذیب جنم لیتی ہے وہ دنیا کے تہذیبی خلا کو پُر کرنے کا موجب بنتی ہے۔ انہوں نے اپنے اس نظریہ کے ثبوت میں دنیا کے مختلف تہذیبی نظاموں کے عروج و زوال کے حوالہ سے بعض چھوٹے چھوٹے مذہبی فرقوں کے صدیوں کی جدوجہد کے بعد دنیا میں غالب آنے کے حیران کن واقعات کو بطور مثال پیش کیا ہے، ان کے نزدیک مغربی تہذیب کا دور جس نے عیسائیت کی کوکھ سے جنم لیا تھا اب اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے خلا کو جو ارفع مذاہب پُر کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں ان میں انہوں نے اسلام کی ارفع و اعلیٰ شکل یعنی احمدیت کا بھی بطور خاص ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ عین ممکن ہے کہ احمدیت کی کوکھ سے جنم لینے والی اسلامی تہذیب ہی بالآخر موجودہ خلا کو پر کرنے کا موجب بنے، چنانچہ اس تاریخی تناظر میں احمدیت کا بطور خاص ذکر کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں :-

"اگرچہ ہم مستقبل میں رونما ہونے والے حالات کے متعلق عمومی نوعیت کے اندازے تو بآسانی لگا سکتے ہیں لیکن جہاں تک آئندہ زمانوں میں رونما ہونے والے مخصوص واقعات کے سالوں کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانے کا تعلق ہے ہم مستقبل میں زیادہ دور تک جھانکنے کی صلاحیت سے عاری ہیں۔ تاہم جن قدیم تاریخی مثالوں سے ہم رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں ان سے اس امر کی نشان دہی ہوتی ہے کہ وہ مذاہب جو تہذیبوں کے باہمی تصادم کے وقت ابھر کر سامنے آتے ہیں انہیں نشو و ارتقاء اور عروج کی منازل طے کرنے میں صدیاں لگ جایا کرتی ہیں اور یہ کہ ایسی دوڑ میں جو لمبے فاصلہ اور زمانہ پر پھیلی ہوئی ہو بسا اوقات سست رفتار گھوڑا اپنی بازی جیت جایا کرتا ہے"۔ (صد ۲۰۴) ۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ کے قیام کے نتیجہ میں شروع ہونے والی پہلی صدی کے دوران غلبہ اسلام کے ضمن میں کرۂ ارض پر رونما ہونے والے انقلاب کی جو جھلک مغرب کے عیسائی مستشرقین اور بعض دیگر نامور مصنفین کی تحریرات کے حوالہ سے سطور بالا میں پیش کی گئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم کی مقدس و بابرکت پہلی صدی قیام جماعت کے مقصد یعنی اعلاء کلمۂ اسلام اور اشاعت نور حضرت خیر الانام ؐ کے اعتبار سے دنیا کے ہر خطہ اور علاقہ میں کچھ کم ہلچل ڈالنے کا موجب نہیں ہوئی۔ اس صدی کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے اور دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو حقیقی اسلام کے طیب و شیریں ثمرات سے بہرہ ور نہ ہو رہی ہو۔ یہ مقدس و مبارک صدی انقلاب حقیقی کی نہایت مضبوط و مستحکم بنیاد فراہم کرنے، عالمگیر غلبۂ اسلام کی راہ ہموار کرنے اور اس طرح ایک دنیا کو محوِ حیرت کرنے کے بعد اب ہم سے رخصت ہو رہی ہے اور ہم پہلی صدی میں منجانب اللہ ملنے والی عظیم الشان کامیابیوں پر حمد اور شکر کے سرمدی نغمے الاپتے ہوئے ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء سے دوسری صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس نئی صدی میں ہمیں غلبۂ اسلام کے ضمن میں فتوحاتِ عظیمہ ملنی مقدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان فتوحات پر منتج ہونے والی فیصلہ کن مہمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لئے کمر ہمت کسنے اور تن من دھن کی بازی لگا کر مرحلہ وار آگے ہی آگے بڑھنے اور آخری معرکہ سر کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا خیر الانام حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم کرۂ ارض کی بلندیوں پر اس شان سے لہرائے کہ نوع انسانی کا ہر فرد دل کی گہرائیوں سے گواہی دے رہا ہو:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

"وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا۔ اور حضرت موسےٰ کلیم اللہ پر بمقام طور ظاہر ہوا۔ اور حضرت مسیحؑ پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا۔ وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلّی فرما ہوا ہے۔ اور مجھے فرمایا۔ کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کے لئے تمام نبی بھیجے گئے میں ہوں۔ میں اکیلا خالق اور مالک ہوں۔ اور کوئی میرا شریک نہیں۔ اور میں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں۔" (ضمیمہ رسالہ جہاد ص)

ثاقب زیروی

تاریکیٔ شب سے پھوٹ رہیں یوں خوابِ سحر کی تعبیریں
ظلمت کا احاطہ کرنے کو ہر سمت سے لپکیں تنویریں

خوشبوئے تبسّم چھین سکی نہ موت بھی جن کے ہونٹوں سے
اُن دیوانوں کو تکتی ہیں حیرت سے سِتم کی زنجیریں

مرعوب نہ ہوں گے ہم اِن سے سب اپنی دیکھی بھالی ہیں
یہ زہر میں ڈوبی تحریریں، انگارے اُگلتی تقریریں

آئے تو تھے خالی دامن دل اُٹھے تو لیئے سو میخانے
بس ایک نگاہِ ساقی سے بدلی ہیں دِلوں کی تقدیریں

کب ظُلم کی آندھی روک سکی رستہ بے باک اُجالوں کا
گرتی ہی رہی ہے برقِ تپاں، اٹھتی ہی رہی ہیں تعمیریں

اے دشمنِ دیں اس مالک کے ہاں دیر تو ہے اندھیر نہیں
کیوں تجھ کو دکھائی دیتی نہیں دیوارِ وقت کی تحریریں

ہم راہِ وفا کے راہی ہیں، دیں کے بے خوف سپاہی ہیں
ہیں دِل میں شہادت کے ارماں رقصاں ہیں لبوں میں تکبیریں

ہر جبر پہ خندہ پیشانی، ہر جور پہ کیفِ رُوحانی
گرتی ہیں خدا کے بندوں پر پھولوں کی طرح سے شمشیریں

اس طرح ہُوئی درّانہ طے تسلیم و رضا کی ایک صدی
ہم ہنستے رہے تقدیروں پر ہنستی رہیں ہم پر تقدیریں

جو اُن کی نظر میں لے آئیں جو اُن کے کرم کا مُوجب ہوں
اُن بابرکت تحقیروں پر سو جان سے قرباں توقیریں

جو کل تھا منظر آج نہیں جو آج ہے کل دُھندلائے گا
دیکھی ہیں بہت ثاقبؔ ہم نے یہ رنگ برنگی تصویریں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

بحیثیت

موعود ادیانِ عالم

موجودہ زمانہ جو صحفِ انبیاء اور آسمانی کتب میں آخری زمانہ بھی قرار دیا گیا ہے اس ہمارے زمانے میں ہر ایک قوم کیا یہود اور نصاریٰ اور کیا ہندو اور مسلم، اور دیگر اقوام ہر ایک اپنے مذہبی فسادات اور قومی بگاڑ کی شاکی ہیں۔ ہر ایک قوم کے لوگ یہی شکایت کر رہے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ عملاً اپنے عقائد اور مذہبی تعلیم کے خلاف کر رہے ہیں اور ہندو، مسلم اور ان کے پیشوا پنڈت اور علماء بھی یہی شکوہ کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کا ویدوں کی تعلیم پر عمل نہیں رہا نہ ہی مسلمانوں کا قرآن کریم پر عمل ہے۔ گویا تورات انجیل یا وید اور قرآن کریم وغیرہ جو الہامی کتابیں مانی جاتی ہیں، ان کا ماننا صرف زبانی باتوں تک محدود ہے ورنہ عملاً سب کتابیں گویا متروک ہو رہی ہیں اور اگر کوئی قول اور فعل مذہبی تعلیم کے مطابق بھی ہے تو وہ محض رسمی اور کورانہ تقلید کی بناء پر۔ اور بے دلی کے ساتھ تاوان کے طور پر اور جبر و اکراہ سے کیا جاتا ہے۔ طبائع میں کوئی محبوب اور مرغوب چیز ہے تو دنیا اور دنیا کے حظوظ اور لذات ہیں اور دلوں کے اندر اللہ تعالیٰ کے لیئے یا دین اور آخرت کیلئے رتی بھر بھی محبت نہیں پائی جاتی۔

پس زمانہ کے یہی حالات تھے جو موعود ادیان عالم کے مقتضی تھے کہ وہ مصلح عالم آئے اور دنیا کی اصلاح فرماتے اور ایسے ہی وقتوں کیلئے جیساکہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"یہ ایک سِرّ اسرارِ الٰہیہ میں سے ہے کہ جب کسی رسول یا نبی کی شریعت اس کے فوت ہونے کے بعد بگڑ جاتی ہے اور اس کی اصل تعلیموں اور ہدایتوں کو بدلا کر بے ہودہ اور بے جا باتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور ناحق کا جھوٹ افتراء کر کے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ تمام کفر اور بدکاری کی باتیں اسی نبی نے ہی سکھلائی تھیں تو اس نبی کے دل میں ان فسادوں اور تہمتوں کے دور کرنے کے لیئے ایک اشد توجہ اور اعلیٰ درجہ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے تب اس نبی کی روحانیت تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قائمقام اس کا زمین پر پیدا ہو" ——— (آئینہ کمالات اسلام صہ ۳۴۱)

دریں حالات جب تمام ادیان عالم کے پیروکار اپنے اپنے، انبیاء رسولوں اور مصلحین کی تعلیموں اور ہدایتوں کو پس پشت ڈال چکے اور ہر نبی کی روحانیت نے تقاضا کیا کہ اس کا کوئی قائم مقام
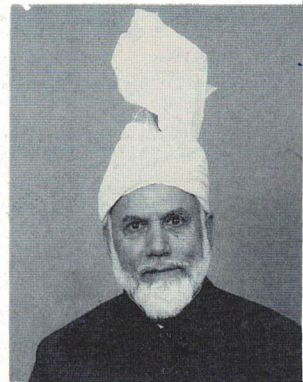
زمین پر پیدا ہو تو خدا تعالیٰ ہادی مطلق نے تمام نبیوں، رسولوں اور مصلحین کے نمونہ پر موجودہ زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام موعود ادیان عالم کو جری اللہ فی حلل الانبیاء کے طور پر قادیان ضلع گورداسپور (بھارت) میں مبعوث فرمایا، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کیلئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں، ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیساکہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیساکہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے"

(لیکچر سیالکوٹ صہ ۲۷)

حضرت کرشن علیہ السلام کی آمد کی علامات

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام موعود ادیان عالم کا کرشن کے روپ میں ظاہر ہونے کے متعلق ان کا دعویٰ ان کے ہی اپنے الفاظ میں پیش کرنے کے بعد ان نشانیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو ہزاروں سال قبل بتائی گئیں اور جن کا ہو بہو پورا ہونا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح ثابت کرتا ہے۔ سری کرشن جی خود فرماتے ہیں:

"ہے بھارت! جب دھرم کی نیستی اور ادھرم کا دور دورہ ہو جاتا ہے تب میں اوتار لیتا ہوں"۔ (گیتا ادھیائے شلوک ۷، ۸)

پھر لکھا ہے:

"سو ہے راجہ! جب کلجگ کے اخیر میں بہت سے پاپ ہوتے رہیں گے تو نارائن جی خود دھرم کی رکھشا کی خاطر سنبھل دیش میں کلنکی اوتار دھارن کریں گے"۔

(شریمد بھاگوت، بارھواں اسکند صہ ۶۲۳)

پھر لکھا ہے:

"جس وقت کلجگ آگیا، سمجھ لیجئے کہ دنیا کی ہوا پلٹ گئی وہ وہ پاپ، وہ وہ گناہ ہوں گے کہ زمین کانپ اٹھے گی۔ لڑکے والدین کو بے وقوف سمجھیں گے۔ رضا جوئی فرمانبرداری کیسی؟ عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم لائیں گی۔ جب اس طرح سے دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہو گا تو بھگوان جی کو تکلیف کرنی پڑے گی کہ کلجگی اوتار میں جلوہ دکھلائیں گے، پاپ کی ناؤ ڈوبے گی، دھرم کی بیل ہری بھری ہو گی"۔

(مہا بھارت بن پرب صہ ۶۸۹)

ہندو لیڈروں کا اعتراف ہے کہ یہ تمام علامات پوری ہو چکی ہیں اور آنے والا موعود اگر اب نہ آیا تو کب آئے گا!! ہندوؤں کا مشہور اخبار تیج دہلی لکھتا ہے:

"اب بھگوان کرشن کے جنم کی مہا بھارت کے زمانے سے ...... بھی زیادہ ضرورت ہے۔ دنیا سے شرم اٹھتی جاتی ہے ...... گذشتہ ایک ہزار برس سے جو ہندوستان میں آفتیں نازل ہوئی ہیں ان کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن بیسویں صدی میں سوشل زوال اور پولیٹیکل گراوٹ انتہائی حالت کو پہنچ گیا ہے، اگر بھگوت گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے تو اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آجکل ہے اس لیے بھگوان کرشن آؤ! جنم لو دنیا سے ناپاکی دور کرو۔ دھرم پھیلاؤ۔ مستحق کو اس کا استحقاق دو۔ غاصبوں سے دنیا کو پاک کرو اور یہ وعدہ پورا کرو"۔

چوں بنیاد دیں سست گردد بسے
نمائیم خود را بشکل کسے

(اخبار تیج دہلی ۱۸ اگست ۱۹۳۰، منقول از الامان دہلی ۲۳ اگست ۱۹۳۰)

(۲) "آہ گوپال ہمارے لئے نہ سہی، پر ان بے زبانوں کی آہ بھی آپ نہیں سنتے۔ شائد بھارت سے اب آپ کو پریم نہیں۔ اگر یہی بے اعتنائی تھی تو پھر کہا کیوں تھا۔ "یدا یدا ہی دھرمتیہ" کہ جب جب دھرم کا ناش ہو گا میں آؤں گا۔ یہ وعدہ خلافی تیری شان کے خلاف ہے"

ہزاروں برس سے ہم راہ دیکھ رہے ہیں۔ ہر سال تیرا جنم دن مناتے ہیں، اور اسی امید میں ہر سال لاکھوں بار دعائیں کرتے ہیں۔ پھر کیا ہم مایوس ہی رہیں گے"۔

(سدوشن کرشن نمبر راولپنڈی ۱۱ اگست ۱۹۲۵ء صـ۴)

(۳) "آجکل کا زمانہ نیچ حیوانی زندگی کا نمونہ ہے ... اور جگ لوگوں کی ایسی خوفناک حالت سے مکتی کے لیئے ایک اوتار کے آنے کی آرزو کر رہا ہے

اخبار انڈین کلکتہ

پس زمانہ کی حالت زار اور انسانوں کی چیخ و پکار رنگ لائی اور اس ہادی مطلق خدا نے سری کرشن کے اوتار کے طور پر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپنے فرمایا :

پھر میرے بعد اوروں کی ہے انتظار کیا

توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا

مسیحی مذہب میں بھی مسیح کی آمد کی پیشگوئی ہے اور اس سے مراد مثیل مسیح ہے، جیسے ایلیا کی آمد سے مراد مثیل ایلیا ہے۔ اب بائبل کی رو سے آمد مسیح کی علامات پیش کی جاتی ہیں۔

مسیح موعود کی آمد کی علامات

از روئے بائبل

(۱) "جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آکر کہا ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی۔ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا ... خبردار! گھبرا نہ جانا، کیونکہ ان باتوں کا واضح ہونا ضرور ہے لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کریگی۔ اور جگہ جگہ کال پڑیں گے۔ اور بھونچال آئیں گے ... جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔ ... اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے" اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائینگی۔ اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا ... پس جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارا خداوند کس دن آئے گا لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کون سے پہر آئے گا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب نہ لگانے دیتا اس لیئے تم بھی تیار رہو، کیونکہ جس گھڑی تم کو گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آجائے گا"۔

(متی باب ۲۴ : آیت ۳ تا ۸، ۲۷، ۲۹، ۴۲، ۴۴، مرقس باب ۱۳، آیت ۲۴، ۲۶)

(۲) "جب ابن آدم آئے گا تو کیا زمین پر ایمان پائے گا"۔

(لوقا باب ۱۸، آیت ۸)

(۳) قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور بڑے بڑے بھونچال آئیں گے اور جا بجا کال اور مری پڑے گی۔

(لوقا باب ۲۱، آیت ۱۱، ۱۰)

(۴) لیکن یہ جان رکھ کہ اخیر زمانہ میں برے دن آئیں گے کیوں کہ آدمی خود غرض زر دوست، شیخی باز، مغرور، بدگو، ماں باپ کے نافرمان، بے ضبط تندمزاج، نیکی کے دشمن، دغاباز، ڈھیٹ، گھمنڈ کرنے والے، ناشکر، ناپاک، طبعی محبت سے خالی، تہمت لگانے والے، خدا کی نسبت عیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہونگے وہ دینداری کی وضع تو رکھیں گے مگر اس کے اثر کو قبول نہ کرینگے

(۲ تیمتھیس باب ۳ آیت ۱ تا ۶)

عیسائی دنیا کی بے قراری

بائبل کی بیان کردہ علامات، بابت آمد مسیح ثانی کے پورا ہوتے دیکھ کر عیسائی علماء" لاھوت اور منجمین نے ۱۸۶۸ء میں مسیح کی آمد کا اعلان کیا۔

تمام عیسائی دنیا نے بے قراری سے انتظار کرنا شروع کیا، مگر جب وقت گزر گیا اور مسیح ان کی امیدوں اور تمناؤں کے مطابق نہ آئے تو ان میں ایک مایوسی کی لہر دوڑ گئی۔ پھر ایک کتاب THE MILLENNIAL DAWN یعنی ابتدائے ہزار سالہ سلطنت مسیح شائع ہوئی اور پرانے حساب کی اصلاح کرکے آخری تاریخ ۱۸۷۳ء بتائی گئی، جس سے مشتاقانِ مسیح کی ڈھارس بندھی۔ وہ تاریخ بھی خالی گئی اور پھر وہی مایوسی طاری ہوئی مگر MR. DIMBELY, THE WELL KNOWN MEMBER OF THE BRITISH CHRONOLOGICAL AND ASTRONOMICAL ASSOCIATION۔ نے اپنی کتاب THE APPOINTED TIME یعنی "وقت موعودہ" شائع کی۔ اس میں انھوں نے تمام اندازوں کو غلط قرار دے کر آخری تاریخ ظہور مسیح کی ۱۸۹۸ء لکھی۔ اور عیسائی دنیا میں پھر

خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مگر یہ تاریخ بھی گزر گئی۔ اور ابن آدم کو انہوں نے آسمان سے، بادلوں سے اترتے نہ دیکھا۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ علامات آمد مسیح ثانی کی پوری ہونے کے ساتھ آنے والا آگیا اور جیسا کہ انجیل متی ۲۴/۴۳،۴۴ میں لکھا ہے کہ اس کی آمد چور کی سی ہوگی وہ اس گھڑی آگیا جس کا عیسائی دنیا کو گمان بھی نہیں تھا اور اس کا آنا ان کی امیدوں کے خلاف آسمان کے بادلوں سے نہیں بلکہ ابتدائے آفرینش سے جس طریق پر انبیاء کی بعثت اس کرۂ ارض پر ہوتی رہی اسی طرح اسکی بعثت ہوئی۔ حضرت مرزا غلام احمد موعود ادیان عالم نے سچ کہا تھا ؎

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں

عمر دنیا سے بھی اب تو آگیا ہفتم ہزار

پارسی مذہب میں ایک موعود کی آمد کی پیشگوئی

فارسی اقتباسات کا اردو ترجمہ پیش ہے۔

"جب ایرانیوں کے برے ایام آئیں گے اور برے افعال ان سے سرزد ہوں گے تو عرب سے ایک مرد پیدا ہوگا۔ ابراہیم کے پیروکاروں میں سے تو ایرانیوں کا تمام تخت و سلطنت تخت و تاراج ہو جائے گا اور سرکش زیر دست (مغلوب) ہو جائیں گے اور ایران کے آتش کدہ اور بتخانہ کی بجائے بے تصویر مکان کی طرف نماز پڑھی جائیگی۔ اور یہ بے تصویر مکان عرب کے ریگستان میں آباد ہے جس میں ستاروں کی تصاویر ہیں، ان تصویروں کو اکھیڑ کر وہاں نماز پڑھی جائے گی۔

(سفرنگ دساتیر صد ۱۸۸)

(یہ پیشگوئی ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پوری ہو چکی ہے)۔ آگے لکھا ہے:

"پھر ایک عرصہ بعد ان کی آپس میں خانہ جنگی شروع ہو گی اور خاک پرستی شروع کر دیں گے (جیسے شیعہ اصحاب کربلا کی مٹی سامنے رکھ کر نماز پڑھتے اور اس پر سجدہ کرتے ہیں اور دوسرے لوگ قبر پرستی کرتے ہیں۔) اور روز بروز ان میں دشمنی اور جدائی بڑھتی چلی جائے گی۔ پس تمہیں اس سے فائدہ پہنچے گا۔ اور اگر زمانہ میں سے ایک روز بھی باقی ہوگا تو کسی کو تیرے فرزندوں (فارسی الاصل) میں سے کھڑا کروں گا جو تیری عزت و آبرو کو قائم کرے گا۔ اور یہ پیغمبری اور سرداری تیرے فرزندوں سے نہیں اٹھاؤں گا۔"

(سفرنگ دساتیر مطبوعہ ۱۲۸۰ھ صد ۱۸۹، ۱۹۰)

مسیح موعود و مہدی معہود کی آمد کی علامات

ازروئے قرآن و احادیث وغیرہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(سورۃ الجمعہ آیت ۳، ۴)

قرآن کریم کے سب سے افضل اور سب سے پہلے مفسر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آئیے آپ کے دربار میں حاضری دیتے ہیں تا اس کے معانی ہم پر واضح ہوں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ "واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم" قال قلت من ہم یا رسول اللہ فلم یراجعہ حتی سأل ثلاثا وفینا سلمان الفارسی وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ہؤلاء

(بخاری کتاب التفسیر القرآن باب تفسیر سورۃ الجمعۃ)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی اور آخرین منہم کے بارہ میں میں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ لوگ کون ہیں، آپ نے اس کا جواب نہیں دیا یہاں تک کہ آپ سے تین بار سوال کیا گیا، اور ہم میں سلمان فارسی بیٹھے ہوئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی ہوا تو ان میں سے کچھ لوگ، ابوہریرہ کہتے

ہیں کچھ لوگ فرمایا یا کہا ایک شخص اس کو دوبارہ (زمین) پر لائے گا۔"

اس آیت کریمہ میں اور اس تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص کے ظہور کی خبر دی گئی ہے۔ جو کہ امت محمدیہ میں مبعوث ہوگا اور وہ ایمان کو اگر وہ ثریا ستارے پر بھی ہوگا واپس لائے گا۔ سو واضح ہو کہ اس آیت میں جس رجل فارس کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہی مسیح و مہدی موعود ہے۔

آخری زمانہ کے سب سے بڑے مفسر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اِن آیات کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

"...... زمانے تین ہیں، ایک اول جو صحابہ کا زمانہ ہے اور ایک اوسط جو مسیح موعود اور صحابہ کے درمیان ہے اور ایک آخری زمانہ، جو مسیح موعود کا زمانہ اور مصداق آیت 'وآخرین منھم' کا ہے۔ وہ وہی زمانہ ہے جس میں ہم ہیں ... چنانچہ اس زمانے کے لوگوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خیر هٰذه الامّة اوّلها وآخرها اوّلها فیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ وآخرها فیهم عیسی ابن مریم وبین ذالك فیج اعوج لیسوا منی ولست منهم۔

یعنی امتیں دو ہی بہتر ہیں، ایک اولی اور ایک آخر اور درمیانی گروہ ایک لشکر کج ہے جو دیکھنے میں ایک فوج اور روحانیت کی رو سے مردہ ہے، نہ وہ مجھ سے اور نہ میں ان میں سے ہوں ... اور اس جگہ ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے ظاہر الفاظ آیت میں وآخرین منھم کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ جو کمالات میں صحابہ کے رنگ میں ظاہر ہوں گے وہ آخری زمانہ میں آئیں گے" ایسا ہی اس آیت وآخرین منهم لمّا یلحقوبهم' کے تمام حروف کے اعداد سے جو ۱۲۷۵ ہیں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا جو آخرین منھم کا مصداق جو فارسی الاصل ہے اپنے نشاء ظاہر کا بلوغ اس سن میں پورا کر کے صحابہ سے مناسبت کرے گا۔ سو یہی سن ۱۲۷۵ہجری جو آیت وآخرین منھم لما یلحقوبھم کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے جو آج کے دن تک چونتیس برس ہوتے ہیں"۔ (آئینہ کمالات اسلام صد ۲۰۹، ۲۲۰)

(۲) سورۃ قیامۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (آیت ۷ تا ۱۰)

يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝

(یعنی منکر) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہے؟ ہم اس کی علامتیں بتاتے ہیں، وہ تب ہوگی جب آنکھیں متحیّر رہ جائیں گی۔ یعنی ایسے حادثات ہوں گے کہ انسان کو حیرت میں ڈال دیں گے اور چاند کو گرہن لگے گا اور پھر سورج اور چاند جمع کر دیے جائیں گے یعنی اس ماہ میں چاند گرہن کے بعد سورج گرہن ہوگا۔ کیونکہ مسیح کی آمد بھی قیامت کے قریب زمانہ میں بتائی گئی ہے اس لیے سورج اور چاند کا گرہن مسیح و مہدی کی علامت تفصیلی طور پر حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت امام باقر محمد بن علیؓ سے روایت ہے: انّ لمهدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاوّل لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه

(دارقطنی جلد ۱ صـ۱۸۸) باب صفة صلاة الخسوف والکسوف۔

یعنی ہمارے مہدی کے لیے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے یہ نشان کسی اور مامور کے وقت ظاہر نہیں ہوئے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانے میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی گرہن لگنے کی تاریخوں میں سے پہلی رات میں گرہن لگے گا اور سورج کو اس کے گرہن لگنے کے دنوں میں سے درمیانی دن میں گرہن لگے گا۔

اہل علم سے پوشیدہ نہیں اور نواب صدیق حسن خاں صاحب نے بھی لکھا ہے کہ "اہل نجوم کے نزدیک چاند گرہن سورج گرہن کے مقابل آنے سے ایک عام حالت میں سوائے تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں اور اسی طرح سورج گرہن بھی خاص شکل میں سوائے ستائیسویں، اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخوں کے کبھی نہیں لگتا"۔ (حجج الکرامۃ صد ۳۴۴، ۱)

ملتان کے ایک مشہور ولی کامل بزرگ حضرت شیخ محمد بن عبد العزیز پہاڑی نے از روئے الہام الٰہی اس سال کی بھی تعیین فرما دی جس میں رمضان کے مہینہ میں چاند کو اس کی پہلی تاریخ یعنی گرہن لگنے کی پہلی تاریخ، یعنی تیرھویں رمضان کو اور سورج کو اس کی درمیانی تاریخ یعنی گرہن لگنے کی درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیسویں رمضان کو گرہن لگنا تھا۔ وہ فرماتے ہیں ؎

در سن غاشی ہجری ۱۳۱۱ دو قرآن خواہد بود
از پئے مہدی و دجال دو نشان خواہد بود

یعنی ۱۳۱۱ھ میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا جو مہدی اور دجال کیلئے دو نشان ہوں گے۔ (احمد خاں خاکوانی پسر عبد الخالق خاں خاکوانی ملتانی نے اخبار بدر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء میں اپنا حلفیہ بیان اس شعر پر شائع کروایا ہے)۔

چنانچہ قرآن کریم، احادیث اور بزرگان امت کی پیشگوئیاں

سے عین مطابق رمضان ۱۳۱۱ ہجری مطابق ۱۸۹۴ء یہ گرہن مقررہ تاریخوں کو رمضان کے مہینہ میں لگا۔ (اخبار آزاد ۴ر دسمبر ۱۸۹۶ء نیز سول اینڈ ملٹری گزٹ ۶ر دسمبر ۱۸۹۶ء)۔

چاند گرہن ۲۱ر مارچ ۱۸۹۴ء کو اور سورج گرہن ۶ر اپریل ۱۸۹۴ء کو لگا۔ جب کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے اس گرہن سے تین سال قبل ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود و مہدی معہود کا دعویٰ کر دیا ہوا تھا۔ اور ان نشانوں کے ظاہر ہونے کو آپ نے اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں :

"یہ دار قطنی کی حدیث ہے کہ مہدی موعود کی یہ بھی نشانی ہے کہ خدا اس کیلئے اس زمانے میں یہ نشان ظاہر کرے گا کہ چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے (جو اس کے خسوف کیلئے خدا تعالیٰ نے راتیں مقرر کر رکھی ہیں، یعنی تیرہویں، چودھویں، پندرہویں) پہلی رات میں گرہن پذیر ہوگا اور سورج اپنے مقررہ دنوں میں سے جو اس کے کسوف کے لیئے خدا نے دن مقرر کر رکھے ہیں یعنی ۲۷، ۲۸، ۲۹) درمیانی دن میں کسوف پذیر ہوگا اور یہ دونوں خسوف و کسوف رمضان میں ہوں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ مہدی کے وقت میں یہ دو مرتبہ واقع ہوں گے۔ چنانچہ یہ دونوں دو مرتبہ میرے زمانہ میں رمضان میں واقع ہو گئے ایک مرتبہ ہمارے اسی ملک میں دوسری مرتبہ امریکہ میں۔ اور ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ ان تاریخوں میں کسوف و خسوف رمضان کے مہینہ میں ابتدائے دنیا سے آج تک کتنی مرتبہ واقع ہوا ہے۔ ہمارا مدعا صرف اس قدر ہے کہ جب سے نسل انسانی دنیا میں آئی ہے نشان کے طور پر یہ خسوف و کسوف صرف میرے زمانہ میں میرے لیئے واقع ہوا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کو یہ اتفاق نہیں ہوا کہ ایک طرف تو اس نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور دوسری طرف اس کے دعویٰ کے بعد رمضان کے مہینہ میں مقرر کردہ تاریخوں میں خسوف و کسوف بھی واقع ہو گیا ہو اور اس نے اس خسوف کسوف کو اپنے لیئے ایک نشان ٹھہرایا ہو اور دار قطنی کی حدیث میں تو کہیں نہیں ہے کہ پہلے کبھی کسوف خسوف نہیں ہوا کیونکہ لم تکونا کا لفظ مونث کے صیغہ کے ساتھ دار قطنی میں ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ایسا نشان کبھی ظہور میں نہیں آیا تو لفظ لم یکونا مذکر کا صیغہ چاہیئے تھا نہ کہ لم تکونا کہ جو مونث کا صیغہ ہے، جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد اٰیتیین ہے یعنی دو نشان کیونکہ یہ مونث کا صیغہ ہے، پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف و کسوف ہو چکا ہے اس کے ذمہ یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف و خسوف کو اپنے لیئے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہیئے۔ یہ صرف اسی صورت میں ہو گا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دار قطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے، غرض کسوف خسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ معلوم ہوا ہے اور حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کر کے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کر دیا۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۴، ۳۱۵ حاشیہ)

اسی صداقت کو اپنے ایک شعر میں یوں فرماتے ہیں ؎

آسماں میرے لیئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی خاص علامتیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ:

۱۔ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ اترے گا۔
۲۔ اور نیز یہ کہ وہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔
۳۔ اور نیز یہ کہ کافر اس کے دم سے مریں گے۔
۴۔ اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا غسل کر کے حمام میں سے نکلا ہے، اور پانی کے قطرے اس کے سر پر سے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے۔
۵۔ اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔
۶۔ اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔
۷۔ اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔
۸۔ اور نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔
۹۔ اور نیز وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا۔

۱۰۔ اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل کیا جائے گا۔ تلک عشرۃ کاملۃ ۔

پس دو زرد چادروں کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ دو بیماریاں ہیں جو بطور علامت کے مسیح موعود کے جسم کو ان کا روز اول سے لاحق ہونا مقدر کیا گیا تھا تاکہ اس کی غیر معمولی صحت بھی ایک نشان ہو۔

اور دو فرشتوں سے مراد اس کے دو قسم کے غیبی سہارے ہیں جن پر اسکی اتمام حجت موقوف ہے۔ (۱) ایک وہبی علم متعلق عقل اور نقل کے ساتھ اتمام حجت جو بغیر کسب اور اکتساب کے اس کو عطا کیا جائے گا — (۲) دوسرے اتمام حجت نشانوں کے ساتھ جو بغیر انسانی دخل کے خدا کی طرف سے نازل ہوں گے ۔

اور دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اس کا اترنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی ترقی کیلئے غیب سے سامان میسر ہوں گے اور ان کے سہارے سے کام چلے گا ......

...... کافروں کو اپنے دم سے مارنا اس کا یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود کے نفس سے یعنی اس کی توجہ سے کافر ہلاک ہوں گے ۔

اور مسیح موعود کا ایسا دکھائی دینا گویا وہ حمام میں سے غسل کر کے نکلا ہے اور موتیوں کے دانوں کی طرح آبِ غسل کے قطرے اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ اس کشف کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود اپنی بار بار کی توجہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو اس کا خدا کے ساتھ ہے تازہ کرتا رہے گا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور اس پاک غسل کے قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں" یہ نہیں کہ انسانی سرشت کے برخلاف اس میں کوئی خارق عادت امر ہے' ہرگز نہیں ہرگز نہیں ...

... اور یہ امر کہ مسیح موعود دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا یعنی دجال بھی خانہ کعبہ کا طواف کرے گا اور مسیح موعود بھی' اس کے معنی خود ظاہر ہیں کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں' ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ دجال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا یا یہ کہ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ دونوں باتیں خلافِ نصوص حدیثیہ ہیں۔ پس بہر حال یہ حدیث قابلِ تاویل ہے جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جس کا نام دجال ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہوگا۔ اور وہ اسلام کو نابود کرنے کے لیے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اس کے گرد طواف کرے گا تا اسلام کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دے اور اس کے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکز اسلام کا طواف کریگا جس کی تمثیلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف سے مسیح موعود کی غرض یہ ہوگی کہ اس چور کو پکڑے جس کا نام دجال ہے اور اس کی دست درازیوں سے مرکز اسلام کو محفوظ رکھے ، ... اور ، صلیب کو توڑنے سے یہ سمجھنا کہ صلیب کی لکڑی یا سونے چاندی کی صلیبیں توڑ دی جائیں گی یہ سخت غلطی ہے' اس قسم کی صلیبیں تو ہمیشہ اسلامی جنگوں میں ٹوٹتی رہی ہیں' بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑ دے گا اور بعد اس کے دنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشوونما نہیں ہوگا۔ ایسا ٹوٹے گا کہ پھر قیامت تک اس کا پیوند نہیں ہوگا۔

...... اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود خنزیر کو قتل کرے گا' یہ ایک نجس اور بدزبان دشمن کو مغلوب کرنیکی طرف اشارہ ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے کہ ایسا دشمن مسیح موعود کی دعا سے ہلاک کیا جائے گا'۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کے اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے ۔

اور یہ پیشگوئی کہ وہ دجال کو قتل کرے گا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ظہور سے دجال فتنہ رو بہ زوال ہو جائے گا اور خود بخود کم ہوتا جائے گا اور دانشمندوں کے دل توحید کی طرف پلٹا کھا جائیں گے' واضح ہو کہ دجال کے لفظ کی دو تعبیریں کی گئی ہیں ایک یہ کہ دجال اس گروہ کو کہتے ہیں کہ جو جھوٹ کا حامی ہو اور مکر و فریب سے کام چلاوے دوسری یہ کہ دجال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے پس قتل کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس شیطانی فتنہ کا ایسا استیصال ہوگا کہ پھر قیامت تک کبھی اس کا نشوونما نہیں ہوگا۔ گویا اس آخری لڑائی میں شیطان قتل کیا جائے گا۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل ہوگا اس کے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائیگی یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلطیاں ہیں جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر قریب ہوگا کہ موت کے بعد وہ اس رتبہ کو پائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اس کو ملے گا اور اس کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے جا ملے

گی گویا کہ ایک ہی قبر میں ہیں"۔

(تبلیغ ہدایت صد ۲۹۲-۳۰۰ منقول حقیقۃ الوحی صد ۳-۳)

تمام مذاہب کے موعود نبیوں کی علامات ملتی جُلتی ہیں

مذکورہ پیشگوئیوں کے علاوہ اس زمانہ میں بدلیوں کی کثرت بیماریوں کی زیادتی، ستاروں کا ٹوٹنا، سورج اور چاند کا گرہن لگنا اور لڑائیوں کا ہونا وغیرہ علامات بھی بتائی گئی ہیں۔ اور کام بھی اِن موعودوں کا ایک ہی بتایا گیا ہے۔ یعنی اس وقت ان کے ذریعہ سے سب دنیا پر صداقت پھیل جائے گی۔ اور مذہب حقّہ کو غیر معمولی طور پر دوسرے دینوں پر غلبہ ملے گا جو اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوا۔

اب ایک طرف تو ان پیشگوئیوں کا اپنے وقت پر پورا ہو جانا بتاتا ہے کہ یہ پیشگوئیاں جھوٹی نہیں ہیں، دوسری طرف ان موعودوں کا مقررہ کام اس امر کو ناممکن قرار دیتا ہے کہ ایک ہی وقت میں اس قدر موعود اپنے مذہب کو سارے ادیان پر غالب کریں۔ پس لازماً یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ سب پیشگوئیاں ایک ہی شخص کے متعلق ہیں جو اس غرض کیلئے آئے گا کہ اپنی قوت قدسیہ سے سب ادیان کو ایک جگہ جمع کر دے اور سب قومیں اس کے ذریعہ سے سچا راستہ دیکھیں۔

لیکن جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب پیشگوئیاں ایک ہی موعود کی خبر دے رہی ہیں، وہاں ان پیشگوئیوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس موعود کو ایسی خصوصیات بھی حاصل ہوتی ہوں گی جن کے سبب سے تمام اقوام اس کو اپنا ہی سمجھیں گی۔ اس کو ہندوؤں سے بھی ایسا تعلق ہو گا کہ وہ اسے اپنا نہہ کلنک اوتار قرار دے سکیں۔ اور فارسیوں سے بھی ایسا تعلق ہو گا کہ وہ اسے اپنا موسیو دربھی سمجھ سکیں گے۔ اور مسلمانوں سے بھی ایسا تعلق ہو گا کہ وہ اسے اپنا مسیح مان سکیں گے اور یہ تعلق اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ مختلف نسبتوں کے ذریعہ سے مختلف قوموں کی طرف منسوب ہو۔ مثلاً کسی قوم کے ساتھ اسے مذہبی تعلق ہو، کسی قوم کے ساتھ نسلی ہو، کسی قوم کے ساتھ ملکی تعلق ہو اور کسی قوم کے ساتھ سیاسی، اور تمدنی تعلق ہو، حتیٰ کہ ہر قوم اسے اپنا قرار دے سکے۔

"ہم احمدی جماعت کے لوگوں کا یہ مذہب اور یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب باتیں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ میں جمع ہو جاتی ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مفاسد کی اصلاح کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ آپ اپنے دعویٰ کے مطابق مسیحیوں کیلئے مسیح تھے اور مسلمانوں کیلئے مہدی اور ہندوؤں کیلئے کرشن یا نہہ کلنک اوتار اور زرتشتیوں کے لیئے موسیو دربھی۔ غرض کہ آپ ہر ایک قوم کیلئے موعود نبی تھے اور سب دنیا کو ایک مذہب پر جمع کرنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے، آپ کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے سب قوموں کی امیدوں اور آرزوؤں کو جمع کر دیا آپ وہ صلح کا گنبد تھے جس میں ہر ایک قوم آکر اپنے پیدا کرنے والے کے آگے جھکی اور وہ کھڑکی تھے جس میں سے سب قوموں نے خدا کو دیکھا اور وہ نقطہ مرکزی تھے جس پر دائرہ کے سب خط آکر جمع ہوئے، پس آپ کے ذریعہ سے دنیا کی صلح اور آشتی مقدر ہے آپ ایرانی نسل ہونے کے سبب سے زرتشتیوں کے موعود تھے، ہندوستانی ہونے کے سبب سے ہندوؤں کے موعود تھے، مسلمان ہونے کے سبب سے مسلمانوں کے موعود تھے اور مسیح کا نام پانے کے سبب سے اور ان تمدنی نقائص کا علاج لانے کے سبب سے جو مسیحی ممالک میں پائے جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے مسیحی ممالک کی عام آبادی کی پیٹھ جھکی جاتی ہے مسیحیوں کی حکومت میں پیدا ہوتے کے سبب سے اور مسیح کی عزت کو انکے حملوں سے بچانے کے سبب سے جو ہزاروں سال سے اس پر کئے جاتے تھے، مسیحیوں کے موعود کہلانے کے مستحق تھے اور انہی چار قوموں پر بس نہیں آپ دنیا کی ہر ایک قوم کی قدیم اخبار کو پورا کرنے والے اور ساری دنیا کی امیدوں کو بَر لانے والے تھے، وہ سب پیشگوئیاں جو پہلے نبیوں نے کی تھیں، آپ کے حق میں اور آپ کے ہاتھ پر پوری ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے پہلے دوبارہ ان کے وقوع کا وقت قریب آجانیکی آپ کو خبر دی اور ثابت کر دیا کہ آپ ہی ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے مستحق تھے"۔

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صد ۱۰-۱۱)

اب غفلت کا وقت نہیں رہا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"بے خوف ہو کر مت رہو۔ استغفار اور دُعاؤں میں لگ جاؤ اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔ اب غفلت کا وقت نہیں رہا۔ انسان کو نفس جھُوٹی تسلّی دیتا ہے کہ تیری عمر لمبی ہو گی۔ موت کو قریب سمجھو۔ خُدا کا وجود برحق ہے۔ جو ظلم کی راہ سے خدا کے حقوق دوسروں کو دیتا ہے وہ ذلّت کی موت دیکھیگا۔

(ملفوظات جلد دوم صد ۲۶۵)

مخبرِ صادق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ بَعَثَ اللّٰہُ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَیَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ یعنی اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو مبعوث فرمائے گا اور آپ ایک سفید منارے کے پاس نزول فرما ہوں گے جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہوگا۔

سو اسی کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تحریک ہوئی کہ قادیان کی مسجد اقصیٰ میں (جو حدیث کے مطابق دمشق سے ٹھیک شرقی جانب واقع ہے) ایک سفید منار تعمیر کیا جائے نیز یہ خبر دی گئی کہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ سے اس منار کی تعمیر کا گہرا تعلق ہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حدیث نبوی کے مطابق ایک اونچا مینار بنانے کی تجویز کی گئی ہے جو ماذنہ کا کام دے گا۔ اس پر لالٹین اور گھنٹہ بھی نصب ہوگا۔ منارہ تصویری زبان میں مسیح محمدی سے متعلق پیشگوئی لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کی طرف اشارہ کرے گا کہ جس طرح یہ مینار بلند ہے اسی طرح اسلامی سچائی بلندی کے انتہا تک پہنچ جائیگی۔ اور جس طرح پر بلند ہونے والی آواز سب پر چھا جاتی ہے اسی طرح دینِ اسلام سب دینوں پر غالب آئے گا۔ منارہ کی لالٹین اور گھنٹہ یہ حقیقت بتائیں گے کہ زمینی علوم کیساتھ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا اور دنیا کو اپنا وقت پہچاننا چاہیے"۔

منارۃ المسیح کی تعمیر کا ابتدائی کام ۱۹۰۱ء کے آخر تک مکمل ہوچکا تھا۔ لیکن چونکہ جلد ہی ملک پر طاعون نے سخت حملہ کر دیا تھا اس لیے ڈیڑھ سال تک کام معطل رہا اور بالآخر ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء بروز جمعہ حضور اقدسؑ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مینار کی تکمیل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف بہت سی برکات کا نزول وابستہ تھا اور اسی لیے حضور اسے جلد سے جلد مکمل ہوتا دیکھنا چاہتے تھے مگر دلی خواہش و تمنا کے باوجود مالی مشکلات کے باعث تعمیر کا کام رک گیا۔ چنانچہ حضور اقدسؑ کی وفات کے بعد خلافتِ ثانیہ کے دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سال ۲۷ نومبر ۱۹۱۴ء کو منارہ کی نا تمام عمارت پر اپنے دستِ مبارک سے اینٹ رکھ کر اسکی تعمیر کا کام دوبارہ شروع کروایا

اِس طرح سنگِ مرمر سے بنا ہوا یہ مینار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائلِ نبوت کا یہ زبردست نشان دسمبر ۱۹۱۵ء میں پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا۔ یہ خوشنما، دلکش اور شاندار مینار ایک سو پانچ فٹ اونچا ہے، اس کی منزلیں تین، گنبد ایک اور سیڑھیاں بانوے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیرینہ خواہش کے مطابق اس پر ۲۹۸ مخلصین چندہ دہندگان کے نام درج ہیں، جنھوں نے منارہ کیلئے ایک ایک سو روپیہ چندہ دیا۔ اس پر کلاک گھڑیاں بھی نصب ہیں اور بجلی کے قمقمے بھی آویزاں ہیں، جو میلوں تک کے حلقہ کو روشنی پہنچاتے ہیں۔

(اولین بنیاد کے اخراجات چھوڑ کر) اس کی تعمیر پر پانچ ہزار نو سو تریسٹھ روپے خرچ ہوئے جیسا کہ حضور اقدسؑ نے پہلے سے خبر دی تھی کہ مینار کی تکمیل کے بعد برکاتِ اسلام کی روشنی تیزی سے پھیل جائیگی، چنانچہ ٹھیک جونہی اس کی تعمیر مکمل ہوئی تبلیغِ اسلام کی دنیا میں ایک نیا انقلابی دور شروع ہوگیا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم)

منارۃ المسیح قادیان

مکرم شیخ عبدالہادی ، ایم ایس سی سول انجینئرنگ

حضرتِ اقدس کا خاندان

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اہل فارس کی مشہور قوم مغل برلاس کے ساتھ تعلق رکھتے تھے، اس قوم کے ایک جیّد عالم اور بزرگ مرزا ہادی بیگ صاحب ۱۵۳۰ء میں اپنے وطن سمرقند (علاقہ خراسان) کو خیر آباد کہہ کر معہ اپنے اہل و عیال اور خدام، جن کی تعداد دو صد کے قریب تھی، مغلیہ بادشاہ بابر کے ابتدائی دور میں ایک معزز رئیس کی حیثیت سے ہندوستان میں داخل ہوئے اور اپنی رہائش کے لئے لاہور سے ستر میل شمال مشرق میں ایک بے آباد علاقہ کا انتخاب کیا۔ اور اس کو آباد کرکے اس کا نام اسلام پور رکھا، جو بعد میں اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا، اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ قاضی رہا، اور پھر آخر قادی بنا اور اس سے بگڑ کر قادیان ہو گیا۔

حضرتِ اقدس کے پردادا مرزا گل محمد صاحب (مرزا ہادی بیگ صاحب کی دسویں پشت میں) اپنی دیانت اور تقویٰ کی صفت میں نہایت مشہور تھے، آپ کا انتقال غالباً ۱۸۰۰ء میں ہوا۔ حضرت اقدسؑ کے دادا مرزا عطا محمد صاحب نے ۱۸۱۴ء میں وفات پائی۔ آپ کے والد ماجد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب تھے اور والدہ محترمہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ مہمان نوازی اور غربا پروری میں اپنی مثال آپ تھیں۔

حضرت اقدس کی پیدائش اور آپ کا بچپن

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی تحقیق کے مطابق آپ ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بمطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ قادیان میں بروز جمعہ بوقت نماز فجر پیدا ہوئے۔ آپ توام پیدا ہوئے اور اس طرح بعض اسلامی نوشتوں میں مذکورہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ مہدی موعود توام پیدا ہوگا (فصوص الحکم — محی الدین ابن عربی)۔ حضرت اقدس بچپن میں فضول کھیل کود اور شوخی و شرارت میں دوسرے بچوں کا ساتھ نہ دیتے تھے، آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی یکے بعد دیگرے تین اساتذہ کرام سے حاصل کی۔

آپ کی پہلی شادی اور غیر معمولی دینی رجحان

آپ کے والد ماجد نے آپ کی پہلی شادی پندرہ سال کی عمر میں آپ کے سگے ماموں مرزا جمیعت بیگ صاحب مرحوم کی صاحبزادی حرمت بی بی صاحبہ سے کر دی، اس شادی کے نتیجہ میں آپ کے ہاں دو فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب پیدا ہوئے۔ مرزا فضل احمد صاحب تو جوانی میں ہی فوت ہو گئے، حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے لمبی عمر پائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ حضرت اقدس کی خلوت نشینی اور عبادت الٰہی اور کثرت مطالعہ قرآن شریف کی وجہ سے آپ کے والد ماجد اکثر احباب کو یہ کہتے تھے کہ "... میرا بیٹا مسیتڑ ہے نہ نوکری کرتا ہے، نہ کماتا ہے ..."۔ آج وہ زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ کیا بادشاہ بنا بیٹھا ہے اور سینکڑوں آدمی اس کے در کی غلامی کے لئے دور دور سے آتے ہیں۔ (تذکرۃ المہدی حصہ دوم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں جبکہ آپ کی عمر تیس یا اکتیس برس کے قریب تھی آپ نے ایک کشف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اس کشف سے آپ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عشق اور آپ کے شاندار مستقبل پر روشنی پڑتی ہے۔

سیالکوٹ میں ملازمت

آپ کو ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء بکراہت سرکاری ملازمت کرنا پڑی جس کو آپ نے "کثر قید خانہ" ہی قرار دیا۔ اس کے باوجود آپ اپنے فارغ اوقات میں غیر معمولی طور پر مطالعہ قرآن شریف اور خدمت خلق میں مصروف رہے۔ اور عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو نہایت خوبی، متانت اور پرزور دلائل کے ساتھ روکا۔ ۱۸۶۸ء میں جب آپ حسب ارشاد والد ماجد واپس قادیان آگئے تو آپ کی والدہ ماجدہ وفات پاچکی تھیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پہلا الہام اور شاندار مستقبل کی بشارت

۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں بٹالہ میں ایک دفعہ گفتگو کے دوران آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے دعویٰ کو جو کہ اس وقت انہوں نے بیان کیا یعنی قرآن مجید سب سے مقدم ہے اور اس کے بعد اقوال رسول کا درجہ ہے، ناقابل اعتراض قرار دے کر مزید بحث کو محض للہ ترک کر دیا اور لوگوں کی مخالفت کی مطلقاً پرواہ نہ کی چنانچہ رات کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس فعل پر خاص اظہار خوشنودی کرتے ہوئے الہاماً فرمایا "خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا، یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

والد ماجد کی وفات اور دوسرا الہام

اوائل جون ۱۸۷۶ء میں آپ کے والد ماجد وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس صدمہ اور پریشانی کے عالم میں آپ کو یہ دوسرا الہام ہوا

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

یعنی کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ گویا اب آپ کی متکفل کلیتہً خدا تعالیٰ کی ذات ہوگئی۔

مقدمہ ڈاک خانہ

۱۸۷۷ء میں ایک عیسائی رلیارام وکیل نے آپ کے خلاف ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ کیونکہ حضور نے نادانستہ طور پر ایک پیکٹ میں ایک علیحدہ خط بھی رکھ دیا تھا جو کہ قانوناً ایک جرم تھا اور اس کی حضور کو اطلاع نہ تھی۔ حضور اقدس نے وکیلوں کے مشوروں کے برخلاف عدالت میں سچائی کا دامن نہ چھوڑا اور بلا توقف اقرار کیا کہ یہ خط خود حضور نے اس پیکٹ میں رکھ کر روانہ کیا تھا کیونکہ آپ نے اس خط کو اس پیکٹ کے مضمون سے علیحدہ نہیں سمجھا۔ چنانچہ آپ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اور صدق کی برکت سے بری قرار دیئے گئے۔ اس واقعہ سے قبل آپ کو رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے رلیارام کی سازش اور اس سے محفوظ رہنے کی خبر دے دی تھی۔

"براہین احمدیہ" کی تصنیف و اشاعت

حضرت اقدس کی اس عدیم النظیر کتاب کے پہلے دو حصے ۱۸۸۰ء میں شائع ہوئے، تیسرا حصہ ۱۸۸۲ء میں اور چوتھا حصہ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کا مقصد اس زمانہ کی اسلام دشمن مذہبی تحریکوں کا دلائل کے میدان میں مقابلہ کرنا تھا۔ ان تحریکوں میں عیسائی تحریک کے علاوہ ملک میں آریہ سماج اور برہمو سماج کی دو نئی تحریکات تھیں، چنانچہ اسلام کے اس پہلوان نے اپنی اس عظیم الشان تصنیف میں قرآن مجید کی فضیلت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، الہام کی ضرورت اور اس کی حقیقت کو اس انداز سے ثابت کیا کہ دشمنان اسلام کے چھکے چھوٹ گئے۔

مجددیت اور ماموریت کے بارہ میں پہلا الہام

۱۸۸۲ء میں حضور نے ایک رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس کے اختتام پر آپ کو ماموریت کے بارہ میں پہلا الہام ہوا۔

آپ کی دوسری شادی ۱۸۸۴ء

آپ کی دوسری شادی خدائی بشارات کے تحت حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ آف دہلی کی صاحبزادی حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے ساتھ ہوئی،

سرخی کے چھینٹوں کا نشان

۲۷ رمضان المبارک کو جمعہ کے روز بوقت صبح حضور اپنے حجرہ میں ایک چارپائی پر کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے اور حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضؓ آپ کے پاؤں دبا رہے تھے کہ حضور کے بدن پر ایک کشفی نظارے کو دیکھتے ہوئے لرزہ سا طاری ہوا اور چند قطرے تازہ سرخی کے حضرت اقدس کے ٹخنہ پر اور کرتہ پر پڑے ہوئے حضرت مولوی صاحب نے دیکھے، حضرت مولوی صاحب کے اصرار پر حضور نے اپنا کشف بیان کیا اور وضاحت کی کہ بعض دفعہ کشفی امور خارج میں وجود پکڑتے ہیں اور اس جہاں میں کاملین کو بعض صفات الٰہیہ جمالی یا جلالی متمثل ہو کر دکھلائی جاتی ہیں۔

اعلان مجددیت و ماموریت

۱۸۸۵ء میں آپ نے ایک اشتہار کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر یہ اعلان کیا کہ آپ مجدد وقت ہیں اور روحانی طور پر آپ کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔

شہب ثاقبہ کا نشان

۲۷ اور ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے آپکی تائید میں آسمان پر ستاروں کے ٹوٹنے کا ایک غیر معمولی نشان دکھایا۔

سفر ہوشیارپور اور پیشگوئی مصلح موعود

جنوری ۱۸۸۶ء میں آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر ہوشیارپور میں چالیس دن متواتر عبادت الٰہی اور دعائیں گزارے اور اس کے بعد ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ دوسری پیشگوئیوں کے علاوہ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی شائع فرمائی۔ جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک نشانِ رحمت عطا کیا اور ایک وجیہہ اور پاک لڑکے (مصلح موعود) کی بشارت دی (دیکھیں تبلیغ رسالت جلد اول)۔ اس کے بعد ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں آپ نے مصلح موعود کی پیدائش کیلئے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ۹ سال کی مدت بھی مقرر فرما دی چنانچہ اس الٰہی وعدہ کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مصلح موعود کی پیشگوئی ظہور میں آ گئی۔ والحمدللہ۔ یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب رضؓ کی پیدائش ہوئی۔

حضرت اقدس کی اولاد

آپ کی دوسری بیوی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے آپ کے ہاں دس بچے ہوئے جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی بشارتیں دیں، خاص طور پر آپ کے پانچ بچے زندہ رہنے والے اور عمر پانے والے تھے۔ ان کے نام ہیں:

(۱) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (مصلح موعود) خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ۔ پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء۔ وفات ۸ نومبر ۱۹۶۵ء

(۲) حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ پیدائش ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء وفات ۲ ستمبر ۱۹۶۳

(۳) حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ۔ پیدائش ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء وفات ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱

(۴) حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ۔ پیدائش ۲ مارچ ۱۸۹۷ وفات ۲۳ مئی ۱۹۷۷ء

(۵) حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ صاحبہ۔ پیدائش ۲۵ جون ۱۹۰۴ء

بیعت اولیٰ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

بیعت اولیٰ لدھیانہ میں حضرت صوفی منشی احمد جان مرحوم رضؓ کے مکان میں ہوئی اور سب سے پہلے حضرت مولانا نورالدین صاحب بھیروی رضؓ نے بیعت کی۔

دعویٰ مسیح موعود اواخر ۱۸۹۰ء

جب خدا تعالیٰ نے بالصراحت آپ پر یہ انکشاف کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح ابن مریم کی خبر دی تھی وہ آپ ہی ہیں اور پہلا مسیح دوسرے انبیاء کی طرح فوت ہو چکا ہے تو حضرت اقدس نے بلا توقف اس کا اعلان فرمایا۔ اور اس غرض کے لیے دو مختصر رسالے "فتح اسلام" اور "توضیح مرام" ۱۸۹۱ء کے شروع میں شائع فرمائے جن سے حضور کے خلاف مخالفت کی آگ مشتعل ہوتی شروع ہو گئی۔

مباحثہ لدھیانہ ۲۰ جولائی ۱۸۹۱

یہ مباحثہ حضرت اقدس اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے درمیان لدھیانہ میں ہوا۔ حضرت اقدس نے قرآن شریف کو حدیث پر مقدم قرار دیتے ہوئے

ان پر سیر کن بحث کی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اس کے برعکس حدیث کو قرآن کریم پر مقدم قرار دینے لگے، مگر حضرت اقدس کے مقابلہ میں دلائل کے میدان میں بری طرح ناکام رہے اور حاضرین اور حضرت اقدس کے بار بار اصرار کے باوجود اصل موضوع وفات و حیات مسیح پر بحث کرنے کو تیار نہ ہوئے جسکی وجہ سے انہیں سخت شرمندگی اٹھانی پڑی۔ حضور نے اس مباحثہ کی مفصل روئداد اپنی ایک اہم تصنیف "ازالہ اوہام" میں شائع فرمائی ہے۔

آسمانی فیصلہ کی دعوت اور علماء کا فتوئ کفر

اواخر ۱۸۹۱ء میں حضرت اقدس نے تمام علماء کو یہ دعوت دی کہ آؤ آسمانی تائیدات میں میرے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھ لو کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا کیونکہ آسمانی تائیدات صرف اور صرف سچے کے ساتھ ہوں گی، ادھر علماء نے جب یہ محسوس کر لیا کہ ہم اس شخص کا مقابلہ نہ تو دلائل کے میدان میں کر سکتے ہیں اور نہ ہی تائیدات الٰہی کے میدان میں، تو انہوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی کی قیادت میں دو سو مولویوں سے فتوئ کفر حاصل کیا جو کہ محض غلیظ گالیوں پر مشتمل تھا اور کوئی شریف آدمی اس کو پڑھنے کا روادار نہیں ہو سکتا تھا

پہلا جلسہ سالانہ دسمبر ۱۸۹۱ء

آپ نے ارشاد الٰہی کے تحت قادیان میں ایک سالانہ جلسہ کی بنیاد رکھی اور اس کے لیئے ۲۷ دسمبر تا ۲۹ دسمبر تاریخیں مقرر کیں، چنانچہ پہلا جلسہ قادیان کی مسجد اقصیٰ میں ہوا جس میں پچھتر احباب شامل ہوئے۔

"آئینہ کمالات اسلام" کی اشاعت

حضرت اقدس کی یہ مشہور تصنیف فروری ۱۸۹۳ء کو شائع ہوئی۔ اس کتاب میں اسلام کے کمالات اور قرآن کریم کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ ایک اور اہم رسالہ "برکات الدعا" کے نام سے ۱۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو شائع فرمایا جس میں سر سید احمد خاں صاحب مرحوم کے دعا کے بارہ میں غلط خیالات کی نفی کی گئی ہے۔

مباحثہ "جنگ مقدس"

یہ حضرت اقدس کا وہ مباحثہ ہے جو حضور نے ۲۲ مئی تا ۵ جون ۱۸۹۳ء امرتسر کے مقام پر ڈپٹی عبداللہ آتھم اور ڈاکٹر مارٹن کلارک نامی عیسائی پادریوں کے ساتھ "الوہیت مسیح" کے موضوع پر کیا اور دونوں صاحبان کو دلائل کے میدان میں زبردست شکست دی، جس کا عوام الناس پر بہت مفید اثر واضح تھا۔

خسوف کسوف کا آسمانی نشان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کی آمد کے بارہ میں دوسرے نشانوں کے علاوہ ایک نشان یہ بھی فرمایا تھا کہ رمضان شریف کے مہینہ میں چاند پر گرہن پڑنے کی پہلی تاریخ یعنی (۱۳ کو) اور سورج پر گرہن پڑنے کی تاریخوں میں بیچ کی تاریخ (یعنی ۲۸ کو) گرہن لگے گا۔ اور یہ نشان ۱۸۹۴ء میں زمین کے مشرقی کرہ اور ۱۸۹۵ء میں زمین کے مغربی کرہ میں ظاہر ہوا اور اس طرح خدا تعالیٰ نے ساری دنیا میں گرہن دکھا کر یہ گواہی دے دی کہ یہ امام ہماری طرف سے ہے۔

"مسیح ہندوستان میں" کی اشاعت

۱۸۹۵ء میں آپ نے سری نگر محلہ خانیار (کشمیر) میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر ثابت کرکے عیسائی اور مسلم دنیا پر ایک حیران کن تاریخی انکشاف کیا۔ چنانچہ آپ نے "نور القرآن" حصہ دوم میں اس موضوع پر سیر کن بحث کی ہے اس کے بعد آپ نے ایک تاریخی کتاب "مسیح ہندوستان میں" تالیف فرمائی اور اس کتاب کے ذریعہ آپ نے اپنی بعثت کے ایک اہم مقصد "کسر صلیب" کی ایک محکم بنیاد رکھ دی۔

سفر ڈیرہ باوا نانک ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء

حضور چند احباب کو ساتھ لے کر تحقیق کی غرض سے ڈیرہ باوا نانک پہنچے، اور بہت کوشش کے بعد حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور زمانہ چولہ دیکھنے کا موقع ملا تو یہ انکشاف ہوا کہ اس چولہ پر قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی ہیں اس طرح حضور کی ۱۸۷۲ کی دو خوابوں کی تصدیق ہوگئی جن میں حضرت باوا نانک نے یہ اقرار کیا تھا کہ میں مسلمان ہوں۔

جلسہ مذاہب عالم دسمبر ۱۸۹۶ء

یہ جلسہ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر کو اسلامیہ کالج کے ہال میں بعض معزز ہندوؤں

کی تجویز پر ہوا جس میں دوسرے مذاہب کے لیڈروں کے علاوہ حضرت اقدس
کو بھی اپنا مضمون پڑھنے کی دعوت دی گئی۔ ان مضامین کے لئے پانچ سوالوں
کے جوابات تجویز کئے گئے۔ جلسہ سے کچھ دن قبل ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو حضور نے
وحی الٰہی کے مطابق ایک اشتہار کے ذریعہ یہ پیشگوئی فرمائی کہ آپ کا مضمون سب سے
بالا رہے گا۔ چنانچہ جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے یہ مضمون پڑھنا
شروع کیا تو ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہونے لگی۔ اور سب حاضرین کے
متفقہ مطالبہ پر صرف اس مضمون کی خاطر جلسہ ۲۹ دسمبر تک بڑھا دیا گیا، اور
عوام الناس کی رائے اور تمام اخبارات کے تبصروں سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ یہ
مضمون واقعی سب سے بالا رہا اور خدا تعالیٰ کی بات پھر پوری ہوئی جو کہ جلسہ سے
چند دن قبل ہی سب کو بتا دی گئی تھی۔

دعوت مباہلہ اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف والوں کی تصدیق

۱۸۹۲ء کو جب علماء نے آپ پر کفر کا فتویٰ شائع کیا تھا تو اس وقت
بھی آپ نے مخالف علماء کو دعوت مباہلہ دی تھی مگر اس وقت کوئی مولوی سامنے نہیں
آیا۔ اب دوبارہ آپ نے ایک "اشتہار مباہلہ" کے ذریعہ مختلف علماء اور صوفیاء
کرام کے اسماء بھی اس مباہلہ میں درج کر دیئے۔ جس کے جواب میں حضرت خواجہ صاحب
نے عربی زبان میں حضور کو ایک خط لکھا جس میں آپ کی تصدیق فرمائی، اور
آپ کیلئے نہایت تعظیم اور تکریم کے جذبات کا اظہار کیا۔

پنڈت لیکھرام کی موت کے متعلق پیشگوئی

مشہور آریہ لیڈر حضور اقدس کے بارہ میں اپنی بدزبانیوں اور گستاخیوں
کے باعث اور حضور کے الہامات اور پیشگوئی کے عین مطابق عیدالاضحی کے دوسرے
دن چھ سال کے اندر اندر چھ مارچ ۱۸۹۷ء کو شام کے چھ بجے قتل کر دیئے گئے

مقدمہ اقدام قتل کا فیصلہ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء

یہ ایک جھوٹا مقدمہ تھا جو کہ ایک عیسائی پادری ڈاکٹر ہنری کلارک نے
مباحثہ "جنگ مقدس" میں حضرت اقدس کے مقابلہ میں شکست کا بدلہ لینے کے
لئے حضرت اقدس کے خلاف دائر کیا تھا۔ مگر حضرت کو ڈپٹی کمشنر گورداسپور
نے صاف طور پر بری قرار دے دیا کیونکہ عبدالحمید نامی کے جھوٹے بیان کا
جھوٹ ظاہر ہوگیا جس پر اس مقدمہ کی بنیاد تھی۔ یاد رہے کہ پہلے مسیح
پر بھی یہودیوں کی سازش سے ایک مقدمہ چلایا گیا تھا مگر اس وقت کے
مجسٹریٹ (پلاطوس) نے حضرت مسیح کو بے گناہ جاننے کے باوجود یہودیوں
سے مرعوب ہو کر حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکانے کا حکم دے دیا تھا مگر اس
مجسٹریٹ (کیپٹن ڈگلس ڈپٹی کمشنر) نے اپنے ہم مذہب پادریوں کا لحاظ
کئے بغیر انصاف کے تقاضوں کے ماتحت حضرت اقدس کو بالکل بری کر دیا
اور تاریخ احمدیت میں ایک اہم آدمی بن گیا۔

پنجاب میں طاعون پھیلنے کی پیشگوئی

۶ فروری ۱۸۹۸ء کو آپ نے یہ پیشگوئی ایک اشتہار کے ذریعہ شائع
کی جو کہ آپ کے ایک خواب پر مبنی تھی۔ یاد رہے کہ اس وقت پنجاب میں
طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ اس لئے مکفرین نے خوب ہنسی اڑائی مگر اگلے ہی
جاڑے میں جالندھر اور ہوشیارپور میں طاعون پھیلنے لگی۔

خطبہ الہامیہ بر موقع عیدالاضحی ۱۱ اپریل ۱۹۰۰

یہ وہ الہامی خطبہ ہے جو حضور نے مسجد اقصیٰ میں ارشاد خداوندی
کے تحت عربی میں دیا اور جس کے لئے آپ کو وحی الٰہی کے تحت قوت اور
فصاحت بخشی گئی۔ یہ ایک بے نظیر علمی معجزہ تھا۔ جو کہ "خطبہ الہامیہ"
کے نام سے ۱۹۰۲ء میں شائع کیا گیا۔

"اعجاز المسیح" کی اشاعت، ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء

حضور کی اس مشہور تصنیف میں سورۃ فاتحہ کی ایسی پر معارف عربی
تفسیر بیان کی گئی ہے کہ اس کو پڑھنے والے کہہ اٹھے کہ ایسی عربی تفسیر تائید
الٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔ حضور کی دعوت اور اصرار کے باوجود کوئی عالم
اور خاص طور پر پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کوئی کتاب عربی تفسیر کی اس
کے مقابلہ پر شائع نہ کر سکے۔

جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ"

حضرت اقدس نے ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے وقت اپنی جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" رکھا اور ایک اشتہار کے ذریعہ یہ نام رکھنے کی وجہ بیان فرمائی (تبلیغ رسالت ، جلد نہم)

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" ۵ نومبر ۱۹۰۱

یہ پہلا تحریری بیان ہے جو حضرت اقدس نے اپنی نبوت کے مقام کی وضاحت کے لیئے دیا، کیونکہ ۱۹۰۰ء سے قبل کے زمانہ میں حضرت اقدس نبی کی مروجہ تعریف کے مطابق اپنے منصب کا نام نبی کی بجائے "محدث" رکھتے تھے، ۱۹۰۱ء میں حضور پر اس امر کا اچھی طرح انکشاف ہو چکا تھا کہ نبوت کی مروجہ تعریف قطعی غلط اور خلاف اسلام ہے۔ چنانچہ نبوت کی اسی مروجہ تعریف کی اصلاح کیلئے آپ نے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" شائع فرمایا۔ اور اس کے بعد ہمیشہ اپنے آپ کو نبی اور رسول کہا مگر "امتی، غیر مستقل اور بلا جدید شریعت کے"۔

طاعون کا نشان اور جماعت کی غیر معمولی ترقی

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے، حضور نے ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو طاعون پھیلنے کی پیشگوئی فرمائی تھی، ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء کو ملک میں طاعون کی اموات شروع ہوگئیں، تو پھر حضور نے لوگوں کو توبہ و استغفار کی طرف توجہ دلائی مگر مخالفین ہنسی اور مذاق میں اور بڑھ گئے۔ تب خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا اور ۱۹۰۲ء میں طاعون اس قدر پھیل گئی کہ لوگ کتوں کی طرح مرنے لگے، اسی زمانہ میں ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ایک کتاب "کشتی نوح" تحریر فرمائی جس میں یہ بیان کیا کہ الٰہی وحی کے مطابق کامل پیرو کیلئے ٹیکہ کی ضرورت نہیں اور الہام "اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ" کے مطابق خدا تعالیٰ خاص طور پر اس شخص کو طاعون کی موت سے بچائے گا جو حضور کے گھر میں ہوگا۔ طاعون کے ان ایام میں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی حفاظت کا ایسا زبردست نشان دکھایا کہ باوجود ٹیکہ نہ لگوانے کے ہزارہا کی جماعت میں شاذ و نادر کے طور پر ہی کوئی کیس ہوا، اس کا اس قدر زبردست اثر ہوا کہ سینکڑوں افراد نے بیعت کی۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت

۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء

حضرت صاحبزادہ صاحب کو محض حضرت اقدس کی تصدیق کے جرم میں نہایت ظالمانہ اور وحشی طریقہ پر شر پسند علماء کے فتویٰ کفر اور امیر کابل کے حکم پر کابل میں ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں سنگسار کر دیا گیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون، حضرت اقدس نے اپنی کتاب "تذکرۃ الشہادتین" میں فرمایا "... اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا اے بدبخت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی۔ کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے"۔ اس سنگساری کے دوسرے ہی دن کابل میں ہیضہ کی سخت وبا پھوٹ پڑی اور سنگساری کے ذمہ دار کئی افراد بمعیت ہزاروں شہری اس وبا کے ذریعہ لقمہ اجل ہو گئے۔

("افغانستان" مصنفہ مسٹر انگسن ہملٹن)

"ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت" الہام ۱۹۰۴ء

اس الہام کے زمانہ میں جاپان ایک چھوٹی سی سلطنت تھی مگر ۱۹۰۵ء میں جب کوریا پر قبضہ کرنے کیلئے جاپان اور روس میں جنگ شروع ہوئی تو جاپان نے روس کے مقابلہ میں ایک چھوٹا سا ملک ہونے کے باوجود روس کو شکست دے کر کوریا پر قبضہ کر لیا۔ اور جاپان ایک مشرقی طاقت کے طور پر ابھرا اور حضور کا یہ الہام نہایت شان کے ساتھ پورا ہوا۔

جنگ عظیم کی پیشگوئی اپریل ۱۹۰۵ء

حضرت اقدس نے اپنی مشہور کتاب "براہین احمدیہ" حصہ پنجم میں ایک طویل نظم تحریر فرمائی جس کے آخر میں آپ نے "موعودہ زلزلہ" کا نقشہ کھینچا ہے۔ اس نظم کا ایک مصرعہ یہ بھی ہے کہ ع زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشفی رنگ میں حضور کو آنے والی جنگ عظیم کا نقشہ دکھایا گیا تھا اور اس جنگ کے دوران "زار روس" جو اس وقت دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ مانا جاتا تھا اس کی حالت زار کا نقشہ بھی صاف اور واضح الفاظ میں بیان کر دیا گیا۔

رسالہ الوصیت دسمبر ۱۹۰۵ء

اواخر ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس کو بذریعہ رؤیا و الہامات یہ بتایا گیا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب ہے، اس پر حضور نے اپنی جماعت کو نصائح کرنے کیلئے ایک مختصر سا رسالہ "الوصیت" تحریر کیا۔ اسی رسالہ میں آپ نے

خدائی بشارت کے ماتحت بہشتی مقبرہ کے قیام کی بھی تجویز کی۔

ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت ۹ مارچ ۱۹۰۷ء

امریکہ کے ایک شخص ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی نے ۱۸۹۹ء کے آخر یا ۱۹۰۰ء کے شروع میں پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا اور جلد ہی اس کی شہرت نیک نامی کے ساتھ سارے امریکہ میں پھیل گئی۔ حضرت اقدس نے ۱۹۰۲ء میں اور پھر ۱۹۰۳ء میں اسے دُو بدو دعوت مباہلہ دی اور اس کی خبریں امریکہ کے اخبارات میں بھی شائع ہوئیں۔ چنانچہ اس نے حضور کو نعوذ باللہ "بیوقوف محمدی مسیح" کا نام دیا اور کہا "... مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مکھیوں اور مچھروں کا جواب دوں گا۔ اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو ان کو کچل کر مار ڈالوں گا" حضرت اقدس نے اس کی اس بے ادبی اور گستاخی کی اطلاع پاکر خدائی فیصلہ کیلئے دعائیں شروع کر دیں۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۰۵ء میں ایک جلسہ کے دوران اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ اس کے پیروکاروں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے خلاف غبن اور ظلم کا الزام لگا کر اس کو اس کے منصب سے ہٹا دیا۔ آخر ڈوئی ۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو انتہائی ذلیل و خوار ہو کر اس جہان سے رخصت ہوا۔ اس کی وفات سے ۲ ہفتہ قبل حضور نے اس واقعہ کا "تازہ نشان کی پیشگوئی" کے طور پر اعلان کر دیا تھا۔ آپ نے مسٹر ڈوئی کی اس حسرتناک موت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ قرار دیا اور امریکی اخبارات نے بھی اس امر کو تسلیم کیا کہ حضرت اقدس کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

سفر لاہور اور وفات کے الہامات کا اعادہ

حضرت اُمّ المومنین کی خواہش پر ۲۹ اپریل ۱۹۰۸ء کو حضور لاہور پہنچے۔ اسی دوران ۹ مئی ۱۹۰۸ء کو پھر الہام ہوا الرحیل ثم الرحیل۔ إن الله يحمل كل حمل۔ یعنی کوچ اور پھر کوچ، اللہ تعالیٰ سارا بوجھ خود اٹھائے گا۔ یہ الہام حضور کے وصال کی گھڑی کے بالکل قریب آجانے کا واضح اشارہ تھا۔

رؤسائے لاہور کو دعوت طعام اور تبلیغ ہدایت ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء

حضور اقدس کی تجویز کے مطابق رؤسا اور عمائدین شہر کو دعوتِ طعام دی گئی۔ طعام سے قبل لوگوں کے اصرار پر حضور نے ۲ گھنٹے تقریر فرمائی اور اپنے دعاوی اور تعلیمات پر مخالفین کے اعتراضات کا نہایت تسلی بخش جواب دیا۔ اور نہایت مدلل طریقہ پر اتمام حجت کی۔

ایک پبلک لیکچر کی تجویز اور "پیغام صلح"

بعض احباب نے ایک پبلک لیکچر کی تجویز پیش کی تو حضور نے اس کو منظور فرما کے مضمون لکھنا شروع کیا جس کا عنوان تھا "پیغام صلح" اور اس کا مقصد ہندوستان کی دو قوموں یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی طور پر صلح ہو جائے۔ اسی تصنیف کے دوران یہ الہام ہوا کہ الرحیل ثم الرحیل والموت قریبٌ۔ یعنی کوچ کا وقت آگیا ہے۔ اور موت قریب ہے"۔ اس کے بعد تیزی سے حضور نے اس مضمون کو "قریباً" مکمل فرما کر کاتب کے سپرد کر دیا۔

وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

رات کو گیارہ بجے کے قریب حضور کو اسہال کی تکلیف شروع ہوئی اسی تکلیف سے ضعف اس قدر بڑھتا گیا کہ صبح دس بجے کے قریب نزع کی حالت پیدا ہو گئی اور ساڑھے دس بجے صبح کے قریب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے ابدی آقا اور محبوب کی خدمت میں پہنچ گئی۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کی عمر آپ کے ایک الہام کے مطابق شمسی حساب سے ۷۴ سال اور قمری حساب سے ۷۶ سال تھی۔ اے خدا کے برگزیدہ مسیح! تجھ پر ہزاروں درود اور سلام! کہ تو نے اپنی پاک تعلیم اور پاک نمونہ سے روحانی انقلاب کا ایک ایسا بیج بو دیا ہے کہ جو بڑھتا، پھولتا اور پھیلتا چلا جائے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اسکی ترقی میں روک نہ ڈال سکے گی۔

۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

نوٹ: یہ خاکہ محترم شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) مربی سلسلہ کی تصنیف "حیاتِ طیبہ" کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔

انتخاب پنجابی اشعار

مرسلہ : مکرم مولانا عطاءاللہ کلیم

۱

عشقِ الٰہی وسّے مُنہ تے ولیاں ایہہ نشانی　　جو کوئی عاشق لاثانی دا اس دا کوئی نہ ثانی

بکری بھیڈ خدا دے رہ وِچ کُہنا ہے کی مشکل　　جو ہن کُہندے نفس دُنی نوں اوہ سچّی قربانی

یادِ الٰہی غافلو دل نوں پاک بناوے　　جو کوئی اُسدا ہو جاندا اے او اُسدا مِتر جانی

(درِ ثمین)

۲

تکیئے شاہ مقیم دے اک جٹّی عرض کرے　　بکرا دیواں[1] پیر دا جے سر دا[2] خصم مرے

پنجے مرن گوانڈناں[3] تے ستّاں[4] نوں تاپ چڑھے　　تکیہ دار[5] فقیر نوں کالا ناگ لڑے

گلیاں ہو جامن ویلیاں[6] تاں کُھلا یار[7] پھرے

(افتخار الحق صہ ۲۲۶)

[1] جان کی نذر کروں　[2] نفس امارہ فانی ہو کر مطمئنہ بن جاتے ،　[3] پانچوں بیرونی حواس اللہ تعالیٰ کے مطیع ہو جائیں　[4] ساتوں اندرونی حواس = حافظ، ارادہ، مدرکہ، متخیلہ، مشترکہ، واہمہ سب خدا کی تابعداری میں لگ جائیں　[5] شیطان جو مجھے گمراہ کرتا چھوڑ دے　[6] میرا ظاہر و باطن پاک ہو جائے　[7] تا خدا کی رضا اور اس کا حکم حکومت کرے ۔

شرف باغ وِچ ویکھ کے رات کالی مینوں نامہ اعمال دا یاد آیا

کونجاں وانگ تے ھسدا گیا سائیں کردا بلبلاں وانگ فریاد آیا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر

اخبارات کے تبصرے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی بین الاقوامی شخصیت کا انتقال جس نے مذہبی دنیا میں اپنے فولادی قلم، زبردست مقناطیسی جذب وکشش، مقدس تعلیمات اور غیر معمولی قدرت قدسی کے ساتھ ربع صدی سے زائد عرصہ تک تہلکہ مچائے رکھا کوئی معمولی حادثہ نہیں تھا کہ اس پر خاموشی اختیار کی جا سکتی۔ ادھر یہ چونکا دینے والی خبر سنی گئی ادھر ملک کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک پریس میں ایک شور پڑ گیا اور اخبارات نے حضور کی وفات کی خبر شائع کرتے ہوئے آپؑ کو خراج عقیدت پیش کیا۔ ان اخبارات میں مسلمان، ہندو اور عیسائی وغیرہ ہر قسم کے مکتبۂ خیال کے لوگ تھے،

ہندوستان کے جن مسلم اخبارات نے اس موقع پر تبصرے شائع کئے ان میں سے اخبار "وکیل" امرتسر، "البیان" لکھنؤ، "تہذیبِ نسواں" لاہور، "زمیندار" لاہور، اخبار "کرزن گزٹ" دہلی، "البشیر" اٹاوہ "یونین گزٹ" بریلی، "میونسپل گزٹ" لاہور، "علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ" علی گڑھ، "صادق الاخبار" ریواڑی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ چند ایک میں سے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں:

اخبار "وکیل" امرتسر

مسلمان اخبارات میں سب سے زیادہ مؤثر اور حقیقت افروز ریویو،

اخبار "وکیل" امرتسر کا تھا جو مولانا ابو الکلام آزاد کے قلم سے نِکلا انہوں نے لکھا:

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا، جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جسکی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں، وہ شخص جو مذہبی دنیا کیلئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا...... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کیلئے اسے امتدادِ زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔"

"میرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیمیافتہ اور روشن خیال کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے"۔

"...غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا"۔

"تہذیبِ نسواں" لاہور

سید ممتاز علی صاحب امتیاز نے لکھا: "مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے، اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے تھے لیکن ان کی ہدایت و رہنمائی مردہ روحوں کیلئے واقعی مسیحائی تھی۔"

اخبار "زمیندار" لاہور

منشی سراج الدین صاحب (والد مولوی ظفر علی خان صاحب)

اڈیٹر اخبار "زمیندار" نے لکھا:

"مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب سیالکوٹ میں محرر تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۲-۲۴ سال کی ہوگی اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے، کاروبارِ ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔

... ۱۸۸۲ء میں آپ نے براہین احمدیہ کی تصنیف کا اعلان کر دیا اور ہم اس کتاب کے اوّل خریداروں میں سے تھے۔ ... گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہ ہوئی مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے۔"

"علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ" علی گڑھ

"علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ" علیگڑھ نے لکھا:

"مرحوم ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی فرقہ کے بانی تھے ... ۱۸۷۴ء سے ۱۸۷۶ء تک شمشیر قلم عیسائیوں، آریوں اور برہمو صاحبان کے خلاف خوب چلایا۔ آپ نے ۱۸۸۰ء میں تصنیف کا کام شروع کیا۔ آپ کی پہلی کتاب اسلام کے ڈیفنس میں تھی جس کے جواب کیلئے آپ نے دس ہزار روپیہ انعام رکھا تھا ... آپ نے اپنی تصنیف کردہ اسّی کتابیں پیچھے چھوڑی ہیں۔ جس میں سے بیس۲۰ عربی زبان میں ہیں۔ ......

بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔"

"صادق الاخبار" ریواڑی

"مرزا صاحب نے اپنی پُرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کیلئے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا کما حقہٗ ادا کر کے خدمتِ دینِ اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامی اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے۔"

میونسپل گزٹ

"میونسپل گزٹ" نے لکھا کہ:-

"مرزا صاحب علم و فضل کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتے تھے، تحریر میں بھی روانی تھی۔ بہرحال ہمیں ان کی موت سے بحیثیت اس کے کہ وہ ایک مسلمان عالم تھے نہایت رنج ہوا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ایک عالم دنیا سے اٹھ گیا ہے۔"

"اندر" لاہور

"اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو مرزا صاحب ایک صفت میں حضرت محمد (صلعم) صاحب سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ اور وہ صفت ان کا استقلال تھا خواہ وہ کسی مقصود کو ... لے کر تھا۔ اور ہم خوش ہیں کہ وہ آخری دم تک اس پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔

"امرتا بازار پتر کا" کلکتہ

"وہ فقیرانہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے اور سینکڑوں

باقی ص ۱۰۹

"خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیئے میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو اُن کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے"
(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہ کے ساتھ

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صاحبزادہ سیّد عبداللطیف شہید جنہیں کابل کی حکومت نے احمدیت کی صداقت قبول کرنے کی بناء پر نہایت ظالمانہ طریق پر زمین میں کمر تک گاڑ کر سنگسار کر دیا تو حضرت مسیح موعود نے اس کی اطلاع ملنے پر لکھا کہ :-

"اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے"۔

(تذکرۃ الشہادتین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کی ایک یادگار تصویر

ایک دفعہ کسی صاحب نے منشی صاحب موصوف سے دریافت کیا کہ :

"آپ مرزا صاحب کو کب سے جانتے ہیں اور آپ نے ان کو کس دلیل سے مانا اور ان کی کس بات نے آپ پر زیادہ اثر کیا" ؟

منشی صاحب نے جواب میں بڑی سادگی سے فرمایا :

"میں حضرت مرزا صاحب کو ان کے دعویٰ سے پہلے کا جانتا ہوں میں نے ایسا پاک اور نورانی انسان کوئی نہیں دیکھا ۔ اُن کا نُور اور ان کی مقناطیسی شخصیت ہی میرے لئے ان کی سب سے بڑی دلیل تھی ، ہم تو ان کے مُنہ کے بھوکے ہیں" ۔

(سیرت طیبہ)

حضرت منشی اروڑے خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ فرنکفرٹ کے میئر کے ساتھ BÜRGER HAUS میں

۱۹۷۸ء میں کسرِ صلیب کانفرنس لندن کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ خطاب فرما رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتر ہمبرگ میں
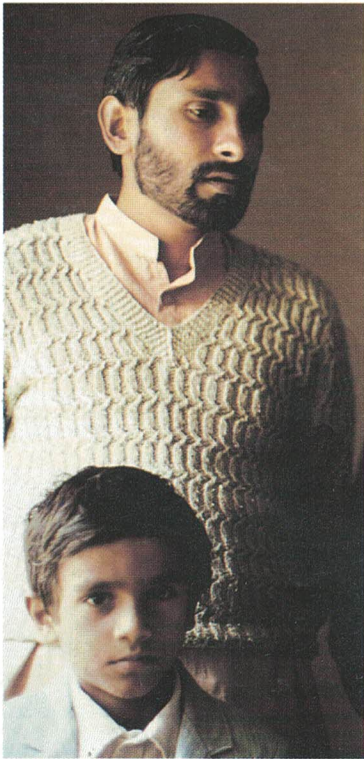
راہِ مولا کے ایک اسیر مکرم محمد الیاس صاحب منیر اپنے بیٹے کے ساتھ
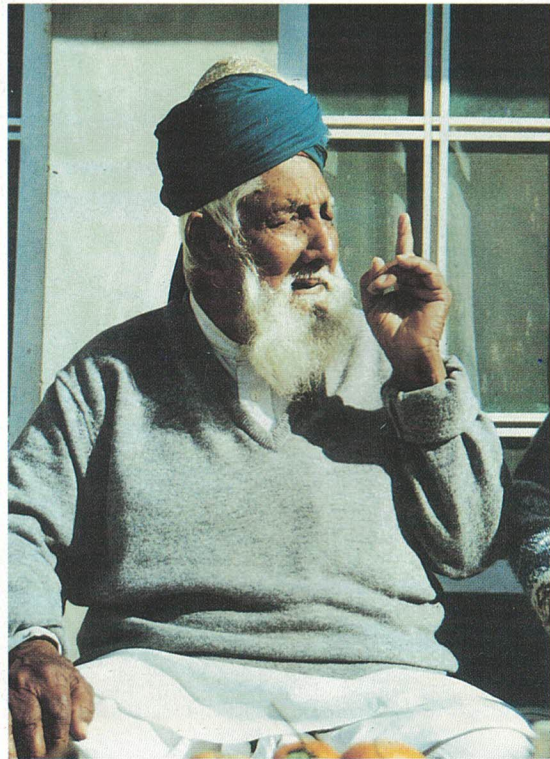
حضرت محمد حسین صاحب (سبز پگڑی) صحابی حضرت مسیح موعودؑ
(اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت ڈالے)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ مغربی جرمنی کے دوران لیگئی ایک تصویر

ایک یادگار لمحہ! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
انتخاب خلافت کے بعد خطاب فرماتے ہوئے

سینٹرل جیل فیصل آباد سے

راہِ مولا کے ایک اسیر کا پیغام

آپ نے "اخبار احمدیہ" کی جشن تشکر کے سلسلہ میں اشاعتِ خصوصی کے لئے پیغام بھجوانے کا ارشاد فرمایا ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ میں ذاتی طور پر قطعاً اس لائق نہیں ہوں مگر گذشتہ کئی سالوں کے مسلسل ابتلاء نے ہمیں جذباتی طور پر آپ کے اس قدر قریب کر دیا ہے کہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرنے پر مجبور ہوں، سو حاضر ہوں۔

پیارے احباب جماعت! گذشتہ ۵۲ مہینوں سے میں اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ پابند سلاسل ہونے کے باوجود آپ سے پوری طرح منسلک ہوں۔ آپ کی دلگداز دعاؤں کو اپنے اوپر اللہ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کی صورت برستے ہوتے دیکھتا رہا ہوں۔ آپ کے جذبات کی تپش کو اب بھی محسوس کر رہا ہوں اور آپکے دلوں کی دھڑکنیں مسلسل سننے جا رہا ہوں روحانی ہی نہیں، جسمانی اور مادی ذرائع سے بھی آپ کے ساتھ مسلسل رابطہ ہے۔ سب سے مقدم تو پیارے آقا ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زبانی آپ لوگوں کے حالات و واقعات ہیں جو آپ اپنے خطبات اور تقاریر میں بیان فرماتے رہتے ہیں، ان واقعات کے مسلسل مطالعہ سے جماعت احمدیہ جرمنی کی خوش قسمتی پر رشک آتا ہے۔ اس مناسبت سے آپ سب کو مبارکباد پیش ہے کہ آپ کی جماعت میرے آقا کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی جماعت ہے" الحمد للہ۔

آپ کے نیشنل امیر محترم عبداللہ صاحب ہر سال اپنے دورۂ پاکستان کے دوران خاکسار کو خاص طور پر ملاقات کا شرف بخشتے رہے ہیں، ان کی بھی زبانی آپ کے حالات کا علم ہوتا رہا۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے دوست آپکے ہاں سے آتے اور ملاقات پر آپ سب کے جذبات اور سلام پہنچاتے۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔ پھر کتنے ہی احبابِ جماعت نے اپنے پرخلوص خطوط کے ذریعہ میرے ساتھ رابطہ رکھا اور میری حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

مجھے یاد ہے کہ جب نمرودِ وقت نے ہمارے مقدمہ کا ظالمانہ حکم سنایا تھا تو آپ احباب جماعت نے ہمارے لئے فرینکفرٹ میں ایک بھرپور جلوس بھی نکالا تھا۔ اس طرح سے دیارِ مغرب کے گلی کوچوں کو بھی ہم غلامانِ مسیح الزمانؑ کی مظلومیت کا گواہ بنا دیا تھا۔ اس سلسلہ میں آپ کی طرف سے کی جانے والی دیگر کوششوں کا ثبوت ایمنسٹی انٹرنیشنل مغربی جرمنی کی اپیل پر مشتمل اخبار جنگ کا تراشہ بھی میرے پاس موجود اور محفوظ ہے۔ میں ان صد درجہ پرخلوص جذبات کے لئے آپ سب احباب جماعت کا بے حد ممنون ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ آمین۔

آج جماعتِ احمدیہ پوری ایک صدی کا جو سفر طے کر کے اپنی دوسری صدی میں داخل ہو رہی ہے تو یہ موقعہ — یادگار تاریخی موقعہ ہمیں بہت کچھ یاد دلاتا ہے۔ مصائب و آلام اور ابتلاؤں سے بھری ہوئی صدی کا نقطۂ آغاز — یعنی چند درویشوں کا ایک سیدھے سادے اللہ کے بندے کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ ہمارے دلوں کو اس یقین سے بھر دیتا ہے کہ بیعت لینے والا اللہ کا وہ بندہ یقیناً سچا ہے، جو اپنے دعووں کو عین مطابق ان سو سالوں میں ایک سے ایک کروڑ ہو گیا۔ مگر بغیر ظاہری اور مادی وسائل کے اس عظیم الشان ہدف کو حاصل کرنے کیلئے ہمارے بزرگوں کو کیسے کیسے ہولناک ابتلاؤں اور مشکلات سے گزرنا پڑا، اس کی ہلکی سی جھلک ہم نے اس صدی کے اختتام پر دیکھی ہے، جو اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ ابھی راہ میں کچھ اور بھی جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہوں گے اور آئندہ اس سے بھی زیادہ ابتلاؤں کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو ہر وقت کسی بھی ابتلاء کا زبردست استقامت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

(باقی صفحہ ۱۰۸ پر)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد

بیعت اولیٰ

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

۱۸۸۸ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اقدس کو بیعت لینے کا حکم ہوا۔ جس کے مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں حضرت منشی صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر بیعت لینے کا آغاز فرمایا۔ اس روز چالیس کے قریب خوش نصیب صحابہ کو بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سب سے پہلی بیعت کرنے کی سعادت حضرت حکیم الامت الحاج حافظ مولوی نورالدین بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوئی۔
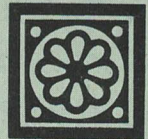
آج میں احمد کے ہاتھ پر اپ

حضرت اقدس کے دست

حضرت اقدس نے آج سے سو سال قبل جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھ
مندرجہ ذیل ہیں۔ اخبار احمدیہ اس تاریخی اور قیمتی دستاویز کو انتہائی عجز و انکسا

" بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلی

آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے
توبہ کرتا ہوں جن میں میں مبتلا تھا اور اپنے سچّے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا
ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے۔ اپنی عمر کے آخری دن
تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور
نفس کے لذات پر مقدّم رکھوں گا اور اشتہار کی دس شرطوں پر
حتی الوسع کاربند رہونگا اور میں اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ
سے معافی چاہتا ہوں۔ استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی استغفر اللہ
ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ وحدہٗ لا
شریک لہٗ و اشھد انّ محمداً عبدہٗ و رسولہ۔ ربّ انی
ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہٗ
لا یغفر الذنوب الّا انت ۔"

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

کو بیعت کرنیوالے بعض

خوش نصیب صحابہؓ کے نام،

حضرت مولانا حکیم نورالدین بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ★ حضرت قاضی خواجہ علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ★ حضرت میر عنایت علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ★ حضرت چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ★ حضرت مولانا عبداللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ساکن تنگی علاقہ چارسدہ ★ حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ★ حضرت منشی اروڑے خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ★ حضرت منشی محمد خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ ★ حضرت منشی حبیب الرحمان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ★ حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ★ حضرت شیخ عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابق رام سنگھ نو مسلم

رضوان اللہ علیہم اجمعین

...مام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں

...ک سے لکھے ہوئے الفاظ بیعت

...ہوئے بیعت کے جو الفاظ اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمائے وہ
...سے اپنے قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہے

حضور کی تحریر کا عکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مبتلا تھا۔ اور اپنے سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا اور میں اپنی گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ
واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ
رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

نیا خورشید

غلام محی الدین صادق، کراچی

ابھرا افق سے اک نیا خورشید دیکھنا　　کھلنے لگے ہیں روزنِ اُمّید دیکھنا

بعثِ مسیحِ پاک کی اب دوسری صدی　　آتی ہے لے کے نصرت و تائید دیکھنا

اندھوں کو روشنی ملی مردوں کو زندگی　　وہ پا گئے شفا جو تھے نومید دیکھنا

تثلیث راگ چھوڑ کے مغرب کے عندلیب　　گاتے ہیں آج نغمۂ تفرید دیکھنا

تبلیغ اس کی پہنچی ہے اکنافِ ارض تک　　پورے ہوئے خدا کے مواعید دیکھنا

پھیلا ہے طول و عرض پر نورِ محمّدی

لہرا رہا ہے پرچمِ توحید دیکھنا

کچھ قیدِ دلبراں ہے اور کچھ خونِ کشتگاں　　صد سالہ جشن کی ذرا تمہید دیکھنا

لازم ہے جشن جوبلی کا دل سے احترام　　ہر دم رہے زباں پر تحمید دیکھنا

رکھنا ہے فوق دین کو دنیا پہ دوستو　　ہوتی رہے اس عہد کی تجدید دیکھنا

کٹ کر رہے گا ایک دن یہ دورِ ابتلاء　　ہوگی نصیب دوستاں پھر عید دیکھنا

"ظاہر ہیں میرِ قافلہ صادق تو غم نہ کر"

کر کے ذرا حضور کی تقلید دیکھنا
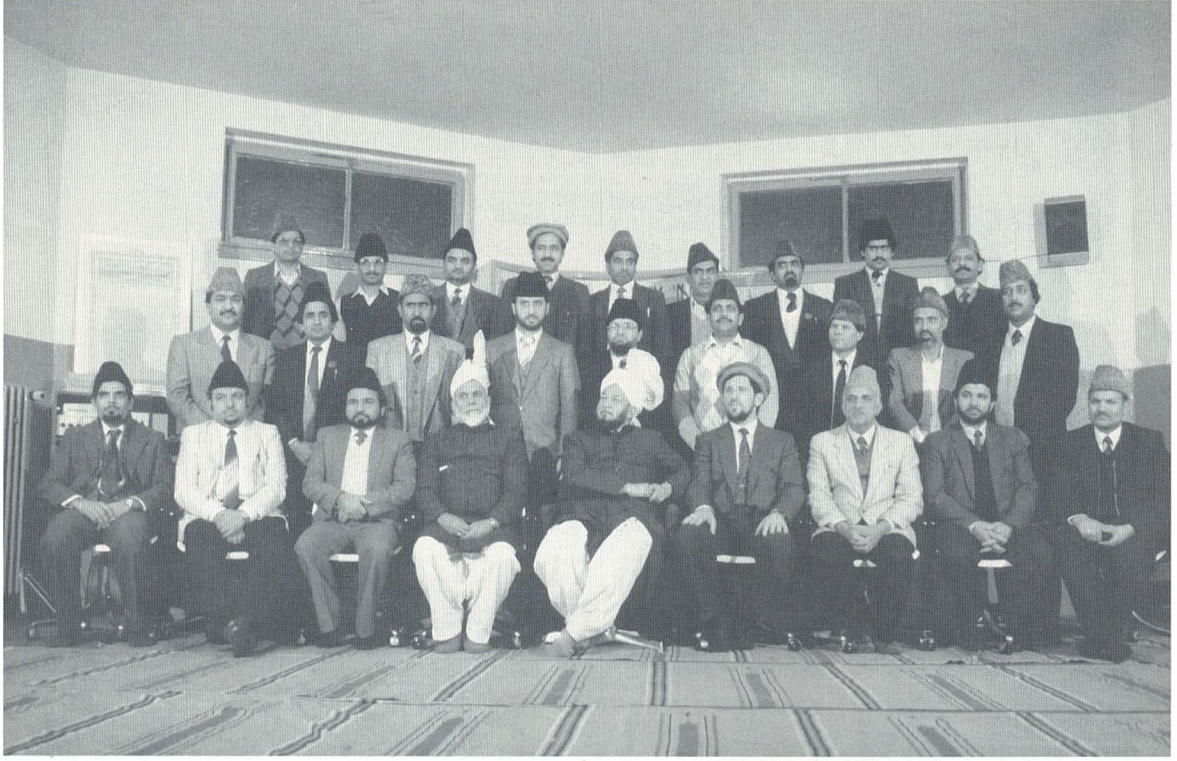
نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی کی حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک فوٹو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مغربی برلن میں پریس کانفرس سے خطاب فرماتے ہوئے

حضور اقدس مبلغین سلسلہ مقیم مغربی جرمنی کے ساتھ

دائیں سے بائیں ، مولانا عبد الباسط صاحب طارق ، ڈاکٹر محمد جلال صاحب شمس ، مکرم عبداللہ صاحب واگس ہاؤزر (امیر جماعت مغربی جرمنی) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ، مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم (مشنری انچارج) ، ڈاکٹر عبد الغفار صاحب ، مولانا بشارت احمد صاحب محمود ، مولانا مبارک احمد صاحب ساقی - (ایڈیشنل وکیل التبشیر)

حضور انور کا مغربی جرمنی میں ٹرین کا پہلا سفر ، فرینکفرٹ سے ہمبرگ پہنچنے پر (ایک یادگار تصویر)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام،

مکرم مولانا غلام باری سیف

۲ مسئلے

التعظیم لامر اللہ — شفقت علیٰ خلق اللہ

حضرت اقدس مسیح دوران اور مہدیٔ زماں فرماتے ہیں :

میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں، ایک تعظیم لامر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت کا قیام، دوسرے خدا کی مخلوق پر شفقت ۔ کامل کتاب قرآن مجید نے آسمانی ماموریں کی یہی غرض بیان فرمائی ۔ فرمایا :
وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ج
کہ ہم نے ہر قوم کی طرف مرسل اس لیئے بھیجے کہ لوگ خدا کے عبد بن جائیں خدا کے عبد بننے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی خواہشات کو خدا کی خواہش کے تابع کر دیں، اس کے غلام ہو جائیں ۔ ان کے اعمال و افعال، حرکات و سکنات خدا کے لیئے ہو جائیں، اور بری باتوں سے بچ جائیں ۔ ہر قسم کی سرکشی، بدی سے رک جائیں ۔

جب بندے اپنے پروردگار سے دور ہو جاتے ہیں تو انہیں خدا کا قرب عطا کرنے کیلئے آسمانی مامور آتے ہیں ۔ ان کے آنے کی بڑی غرض یہی ہوتی ہے ۔ ایک نئی زندگی ان کے ہاتھ پر جمع ہونے والوں کو عطا ہوتی ہے، وہ آتے ہی تزکیۂ نفس کیلئے ہیں ۔ حضرت اقدس ایک موقع پر فرماتے ہیں، خوامخواہ ملاؤں نے ہمیں وفات و حیات مسیح کے مسائل میں الجھا دیا، ہم تو آتے تھے دلوں کے گند دھونے کے لیئے ۔

شفقت علیٰ خلق اللہ کی اہمیت کے لیئے اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھیئے جو حدیثوں کے عظیم مولف امام بخاری اپنی کتاب کے آغاز میں لائے ہیں کہ "اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ" کہ دین نام ہی خیر خواہی کا ہے ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سوال کیا، کس کی خیر خواہی ؟ فرمایا : اللہ کی، اس کے رسول کی اور تمام بنی نوع انسان کی ۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا الخلق عیال اللہ، مخلوق خدا کی اولاد ہے ۔ فاحب الخلق من احسن الی عیالہ، خدا کو وہی شخص محبوب ہوگا جو اسکی عیال سے حسن سلوک کرے گا ۔

آج کی صحبت میں حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی سیرت کے یہ دو ہی پہلو بیان کرنا مقصود ہے ۔

مدرسہ احمدیہ کی طالب علمی کے زمانے میں راقم الحروف نے مسیح پاک کی سیرت کا ایک واقعہ پڑھا کہ آپ کے گھر میں کام کرنے والی ایک غریب عورت نے کچھ چاول اپنی ضرورت کیلئے چرا لیئے ۔ گھر میں رہنے والے اسے ڈانٹ ڈپٹ رہے تھے کہ آپ کا ادھر سے گزر ہوا ۔ دریافت کرنے پر فرمایا : چھوڑ دو بیچاری کو، اگر کوئی اپنے گھر سے اپنے گھر کے دوسرے کمرے میں کوئی چیز ضرورت کے پیش نظر لے جائے تو اسے چوری نہیں کہتے ۔ اس کے کچھ دیر بعد اسی قسم کا واقعہ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ رضؓ کا پڑھا ۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جانے دو اسے رسوا نہ کرو، اس وقت خاکسار نے الفضل میں ایک مضمون لکھا التشابہ فی الاخلاق ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت یہی تھی کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر قدم رکھا ۔ آپ سیرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کریں، آپ کو دونوں مقامات پر ایک جیسے جزئی واقعات کا علم ہوگا ۔ آپ نے جو کچھ سیکھا اس مبارک گھرانہ سے سیکھا ۔ آپ کا الہام ہے فتبارک من علم وتعلم

مبارک ہے وہ ہستی گرانمایہ جس نے سکھایا اور بابرکت ہے وہ شاگرد جس نے سیکھا۔

تعظیم لامر اللہ

میں ایک واقعہ سنئیے، ایک بار حضور سیر کیلئے تشریف لے جا رہے تھے، کسی نے عرض کیا حضور حاجی پورہ کے ایک دوست قرآن مجید بہت خوش الحانی سے پڑھتے ہیں' آپ اسی وقت راستہ کے ایک طرف ہو کر تشریف فرما ہوتے اور فرمایا قرآن سنائیں، قرآن کی تلاوت پر گردنیں نیچی ہو گئیں' کچھ دیر بعد کسی نے دیکھا حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ کیا اسی قسم کا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں نہیں کہ ابیؓ کو حضور نے فرمایا، اللہ نے فرمایا ہے تم سے قرآن سنوں' انہوں نے عرض کیا۔ حضور قرآن آپ پر نازل ہوا ؟ فرمایا ہاں' اللہ نے کہا ہے تم سے سنوں۔ اور ایک مقام پر پہنچ کر آپ نے فرمایا، بس کرو' دیکھا تو آنکھیں اشکبار تھیں۔

ایک دوسرا واقعہ تعظیم لامر اللہ کا کچھ اس طرح ہے کہ حضور کے ایک صحابی رستم علی صاحب ریلوے میں ملازم تھے اس وقت یک صد سے زائد ان کی تنخواہ تھی' وہ اوپر کے چند روپے رکھ کر باقی یکصد حضور کی خدمت میں بھجوا دیتے' ایک موقع وہ قادیان آئے تھے' ان کی اہلیہ بھی ہمراہ تھیں' چھوٹا بچہ بیمار ہو گیا اور قضائے الٰہی سے وہ وفات پا گیا۔ آپکی اہلیہ نے جزع فزع کرتے ہوئے کوئی فقرہ خدا کی سبوحیت اور قدوسیت کے خلاف کہہ دیا۔ آپنے فرمایا انہیں کہیں کہ آپ اسی وقت رخصت ہو جائیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں ایسا فقرہ کہا ہے' خیال فرمائیے' خاوند ایسی مثالی قربانی کرنے والا، لیکن بیوی خدا کی عظمت اور کبریائی کے خلاف بات کہے تو یہ ناقابل برداشت ہے' اور یہ سب تربیت کیلئے تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی کسی بچے کو نہیں مارا۔ بلکہ آپ نے اسکول میں ہدایت دی تھی کہ بچوں کو ہرگز مارا نہ جائے۔ ایک روز آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام المومنین صبح قرآن مجید رِحل پر رکھ کر تلاوت فرما رہی تھیں کہ آپ کا سب سے چھوٹا بچہ مبارک احمد جو آپ کو بہت پیارا تھا کسی چیز کے لئے ضد کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں مبارک احمد نے اسی طرح رِحل کو دھکیلا کہ قریب تھا کہ قرآن گر جاتا۔ حضرت مسیح موعود دیکھ رہے تھے' آپ جھپٹ کر آئے اور مبارک احمد کو ایک تھپڑ رسید کیا کہ قرآن کی بےحرمتی آپ عمداً نہیں خطاً بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ قرآن کے بارہ میں آپ کے خیالات یہ تھے؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

آپ فرماتے ہیں؎

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

آپ کو کبھی ایسی تکلیف ہو جاتی کہ جسم ٹھنڈا ہو جاتا۔ سر میں شدید درد ہوتی کہ مرض لازمہ بشریت ہے۔ آپ فرماتے مجھے قرآن مجید خوش الحانی سے سنایا جائے یا اسلام پر غیروں کے اعتراضات بیان کئے جائیں، اور آپ جواب دینا شروع فرماتے اور جسم میں گرمی عود کر آتی۔

تعظیم محمدؐ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت مٹی کے کھلونے بیچ رہی تھی' وہ آپ کے گھر بھی آئی۔ اسے پیاس لگ رہی تھی' اس نے پانی مانگا، اور اسی اثنا میں اس نے اطمینان کرنا چاہا کہ یہ مسلمانوں کا گھرانہ ہے نا؟ اس نے پوچھا کیا یہ مسلمان گھرانہ ہے ؟ اسے اثبات میں جواب ملا، اس سے بھی پوچھا اماں تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا " اللہ دا بندہ تے محمد دی امت "۔ کہ اللہ کا بندہ ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ٹہل رہے تھے اور سارا ماجرہ آپنے دیکھا۔ آپ نے فرمایا اسے ایک روپیہ دے دو اس نے میرے محبوب کا نام لیا ہے۔ اب یہ واقعہ گھر میں خلوت میں ہوا۔ اس کے سارے کھلونوں کی قیمت ایک روپیہ نہ تھی' کہ اس بے چاری نے گھر گھر پھر کر کچھ دانے اکٹھے کرنے تھے کہ محبّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام لینے کی وجہ سے فرمایا اسے ایک روپیہ دے دو'

آخری تحریر جو آپنے اپنی زندگی کی لکھی "پیغام صُلح" جو آپ کے وصال کے بعد پڑھی گئی اس میں آپ نے یہ مضمون بیان فرمایا تھا کہ ہندوستان میں لبسنے والی دو قوموں میں صلح کیسے ہو سکتی ہے۔ اس میں آپ نے فرمایا'

شورہ زمین کے سانپوں اور جنگل کے درندوں سے صلح ہو سکتی ہے، لیکن جو لوگ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتے ہیں' ان سے صلح نہیں ہو سکتی۔

مشہور بد زبان آریہ لیڈر پنڈت لیکھرام قادیان آیا، تو چونکہ وہ آپ کے گاؤں آیا تھا آپ نے اکرام ضیف کے طور پر اس کی خاطر مدارت کے طور پر کچھ پھل اسے بھیجا۔ لیکن یہی شخص جب امرتسر کے پلیٹ فارم پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتا ہے تو آپ منہ پھیر لیتے ہیں' کسی کے توجہ دلانے پر کہ لیکھرام آیا ہے' سلام عرض کرتا ہے۔ جواباً فرمایا ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کہتا ہے۔

یہ تھا آپ کی زندگی میں تعظیم لامر اللہ کا ایک نظارہ، کہ آپ اللہ کی عظمت کے قیام کیلئے تشریف لائے تھے' اس لیے اس پہلو کے لحاظ سے آپ فولاد کی مانند تھے' اللہ کی عظمت اور اس کے رسول کی تکریم کے خلاف کچھ سننے کو تیار نہ تھے' اللہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں ؎

گر کوچہ تو سر عشاق را زنند   اول کسیکہ حرف تعشق زند منم

اگر تیرے کوچہ میں عاشقوں کے سر کاٹے جائیں تو سب سے پہلے جو عشق کا نعرہ بلند کرے گا وہ میں ہوں گا۔

آپ خدا سے مناجات کرتے ہوئے فرماتے ہیں :؎

جسمی یطیر الیک من شوقٍ علا
یا لیت کانت قوۃ الطیران

اے میرے محبوب میرا جسم بلندی کے شوق سے تیری جانب محو پرواز ہے
اے کاش یہ جسم پرندے کی طرح اڑ سکتا۔

شفقت علیٰ خلق اللہ

شفقت علیٰ خلق اللہ کے بارہ میں قرآن مجید اور احادیث دونوں میں بڑی تاکید آئی ہے۔ خدا کی محبت کی خاطر اس کی مخلوق سے شفقت کرنا موجب ثواب' اور حصول قرب الٰہی کا موجب بنتا ہے سورۃ محمدؐ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : هَاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۗ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝

(محمدؐ آیت ۳۹)

اس آیت میں نوع انسانی پر انفاق فی سبیل اللہ نہ کرنے والوں پر تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر تم نے اپنے بھائیوں پر خرچ کرنے کی عادت ترک کر دی تو تمہاری صف لپیٹ دی جائے گی۔ انسانی معاشرہ کسی انقلاب سے دوچار ہو جائے گا۔

معاشرے کے کمزور افراد کی نگہداشت نہ کرنے والوں کو قرآن مجید کے مختلف مقامات پر سخت تنبیہ کی ہے۔ الفجر آیت ۱۸ تا ۲۴' البلد آیت ۸ تا ۱۱۔ میں بھوک کیلئے کھانے کا انتظام نہ کرنے والے، ناک آلود مسکین کی نگہداشت نہ کرنے والے' مختلف قسم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے افراد کو ان سے رہائی نہ دلانے والے کیلئے انتباہ عظیم ہے۔

پس شفقت علیٰ خلق اللہ کوئی معمولی امر نہیں' معاشرے کے مسکین بے کس بے بس اور بے نوا لوگوں کیلئے شفقت اور حتی المقدور ان کی خدمت یہ ان کا حق ہے۔ اور خدا کی محبت کے حصول کا ذریعہ' اور انبیاء' مامورین کی بعثت کا ایک مقصد یہ ہے۔ یہ عبادت اور ذکر الٰہی سے کم ثواب کا موجب نہیں۔ احادیث میں آتا ہے بیوگان کی خدمت ایسی ہے جیسے خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔

دوائیوں کی تقسیم

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اہلحدیث کے ایک خوش الحان اور خوش بیان واعظ تھے' وہ احمدی ہو گئے تو آپ نے ایک رسالہ لکھا جو سیرت مسیح موعود علیہ السلام پر بڑا مختصر اور جامع رسالہ ہے، اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کمر بستہ کھڑے ہیں' اردگرد دیہات کے مرد و زن دوائی لینے کیلئے کھڑے ہیں۔ دیر تک یہی کیفیت رہی تو حضرت مولوی صاحب رہ نہ سکے اور عرض کی کہ اس طرح حضور کا بڑا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے' جو دین کی خدمت میں خرچ ہوتا ہے' حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مولوی صاحب یہ بے چارے بے سہارا اور محتاج

لوگ دوائی کیلئے کہاں جائیں' میں ان کے لیئے دوائیاں منگوا کر رکھتا ہوں' ان کی ضروریات یہاں پوری ہو جاتی ہیں۔

دُودھ کا پیالہ

حضرت علام نبی صاحب سیٹھی چکوال سے قادیان آئے ہوئے تھے' کافی رات گئے کسی نے ان کے دروازے پر دستک دی' دروازہ کھولا تو دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ہاتھ میں دودھ' دوسرے ہاتھ میں لیمپ تھامے ہیں۔ فرمایا کہیں سے دودھ آگیا تھا میں نے سمجھا آپ کو دودھ کی عادت ہوگی' دودھ دے آؤں۔ حضرت سیٹھی صاحب کہتے ہیں' میں شرم سے پانی پانی ہو گیا اور سوچا اگر مخدوم خدام کی ضرورت کا یہ خیال رکھتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کا کتنا خیال رکھنا چاہیئے۔

مجھے زیادہ پیارے ہیں

حضرت مفتی محمد صادق صاحب قادیان آتے' اور آپ بیمار ہو گئے آپ کی والدہ بیٹے کو دیکھنے آئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے لیئے عرض کی' اس موقع پر حضور علیہ السلام نے جو فرمایا تاریخ احمدیت نے اسے محفوظ کیا ہے' حضور نے مفتی صاحب کی والدہ سے فرمایا۔ آپ کا خیال ہے آپ کو مفتی صاحب سے زیادہ پیار ہے' ہمیں مفتی صاحب آپ سے زیادہ عزیز ہیں۔ خدا کے مامور مبالغہ نہیں کیا کرتے ماں کی مامتا مشہور ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ ان بزرگوں کو خدا کی مخلوق سے جو پیار ہوتا ہے وہ ماں سے کم نہیں ہوتا۔ کیا خوب فرمایا اس مفہوم کو ادا کرنے کیلئے آپ نے ؎

آں ترحما کہ خلق از وے بدید

کس ندیدہ در جہاں از مادرے

کہ وہ شفقت جو مخلوق نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھی' وہ کسی نے ماں سے بھی نہیں دیکھی ہوگی ۔ یہی مفتی صاحب قادیان آتے تو حضور آم کے موسم میں پانی میں ٹھنڈے کر کے ڈھیروں آم مفتی صاحب کے سامنے رکھتے کہ کام و دہن کو اس سے لذت دیں ۔ ایک بار مفتی صاحب قادیان سے روانہ ہونے والے تھے کہ حضور نے لنگر خانہ والوں کو کہا کہ مفتی صاحب کے لیئے کھانا تیار کر دیں۔ یہاں بھی غور کیجئے کہ سفر میں کھانے کی تکلیف نہ ہو' آج ہر ماں بھی ایسا نہیں کرتی۔ تھوڑی دیر کے بعد ملازم کھانا لایا تو اس پر کوئی دستر خوان نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا بغیر کپڑے کے کھانا لے آئے ہو' اور پھر اپنی پگڑی سے کپڑا پھاڑ کر کھانا باندھ کر مفتی صاحب کے حوالے کیا۔ اللہ اللہ! کیا اکرام ضیف' کیا انکساری، کیا شفقت ہے خدا کی مخلوق پر۔

خود چارپائی کے نیچے

ایک بار مہمان آپ کے ہاں آتے غالباً کپور تھلہ کے مخلصین میں سے کوئی تھا۔ آپ نے خود چارپائی اٹھائی، انہوں نے اٹھانا چاہا تو فرمایا بڑی ہے'۔ آپ اٹھا نہیں سکیں گے'۔ چارپائی اٹھا کر اندر کمرے میں بچھائی اور ان کو آرام کیلئے فرمایا۔ وہ چارپائی پر لیٹ گئے۔ جب آنکھ کھلی تو دیکھا حضور علیہ السلام چارپائی کے نیچے لیٹے ہیں۔ وہ جلدی سے اٹھے کہ حضور یہ کیا۔ فرمایا میں اس لیئے یہاں لیٹ گیا تھا کہ بچے شور نہ مچائیں' آپ آرام سے سو سکیں۔ اندازہ کیجئے۔ وہ جس پر سو جان سے مرید قربان ہیں' وہ چارپائی کے نیچے لیٹے ہیں اور خادم چارپائی کے اوپر۔

آؤ میاں نظام الدین

شروع شروع میں مہمانوں کا کھانا سب اندر گھر سے ہی آتا، کچھ مہمان آئے ہوئے تھے' ان میں لاہور شہر کے کچھ باحیثیت تعلیم یافتہ بھی تھے۔ ان مہمانوں میں ایک غریب نظام الدین بھی تھا۔ یہ لوگ آتے گئے تو نظام الدین ادبا' پیچھے ہٹتے گئے حتیٰ کہ وہ چھوٹی سی مسجد کے آخر میں چھوٹے سے کمرے کے پاس جوتوں میں پہنچ گئے۔ اتنے میں اندر سے کھانا آیا۔ جوہری کی نظر سے یہ منظر اوجھل نہ رہا تھا۔ جب کھانا سب کے سامنے رکھ دیا گیا تو آپ نے ایک ہاتھ میں پیالہ لیا دوسرے میں روٹی اور فرمایا آؤ میاں نظام الدین ہم اندر کمرہ میں اکٹھے کھانا کھاتے ہیں۔ یہ واقعہ پڑھتا ہوں تو مجھے اس صحابی کا واقعہ یاد آتا ہے جسے پسینہ میں شرابور دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آکر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ گویا "بوجھو تو جانوں"

والی کھیل تھی۔ اور اسے جب یہ احساس ہوا کہ مجھ سے پیار کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس نے مٹی اور پسینہ سے شرابور بدن بدن مبارک سے ملنا شروع کر دیا۔ آپ نے پھر پیار سے فرمایا لوگو! میرا ایک غلام ہے کوئی ہے خریدنے والا۔ تب اس نے کہا حضور میرا خریدار کون ہو سکتا ہے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا خریدار خود عرش پر خدا ہے۔ آہا! غلام کی بولی میرے آقا نے کتنی چڑھا دی۔

حضور بٹالہ کبھی گھوڑے پر تشریف لے جاتے، ساتھ کوئی خادم ہوتا اور وہ فرمانبردار تھے عقیدت سے ساتھ ہو جاتے۔ راستہ میں اکثر اسے گھوڑے پر سوار کرا دیتے اور خود پیدل چل پڑتے۔ بٹالہ پہنچ کر اسے چونی دیتے اس وقت چونی میں بہت مناسب گوشت روٹی مل جاتی تھی اور اپنے لئے دو پیسے کے چنے منگوا لیتے۔

اپنا بستر بھی دے دیا

ایک بار مہمانوں کی کثرت آئی۔ گھر سے بستر خادم لیتا آیا حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا بستر بھی مہمانوں کیلئے دے دیا۔ جب خادم کو یہ علم ہوا تو وہ بستر لے کے واپس آیا اور معذرت کرنا شروع کی۔ اس نے دیکھا کہ آپ نے میاں محمود احمد صاحبؓ اپنے بیٹے کے اوپر شستری چوغہ ڈالا ہوا ہے اور خود بغلوں میں ہاتھ دیکر اوکڑوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ خادم نے لاکھ منت سماجت کی کہ آپ بستر واپس لے لیں فرمایا نہیں، ہمیں یونہی بھی نیند کم آتی ہے۔ آپ مہمانوں کو دے دیں۔

چارپائی نئی بنوائی

اسی طرح ایک موقعہ پر مہمانوں کیلئے ایک چارپائی کم تھی۔ آپ سے خادم نے عرض کی تو فرمایا ابھی لاتا ہوں۔ کچھ دیر ہو گئی تو خادم نے دیکھا آپ نئی چارپائی بنوا رہے ہیں۔ مکمل ہو گئی تو خود اٹھا کے ان کے سپرد کر دی۔ اور تاخیر کی معذرت فرمائی۔

نافۂ مشک

قادیان کے ایک غیر مسلم کو اپنے مریض کیلئے جس کی نبض ڈوب رہی تھی، مشک کی ضرورت پیش آئی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک دو رتی مشک کا سوال لیکر آیا۔ آپ گھر گئے اور اسے پورا نافہ لا کر دے دیا۔ ضرورت اسے ایک آدھ رتی کی تھی۔ لیکن خدا کے بندے کی عطا ملاحظہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے ان دو پہلوؤں کو میں نے منتخب اس لئے کیا کہ حدیث میں آتا ہے بعض دفعہ بخشش اس لئے بخشی گئی کہ اس نے کتے کے پیاسے بچے کو پانی پلایا تھا۔ اور ایک عورت اس لئے جہنم میں ڈال دی گئی کہ بلی کو باندھ رکھا نہ اسے کھولا کہ جا کر پیٹ بھر سکے نہ اسے خود کھانے کو دیا۔ ایک آدمی اس لئے بخشا گیا کہ راستہ میں کانٹا پڑا دیکھا تھا اسے راستہ سے ہٹا دیا کہ کسی کو اذیت نہ ہو۔

میرے عزیزو! آج راستوں میں بڑے کانٹے بچھائے گئے ہیں، آج کئی انسان صاف پانی سے محروم ہیں، آج ملیں ریشم کے ڈھیر بُنتی ہیں۔ لیکن کتنی دختران تار تار کو ترس رہی ہیں، آج نفرتوں کے لاوے پھوٹ رہے ہیں۔ محبت کی پھوار سے انہیں بجھاؤ۔ آج کے متعلق ہی شاعر نے کہا تھا ؎

گھٹ گئے انساں بڑھ گئے سائے۔

آج تو سب انسانوں کو سائے بھی میسر نہیں۔ اٹھو اور آسمانی مامور کی اس صدا پر عمل کیلئے کمربستہ ہو جاؤ کہ میں تو دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ ایک تعظیم لامراللہ دوسرا شفقت علیٰ خلق اللہ۔ خدا کی عظمت کے قیام کیلئے جسموں کو آروں سے بھی چیرا جائے تو برداشت کرو۔ لیکن مخلوق کی شفقت کیلئے سراسر موم بن جائیں۔ رؤف رحیم کے مظہر بن جائیں"۔

اللہ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العلمین

• • •

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوش ترم

(بانیٔ سلسلہ احمدیہ)

اقتباس سیرتِ حضرت امّ المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہ رض

روایاتِ طیّبہ

محترمہ کوثر شاہین ملک صاحبہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کی شان بہت بلند ہے۔ جس طرح نبی کریم صلعم کی سیرت، اندرون خانہ اور اہلی زندگی کا اسوہ حسنہ کا بیشتر حصہ آپ ہی کے ذریعہ معلوم ہوا اسی طرح حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رض کو یہ خصوصیت اور امتیاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اندرون خانہ زندگی کا بہترین علم آپ کے ذریعہ ملا۔ آپ کی پاک سیرت کے متعلق ۵۶ روایات میں سے چند روایات درج ذیل ہیں۔ یہ روایات حضرت ام المومنین رض کے ذریعہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رض کی سعی اور محنت کا نتیجہ ہیں۔

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ رض نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پانچ بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑی حضرت صاحب کی وہ ہمشیرہ تھیں جن کی شادی مرزا محمد بیگ ہشیارپوری کے ساتھ ہوئی تھی۔ آپ کی یہ ہمشیرہ صاحبہ رویاء و کشف تھیں ان کا نام مراد بی بی تھا۔ ان سے چھوٹے مرزا غلام قادر صاحب تھے۔ ان سے چھوٹا ایک لڑکا بچپن میں فوت ہوگیا تھا۔ اس سے چھوٹی حضرت صاحب کی وہ بہن تھیں جو آپ کے ساتھ توام پیدا ہوئی اور جلد فوت ہو گئی۔ اس کا نام جنت تھا۔ سب سے چھوٹے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے "ہماری بڑی ہمشیرہ کو ایک دفعہ کسی بزرگ نے خواب میں ایک تعویذ دیا تھا۔ بیدار ہوئیں تو ہاتھ میں بھوج پتر پر لکھی ہوئی سورہ مریم تھی"۔

حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ "تمہارے تایا کے ہاں ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوئے جو بچپن میں فوت ہو گئے اور لڑکی کا نام عصمت تھا اور لڑکے کا نام عبدالقادر تھا۔ حضرت صاحب کو اپنے بھائی کی اولاد سے بہت محبت تھی چنانچہ آپ نے اپنی بڑی لڑکی کا نام اسی واسطے عصمت رکھا۔

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں میر حامد شاہ صاحب کے مکان پر تھے اور سو رہے تھے میں نے آپ کی زبان پر ایک فقرہ جاری ہوتے سنا تو میں نے کہا کہ آپ کو یہ الہام ہوا ہے آپ نے فرمایا ہاں! تم کو کیسے معلوم ہوا میں نے کہا مجھے آواز سنائی دی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ الہام کے وقت آپ کی حالت کیا ہوتی تھی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور ماتھے پر پسینہ آجاتا تھا۔

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود دعویٰ مسیحیت شائع کرنے لگے تو اس وقت آپ قادیان میں تھے۔ آپ نے اس کے متعلق ابتدائی رسالے یہیں لکھے، پھر آپ لدھیانہ تشریف لے گئے اور وہاں سے دعویٰ شائع کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ دعویٰ شائع کرنے سے پہلے آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں ایسی بات کا اعلان کرنے لگا ہوں جس سے ملک میں مخالفت کا شور پیدا ہوگا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا اس اعلان پر بعض ابتدائی بیعت کرنے والوں کو بھی ٹھوکر لگ گئی

خدائی شہادت کے زندہ ثبوت

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

★ حضرت حافظ شیخ حامد علی صاحب کا شمار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کبار اصحاب میں ہے جنہیں ایک لمبے عرصہ تک حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت کی توفیق ملی۔ اور وہ سفر و حضر میں ہمیشہ اپنے آقا کے ہمرکاب رہے۔ نماز پنجگانہ کی پابندی میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ حضرت اقدس نے ان کے اس جذبۂ روحانی کی بڑی تعریف کی اور انہیں "مقدین" "متقی" اور "وفادار" کے لقب سے نوازہ ہے۔ (ازالہ اوہام) ان کو عظیم الشان خصوصیت بھی حاصل ہے کہ ان کی عظیم الشان خدمات کے باعث حضرت مسیح علیہ السلام نے بشارت دی تھی " جو خدمت میری شیخ حامد علی صاحب نے کی ہے کسی دوسرے نے نہیں کی اور یہ میرے ساتھ ہمیشہ رہا ہے اور جنت میں بھی میرے ساتھ اسی طرح ہوگا۔"

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۳۴)

★ حضرت حافظ معین الدین صاحب رضی اللہ عنہ نابینا تھے، مگر بصیرت کی آنکھیں روشن تھیں، بڑے عابد، بڑے زاہد، سقیم حالت کے باوجود حضرت مسیح علیہ السلام کی ہر تحریک میں حصہ لیتے تھے حضور کو دابنا آپ کا معمول تھا۔ ان کی عمر چودہ پندرہ برس تھی کہ حضور انہیں اپنے یہاں بلا کر لے گئے اور فرمایا حافظ صاحب ہمارے پاس رہا کریں۔ انہوں نے عرض کیا میں معذور ہوں، مجھ سے کوئی کام نہ ہو سکے گا، حضرت اقدس نے فرمایا" ہم اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں گے اور تو قرآن شریف یاد کیا کر۔ ایک لحاظ سے آپ "اصحابُ الصّفہ" کے پہلے فرد ہیں جنہیں آپ کے قدموں میں رہنے کی سعادت عطا ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کی خبر سنی تو کہنے لگے، آج میں یتیم ہو گیا۔

(الحکم ۲۱ فروری ۱۹۳۴ء)

★ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی رضا کا سلسلۂ نسب کئی واسطوں سے شیخ کبیر حضرت فرید گنج شکر کے خلیفہ قطب الاقطاب شیخ جمال الدین احمد ہانسوی (متوفی ۶۵۹ھ) تک جا پہنچتا ہے۔ بڑے مقتدر گدی نشین تھے۔ ان کی بڑی مانتا تھی لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ ماموریت فرمایا تو مسندِ امارت چھوڑ کر مامور وقت کی غلامی اختیار کر لی۔ حضرت اقدسؑ نے انہیں اکابر مخلصین کا خطاب دیتے ہوئے لکھا" صاف باطن یک رنگ اور للّٰہی کاموں میں جوش رکھنے والے اور اعلاء کلمۂ حق کے لئے بدل و جاں ساعی و سرگرم ہیں"۔ (ازالۂ اوہام حصّہ دوم) آپ نے حضور اقدس کے عہد مبارک کے چشم دید واقعات اپنی زندگی میں ہی "تذکرۃ المہدی" کے نام سے شائع فرما دیے تھے جو نہایت ایمان افروز ہیں۔

(الحکم ۱۴ جنوری ۱۹۳۴)

★ حضرت منشی عبد اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ نہایت بلند پایہ اور جلیل القدر صحابی تھے۔ سرخ چھینٹوں کے کشفی نشان کے حامل اور براہین احمدیہ (حصہ چہارم) کی طباعت کے مخلص کارکن آپ اپنے ماموں مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم رضؓ سے حضرت اقدس کا ذکر سن کر قادیان پہنچے اور پہلی ملاقات میں ہی اسیر محبت ہو گئے تین روز کے قیام کے بعد اجازت لیکر پٹیالے تک گئے اور پھر واپس آگئے۔ حضور نے واپسی کا سبب پوچھا تو عرض کیا کہ حضور میرا جانے کو دل نہیں چاہتا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپ کے متعلق لکھا" یہ جوان صالح اپنی فطری مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلاء جنبش نہیں لا سکتا۔ (ازالۂ اوہام)

مبارک وہ جو اَب ایمان لایا
صحابہ سے مِلا جب مجھ کو پایا

(مرتبہ: وسیم احمد چوہدری)

احمدیّت کا سب سے پہلا صحافی

وسیم احمد چوہدری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک باہمت صحابی ۱۸۹۷ء میں امرتسر میں ایک کامیاب صحافی کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ ادبی حلقوں میں آپ کے زورِ قلم کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ کے دوست آپ کو سرکاری ملازمت میں لانے پر مصر تھے لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آپ الحکم کے اجراء اور ابتدائی حالات کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ اس وقت سلسلہ کی ضروریات کے اعلان و اظہار کیلئے خاکسار ایک اخبار کی ضرورت محسوس کر رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت پر مخالفین جو اعتراضات پولیٹیکل اور مذہبی پہلو سے کر رہے تھے ان سب مخالفتوں کا منہ بند کرنے کو جی چاہتا تھا۔

چنانچہ خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ حضرت اقدس نے اپنے دستِ مبارک سے اس عریضہ کا جواب دیا جس کا خلاصہ تھا:

"ہم کو اس بارہ میں تجربہ نہیں۔ اخبار کی ضرورت تو ہے مگر ہماری جماعت غرباء کی جماعت ہے مالی بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ اپنے تجربہ کی بنیاد پر کر سکتے ہیں تو کریں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے"۔ ڈرانے والوں نے بڑا ڈرایا اور سمجھایا کہ لوگوں میں مذہبی ذوق کم ہو چکا ہے اور احمدیت کے ساتھ دشمنی عام پھیل چکی ہے۔ اس لئے عقل کے ناخن لو، اخبار کامیاب نہیں ہوگا۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی تحریر "اللہ تعالیٰ مبارک کرے" کے الفاظ میرے دل پر نقش ہو چکے تھے۔ ان الفاظ نے میری ہمت بڑھائی اور حضرت مسیح موعود کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ نے دستگیری فرمائی تو اللہ کے حکم سے اخبار الحکم کا پہلا شمارہ ۸ اکتوبر ۱۸۹۷ء شائع ہو گیا۔ الحمد للہ۔ یہ اخبار ۱۸۹۷ء کے آخر تک ریاض ہند پریس امرتسر سے شائع ہوتا رہا۔ مگر جب قدرتِ خداوندی نے مجھے دیارِ محبوب میں پہنچایا، تو میرے ساتھ ہی ۱۸۹۸ء کے شروع میں ہی الحکم مرکزِ احمدیت قادیان منتقل ہو گیا قادیان میں ان دنوں کافی تکلیفیں تھیں، گل کش اور کاتب لوگ قادیان آنے کو تیار نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کیلئے سارے سامان پیدا کر دیئے۔

قدرت نے آپ کو زود نویسی کا زبردست جوہر ودیعت کر رکھا تھا جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فیضِ صحبت نے چار چاند لگا دیئے حضرت اقدس مسیح موعود خواہ مجالس میں ارشاد فرماتے یا سیر میں چلتے ہوئے گفتگو فرماتے آپ حضور اقدس کے ان ملفوظات و ارشادات کو کمال برق رفتاری سے قلمبند کر کے فوراً الحکم میں شائع کر دیتے۔ اس طرح الحکم کے ذریعہ حضور اقدس کی تازہ بتازہ وحی کی اشاعت کا بھی اس میں خاص اہتمام ہو گیا اسی طرح مرکزی کوائف اور بزرگانِ سلسلہ کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گراں قدر مضامین بھی چھپنے لگے۔ اور جماعت کے احباب گھر بیٹھے حضرت اقدس کے روحانی مائدہ سے لطف اندوز ہونے لگے چنانچہ یہ اخبار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا مستند ترین ذخیرہ کے علاوہ جماعت کے ایک نئے دور کا سنگ میل بن گیا۔

آپ کی ساری زندگی جماعت کی قلمی خدمت میں گزری خصوصاً تاریخ احمدیت سے آپ کو آخر تک ایک خاص شغف رہا آپ نے اپنے صحافتی اور دیگر علمی فرائض کے ساتھ ساتھ "حیات النبی اور حیاتِ احمد" کے نام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کے حالات شائع کیے۔ علاوہ ازیں "سیرت مسیح موعود" کے نام پر تین مبسوط جلدیں لکھیں جو آپ کی زندگی میں ہی چھپ کر شائع ہو گئیں، مختلف صحابہ اور مذہبی لیڈروں کے نام حضرت اقدس نے جو خطوط، لکھے ان کا بہت بڑا ریکارڈ بھی آپ نے شائع کر کے محفوظ کر دیا الغرض حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی (تراب رضی اللہ عنہ) اخبار الحکم کے بانی ہی نہیں ہیں بلکہ احمدیّت کے سب سے پہلے صحافی اور تاریخِ احمدیت کے مورّخِ اول بھی تھے۔

جماعت احمدیہ کے بزرگ مخلص، باہمت صحافی اور پہلے مورخ ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء میں اسکندر آباد ہندوستان میں ۸۲ سال کی عمر میں اس دنیاء فانی سے رخصت ہو گئے۔

جماعتِ احمدیّہ کی تدریجی صد سالہ ترقّی

ہر ایک زندہ اور ترقی پذیر عنصر کیلئے پوری کائنات میں تدریج کا جو قدرتی اصول ہمیں کارفرما نظر آتا ہے، وہی اصول فدائی اور آسمانی سلسلوں میں ہمیشہ موجود رہا ہے جس پر مذہب کی چھ ہزار سالہ تاریخ شاہدِ ناطق ہے، اس زاویہ نگاہ سے

جماعت احمدیہ کی شاندار تدریجی ترقی اس کی حقانیت کا ناقابل تردید ثبوت اور بیسویں صدی کا انتہائی حیرت انگیز واقعہ ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ احمدیہ نے آج سے سو سال قبل ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء (مطابق ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ) کو جب لدھیانہ میں پہلی بیعت لی تو اس وقت صرف چالیس نفوس داخلِ جماعت ہوئے۔ ظاہر پرست اور مادّی نگاہوں نے اس کو ذرّہ بھر اہمیت نہیں دی۔ لدھیانہ والوں نے اسے لائق التفات سمجھا نہ پنجاب پریس نے کوئی دو سطری خبر ہی شائع کی۔ اہلِ ملک کو اس وقت علم ہوا جب مذہبی اور سرکاری حلقے اس کی مخالفت میں دیکھتے ہی دیکھتے جمع ہو گئے۔ اور آپ کے اور آپ کے مٹھی بھر مریدوں کے خلاف پورے برصغیر میں شورِ قیامت برپا ہو گیا۔ ۱۸۹۱ء میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں صرف ۷۵ احباب شامل ہوئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے "دعویٰ مسیحیت کی پہلی تصنیف "فتح اسلام" میں نصیحت فرمائی کہ:

"اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اس کی روشنی سے شناخت کرو گے، میں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے، اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوحِ حافظہ سے بھلا دو۔"

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

مکرم مولانا دوست محمد شاہد (مورخ احمدیت)

نیز واضح پیشگوئی فرمائی کہ "وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دِلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے" (فتح اسلام ۔ صہ ۲۱، ۲۲ مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر، جمادی اول ۱۳۰۸ھ مطابق جنوری ۱۸۹۱ء)

اس آواز پر علماء وقت نے آپکے خلاف متحدہ محاذ قائم کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ آپ کی تحریک کو پیوندِ خاک کر دیں گے، بلکہ نہایت حقارت آمیز انداز میں خبر دی کہ "اس فرقہ کو اتباع مسیلمہ کذاب و اسود عنسی و امثالہا پر قیاس کرنا چاہیئے .... اور عنقریب انشاءاللہ تعالیٰ ... خدا اس کو مضمحل و نیست و نابود کر دے گا"۔ (اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی صہ ۹-۱۲ از مولوی عبدالاحد خانپوری مطبوعہ چودھویں صدی پریس راولپنڈی ۱۹۰۱ء)

احمدیت کو اب تک مصائب کی آندھیوں اور مشکلات کے طوفانوں کو چیرتے ہوئے مندرجہ ذیل چار اہم ادوار میں سے گزرنا پڑا۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء تا ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء

اس دور کے پہلے انیس سال سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی براہ راست قیادت جماعت احمدیہ کو میسر آئی اور آپ کی مقدس زندگی میں ہی یہ مقدس گروہ چار لاکھ کی تعداد تک پہنچ گیا۔ اور احمدیت کا بیج ہندوستان، افغانستان، مشرقی افریقہ، طرابلس شام، مالدیپ، سیلون، ماریشس، بخارا، بغداد، ترکی، طائف شریف، مکہ اور آسٹریلیا میں بویا گیا، امریکہ میں آپ ہی کے ذریعہ پہلا شخص حلقہ بگوشِ اسلام ہوا یعنی روزنامہ گزٹ کے ایڈیٹر الیگزنڈر رسل ویب۔ بعد ازاں دشمنِ اسلام جان الیگزنڈر ڈوئی (۱۸۴۷-۱۹۰۷ء) اور اس کے مشن کی عبرتناک تباہی کے جلالی نشان نے جدید دنیا میں آپ کی دھوم مچا دی اور "بوسٹن ہیرلڈ" نے اپنے سنڈے ایڈیشن (مورخہ ۲۳ جون ۱۹۰۷ء) میں اس نشان کی زبردست تفصیلات کو مع حضور کے مبارک فوٹو کے ملک کے کونہ کونہ تک پہنچا دیا۔

حضور کی تحریرات کے انگریزی تراجم رسالہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) کے ذریعہ آپ کی زندگی میں ہی مشرقی و مغربی ممالک میں پہنچ گئے اور دنیا کے مفکروں اور دانشوروں نے ان پر خراج تحسین ادا کیا۔ روسی ریفارمر کونٹ ٹالسٹائی نے ۲۹ جون ۱۹۰۳ء کے ایک مکتوب میں اعتراف کیا کہ مضامین میں نہایت ہی شاندار اور صداقت سے بھرے ہوئے خیالات ظاہر کئے گئے ہیں (ذکر حبیب صہ ۲۴۴ از حضرت مفتی محمد صادق صاحب)۔

قادیان جو دنیا کی ایک گمنام بستی تھی، حضرت اقدس کی زندگی میں مرجع خلائق بن گئی چنانچہ مئی ۱۸۹۷ء میں ترکی کے نائب سفیر جناب حسین کامی قادیان تشریف لائے اور حضرت اقدسؑ کی خدمت میں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ

اپنی تائیدات، اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا اور اسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے، پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو، اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا مگر تم نے دیکھا ہے کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شاملِ حال ہو رہی ہے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ۱۱۸)

"تم
دیکھتے ہو کہ باوجود تمہاری سخت مخالفت اور
مخالفانہ دعاؤں کے، اس نے مجھے نہیں
چھوڑا۔ اور ہر میدان میں وہ میرا حامی رہا
ہر ایک پتھر جو میرے پر چلایا گیا اس نے اپنے ہاتھوں پر لے لیا ہر ایک تیر جو مجھے مارا گیا اس نے وہی تیر دشمنوں کی طرف لوٹا دیا میں بے کس تھا اس نے مجھے پناہ دی، میں اکیلا تھا اس نے مجھے اپنے
دامن میں لے لیا، میں کچھ بھی چیز نہ تھا
مجھے اس نے عزت کے ساتھ شہرت دی
اور لاکھوں انسانوں کو میرا ارادت مند کر دیا۔
(براہین احمدیہ جلد پنجم صہ ۱۴۱، ۴۲)

درخواست دعا کی۔ نومبر ۱۹۰۱ء میں ایک برطانوی سیاح مسٹر ڈکسن نے مرکز احمدیت کی زیارت کی۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں ایک آسٹریلین نومسلم عبدالحق قادیان حاضر ہوا۔ نومبر ۱۹۰۷ء میں ایک روسی سیاح جس کا نام بھی ڈکسن تھا قادیان پہنچا۔ ۷ / اپریل ۱۹۰۸ء کو شکاگو کے ایک امریکن سیاح نے بھی قادیان کا سفر اختیار کیا اور حضرت اقدس سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان کے ساتھ ایک سکاچ انگریز بھی تھے۔

سب سے پہلے انگریز جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی ویٹ جان تھے جن کے والد کا نام مسٹر جان ویٹ تھا۔ یہ بزرگ ان دنوں ویٹ فیل احاطہ مدراس میں بود و باش رکھتے تھے رجسٹر بیعت میں آپ کا نام ۱۳ / جنوری ۱۸۹۲ء کی تاریخ میں ۱۹۵ پر درج شدہ ہے۔ انگلستان میں حضور کی وفات کے بعد ۱۹۱۷ء میں داخل ہونے والے پہلے انگریز مسٹر سپیرو (SPARROW) تھے۔ مگر ایک برطانوی نژاد خاتون ایلزبیتھ حضور کی زندگی میں ہی ایمان لائیں، حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے قلم مبارک سے امریکہ کے مندرجہ ذیل دو مبائعین کا ذکر فرمایا ہے:

۱۔ ایف ایل اینڈرسن (اسلامی نام حسن) نمبر ۲۰۲ ۔ ۲۰۰ ورتھ سٹریٹ نیو یارک۔
۲۔ ڈاکٹر اے جارج بیکر۔ نمبر ۴۰۴ سیس کوئی ھینا ایونیو فلاڈلفیا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صہ ۸۱)

حضور نے ۳ / ستمبر ۱۹۰۴ء کو "لیکچر لاہور" میں فرمایا "میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے اسی وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسٰی کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتوں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ بت کچھ چیز نہیں، اور گو وہ لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں، لیکن کچھ شک نہیں کہ ہزار ہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسیاں انہوں نے اپنے گلے پر سے اتار دی ہیں اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہو گئے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایت الٰہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکہ دے کر سچی اور کامل توحید کے اس دارالامان میں داخل کر دے گی جس کے ساتھ کامل محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے یہ امید میری

محض خیالی نہیں ہے، بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے"۔

(لیکچر لاہور صہ ۳۵ طبع اوّل)

اس طرح اسی عہد مبارک میں آسمان پر مسلم یورپ اور مسلم امریکہ کی بنیاد رکھ دی گئی۔ علاوہ ازیں احمدیت کے عالمی اور دائمی

غلبہ کیلئے حضرت اقدس کے ہاتھوں قیامت تک قائم رہنے والے ایک روحانی اور پر شکوہ مینار کی تعمیر کا بھی آغاز ہوا، جس کی اساس پانچ اجزاء پر تھی :-

۱۔ حضور کا بلند پایہ لٹریچر ۲۔ نصرت جہاں کیلئے ایک مبارک خاندان ۳۔ نظام وصیت ۴۔ صدر انجمن احمدیہ کا انتظامی ادارہ ۔ ۵۔ خلافت کا آسمانی نظام جس کا وعدہ قرآن و حدیث میں پہلے سے موجود ہے۔ اور جس کے قیام کی بھاری بشارت آپ کو وفات سے قبل بھی دی گئی، جیسا کہ

رسالہ الوصیت سے صاف عیاں ہے' چنانچہ عین اس ربانی پیشگوئی کے مطابق حضرت اقدس کے وصال کے بعد سلسلہ احمدیہ میں قدرتِ ثانیہ کا بابرکت نظام معرض وجود میں آگیا اور حضرت حافظ حاجی الحرمین مولانا نورالدین پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کے چھ سالہ عہد خلافت میں ہزاروں سعید روحیں داخل احمدیت ہوئیں اور نہ صرف احمدیہ پریس میں نمایاں اضافہ ہوا بلکہ جماعت کی پبلک عمارتوں اور اموال میں بھی خاصی ترقی ہوئی اور نظام خلافت کے خلاف اٹھنے والے فتنے پاش پاش ہوگئے۔

دُوسرا دور

۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء تا ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۹ء

سیدنا محمود المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے ۱۲ر اپریل ۱۹۱۴ء کو برصغیر کی احمدی جماعتوں کے معزز نمائندگان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

تبلیغ:- "پہلا فرض خلیفہ کا تبلیغ ہے جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے۔ اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دُعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔ میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے میں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس جوش کو پاتا تھا۔ اور دُعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں۔ میں نہیں سمجھتا تھا اور نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ جوش اُنس اسلام کی خدمت کا میری فطرت میں کیوں ڈالا گیا۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ جوش بہت پُرانا رہا ہے۔ غرض اسی جوش اور خواہش کی بناء پر میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کی کہ

میرے ہاتھ سے تبلیغ اسلام کا کام ہو

اور میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے میری ان دُعاؤں کے جواب میں بڑی بشارتیں دی ہیں۔ غرض تبلیغ کے کام سے مجھے بڑی دلچسپی ہے یہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ دُعاؤں کو قبول کرتا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ سب دنیا ایک مذہب پر جمع نہیں ہو سکتی اور یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کو نہیں کر سکے اور کون ہے جو اسے کر سکے یا اس کا نام بھی لے۔ لیکن اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خادم اور غلام توفیق دیا جاوے کہ ایک حد تک تبلیغ اسلام کے کام کو کرے تو یہ اس کی اپنی خوبی اور کمال نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام ہے میرے دل میں تبلیغ کے لئے اتنی تڑپ تھی کہ میں حیران تھا اور سامان کے لحاظ سے بالکل قاصر پس میں اس کے حضور ہی جھکا اور دُعائیں کیں اور میرے پاس تھا ہی کیا؟ میں نے بار بار عرض کی کہ میرے پاس نہ علم ہے نہ دولت نہ کوئی جماعت ہے اور نہ کچھ اور ہے جس سے میں خدمت کر سکوں۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ اس نے میری دُعاؤں کو سُنا اور آپ ہی سامان کر دیئے اور تمہیں کھڑا کر دیا کہ میرے ساتھ ہو جاؤ +

پس آپ وہ قوم ہیں جس کو خدا نے چُن لیا۔ اور یہ میری دُعاؤں کا ایک ثمرہ ہے جو اس نے مجھے دکھایا۔ اس کو دیکھ کر میں یقین رکھتا ہوں کہ باقی ضروری سامان بھی وہ آپ ہی کرے گا۔ اور ان بشارتوں کو عملی رنگ میں دکھا دے گا اور اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہو گی اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گذرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے۔ کیونکہ آپ لوگ جو کام کریں گے وہ میرا ہی کام ہو گا +

اب تم یہ سوچ سکتے ہو کہ میری دلچسپی تبلیغ کے

"میں حضرت قدس کا باغ ہوں جو مجھے کاٹنے کا ارادہ کرے گا وہ خود کاٹا جائے گا مخالف روسیاہ ہوگا اور منکر شرمسار"

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ
(نشانِ آسمانی ص۳۷)

کام سے آج پیدا نہیں ہوئی۔ اس حالت سے پہلے بھی جہاں تک مجھے موقعہ ملا۔ مختلف رنگوں اور صورتوں میں تبلیغ کی تجویزیں کرتا رہا۔ وہ جوش اور دلچسپی جو فطرتاً مجھے اس کام سے تھی اور اس راہ کے اختیار کرنے کی جو بے اختیار کشش میرے دل میں ہوتی تھی۔ اس کی حقیقت کو بھی اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے کام میں داخل تھا۔ ورنہ جب تک اللہ تعالیٰ ایک فطرتی جوش اس کے لئے میری رُوح میں نہ رکھ دیتا میں کیونکر اسے سرانجام دے سکتا تھا۔

اب میں آپ سے مشورہ چاہتا ہوں کہ تبلیغ کے لئے کیا کیا جاوے ؛

میں جو کچھ اس کے متعلق ارادہ رکھتا ہوں وہ میں بتا دیتا ہوں مگر تم سوچو اور غور کرو کہ اس کی تکمیل کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اور ان تجاویز کو عملی رنگ میں لانے کے واسطے کیا کرنا چاہیئے ؛

ہر زبان کے مبلغ ہوں :- میں چاہتا ہوں کہ ہم میں ایسے لوگ ہوں جو ہر ایک زبان کے سیکھنے والے اور پھر جاننے والے ہوں تاکہ ہم ہر ایک زبان میں آسانی کے ساتھ تبلیغ کر سکیں۔ اس کے متعلق میرے بڑے بڑے ارادے اور تجاویز ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر یقین رکھتا ہوں کہ خدا نے زندگی دی اور توفیق دی اور پھر اپنے فضل سے اسباب سے کام لینے کی توفیق ملی تو اپنے وقت پر ظاہر ہو جاویں گے۔ غرض میں تمام زبانوں اور تمام قوموں میں تبلیغ کا ارادہ رکھتا ہوں اس لئے کہ یہ میرا کام ہے کہ تبلیغ کروں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ بڑا ارادہ ہے اور بہت کچھ چاہتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا ہی کے حضور سے سب کچھ آوے گا۔ میرا خدا قادر ہے جس نے یہ کام میرے سپرد کیا ہے وہی مجھے اس سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق اور طاقت دے گا۔ کیونکہ ساری طاقت کا مالک تو وہ آپ ہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے بہت آدمیوں کی ضرورت ہے مگر اس کے خزانوں میں کس چیز کی کمی ہے کیا اس سے پہلے ہم اس کے عجائبات قدرت کے تماشے دیکھ نہیں چکے۔ یہ جگہ جس کو کوئی جانتا بھی نہیں تھا اس کے مامور کے باعث دنیا میں شہرت یافتہ ہے اور جس طرح پر خدا نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ ہزاروں نہیں لاکھوں لاکھ روپیہ اس کے کاموں کی تکمیل کے لئے اس نے آپ بھیج دیا اس نے وعدہ کیا تھا۔ ینصرک رجال نوحی الیھم۔ تیری مدد ایسے لوگ کریں گے جن کو ہم خود وحی کریں گے۔ پس میں جب کہ جانتا ہوں کہ جو کام میرے سپرد ہوا ہے یہ اسی کا کام ہے اور میں نے یہ کام خود اس سے طلب نہیں کیا خدا نے خود دیا ہے تو وہ انہی رجال کو وحی کرے گا جو مسیح موعودؑ کے وقت وحی کئے جاتے تھے ؛

پس میرے دوستو! روپیہ کے معاملہ میں گھبرانے اور فکر کرنے کی کوئی بات نہیں۔ وہ آپ سامان کرے گا۔ آپ ان سعادت مند روحوں کو میرے پاس لائے گا جو ان کاموں میں میری مددگار ہوں گی ؛

میں خیالی طور پر نہیں کامل یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ ان کاموں کی تکمیل و اجراء کے لئے کسی محاسب کی تحریکیں کام نہیں دیں گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود سے خود وعدہ کیا ہے ینصرک رجال نوحی الیھم۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم وحی کریں گے۔ پس ہمارے محاسب کا عہدہ خود خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ روپیہ دینے کی تحریک ہم خود لوگوں کے دلوں میں کریں گے۔ ہاں جمع کا لفظ استعمال کر کے بتایا کہ بعض انسان بھی ہماری اس تحریک کو پھیلا کر ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ پس خدا آپ ہی ہمارا محاسب اور محصّل ہو گا۔ اسی کے پاس ہمارے سب خزانے ہیں۔ اس نے آپ ہی وعدہ کیا ہے کہ ینصرک رجال نوحی الیھم پھر ہمیں کیا فکر ہے؟ ہاں ثواب کا ایک موقعہ ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاتا ہے ؛"

"منصب خلافت" صفحہ ۱۶ تا ۱۹
مطبوعہ ۱۵ر جون ۱۹۱۴ء۔ قادیان

حضرت سیدنا مصلح موعودؓ نے یہ **پُرشوکت اعلان خالصتہً الہامی** وعدوں اور آسمانی بشارتوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے فرمایا، ورنہ اس وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان کا خزانہ خالی تھا اور صرف چند آنوں کے پیسے باقی تھے اور خود انجمن کے بعض عمائدین آپ کے خلاف صف آراء تھے اور آپ کو ناکام کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ اور بظاہر یہی دکھلائی دیتا تھا کہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ مگر سچے وعدوں والے خدا نے اپنے فضلوں کے ایسے دروازے کھول دیئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے دنیا بھر میں اسلامی مشنوں کا گویا جال بچھ گیا اور اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشھد ان محمد رسول اللہ کے سرمدی نغموں سے مشرق و مغرب کی فضائیں گونجنے لگیں۔

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں"

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ
(کشتی نوحؑ صـ۵۶)

چنانچہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۳۹ء تک جن ممالک میں تبلیغی مِشن قائم ہو گئے، ان کے نام یہ ہیں :

اِنگلستان (اپریل ۱۹۱۴ء) ماریشس (جون ۱۹۱۵ء) امریکہ (فروری ۱۹۲۰ء) گولڈ کوسٹ، نائیجریا (فروری ۱۹۲۱ء) مصر (مارچ ۱۹۲۲ء) جرمنی (آخر ۱۹۲۳ء) ایران (اکتوبر ۱۹۲۴ء) شام فلسطین (جولائی ۱۹۲۵ء) سماٹرا و جاوا (ستمبر ۱۹۲۵ء) مشرقی افریقہ (نومبر ۱۹۳۴ء) سنگاپور، چین، جاپان (مئی جون ۱۹۳۵ء) ہنگری، جنوبی امریکہ، اٹلی، سپین، البانیہ (فروری ۱۹۳۶ء)

تیسرا دور

جنوری ۱۹۴۰ء تا ۸ نومبر ۱۹۶۵ء

یہ دور خونچکاں واقعات سے رنگین اور نہایت درجہ پر آشوب دور تھا مثلاً برصغیر میں وسیع پیمانہ پر فسادات حضرت مصلح موعود اور لاکھوں احمدیوں کی مشرقی پنجاب سے ہجرت ۱۹۵۳ء کی خونریز ایجی ٹیشن، حضرت مصلح موعود پر ایک سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق قاتلانہ حملہ۔

مگر خدائی قدرتوں کی تجلیات ملاحظہ ہوں کہ اسی دور میں ربوہ کا فعال اور عالمی مرکز قائم ہوا جس کو دیکھ کر ایک عالم حیرت زدہ ہے۔ علاوہ ازیں سلطان القلم کے شاگردوں اور حضرت مصلح موعود کے خادموں نے مندرجہ ذیل ممالک میں مِشن قائم کر کے دین مصطفٰے کے جھنڈے گاڑ دیے۔

سپین (احیاء مِشن مئی ۱۹۴۶ء) ہالینڈ (جولائی ۱۹۴۶ء) عدن (اگست ۱۹۴۶ء) سوئٹزر لینڈ (اکتوبر ۱۹۴۶ء) بورنیو (جون ۱۹۴۷ء) جرمنی (احیاء مِشن جنوری ۱۹۴۹ء) مسقط (فروری ۱۹۴۹ء) لائبیریا (جنوری ۱۹۵۶ء) سنگاڑے نیویا (جون ۱۹۵۶ء) فجی (اکتوبر ۱۹۶۰ء) آئیوری کوسٹ (جولائی ۱۹۶۱ء)

چوتھا دور

۹ نومبر ۱۹۶۵ء تا فروری ۱۹۸۹ء

یہ دَور بھی ایک مہتم بالشان اور موعود دور ہے جو ترقیات و فتوحات سے معمور ہے، حضرت مصلح موعود کو ایک رویاء میں یہ خبر دی گئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح آپ کو بھی دو قائم مقام عطا کئے جائیں گے چنانچہ آج سے ستّر برس قبل حضور نے ۶ مارچ ۱۹۱۹ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے یہ مبشر رویاء بیان فرمائی کہ :

"میں نے دیکھا کہ میں بیت الدعا میں بیٹھا تشہد کی حالت میں دعا کر رہا ہوں کہ الٰہی میرا انجام ایسا ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم کا ہوا۔ پھر جوش میں آکر کھڑا ہو گیا ہوں اور یہی دعا کر رہا ہوں کہ دروازہ کھلا ہے اور میر محمد اسمٰعیل صاحب اس میں کھڑے روشنی کر رہے ہیں۔ اسمٰعیل کے معنٰی ہیں خدا نے سن لی اور ابراہیمی انجام سے مراد حضرت ابراہیم کا انجام ہے

کہ ان کے فوت ہونے پر خدا

"اے سننے والو!
سنو!
کہ خدا تم سے
کیا چاہتا ہے
بس یہی
کہ تم
اسی کے
ہو جاؤ
اس کے ساتھ
کسی کو بھی
شریک نہ کرو
نہ آسمان میں
اور
نہ زمین میں"

(سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

تعالیٰ نے حضرت اسحاق اور حضرت اسمٰعیل دو قائمقام کھڑے کر دیئے یہ ایک طرح کی بشارت ہے جس سے آپ لوگوں کو خوش ہو جانا چاہیئے۔ (عرفان الٰہی صفحہ ۱۷ مطبوعہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء قادیان)

اس بشارت کے مطابق پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی مبارک قیادت میں اور پھر ۱۰ جون ۱۹۸۲ء سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ولولہ انگیز دور خلافت میں سلسلہ احمدیہ کو علمی، دینی، روحانی، انتظامی اور تبلیغی، غرضیکہ ہر اعتبار سے ایسا عرفان نصیب ہوا ہے جو اپنی نظیر آپ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء کو صد سالہ جوبلی منصوبہ کا اعلان فرمایا تھا جس کی شاندار عملی تشکیل و تکمیل خلافت رابعہ میں پوری شان و شوکت سے ہو رہی ہے۔

۱۸۶۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا کہ

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۲۰، ۵۲۱ حاشیہ در حاشیہ ۳ مطبوعہ ۱۸۸۴ء مطبع ریاض ہند امرتسر)

یہ آسمانی خبر جماعت احمدیہ کے قیام سے بھی اکیس سال قبل دی گئی۔ جبکہ حضرت اقدس کو اپنے گاؤں میں بھی بہت کم لوگ جانتے تھے۔ اس وعدہ ربانی پر معاندین احمدیت نے خوب مذاق اڑایا مگر اس کا پہلا حیرت انگیز ظہور خلافت ثالثہ کے آغاز میں ہوا۔ جبکہ الحاج سر ایف ایم سنگھاٹے پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گیمبیا ملک کے ایکٹنگ گورنر جنرل کے عہدہ پر فائز ہوئے اور ان کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے انہیں بذریعہ ڈاک حضرت مسیح موعودؑ کا مقدس تبرک عطا فرمایا۔

فروری ۱۹۶۸ء میں کینیڈا میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔ ۲۴ مئی ۱۹۷۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے افریقی ممالک (ارض بلال) کی تعلیمی اور طبی خدمات کے لیئے نصرت جہاں سکیم کی بنیاد رکھی جس کے تحت چند سال کے اندر اندر مغربی افریقہ میں متعدد سکول اور کئی میڈیکل سنٹر جاری ہو گئے، دنیائے اسلام میں اپنی نوعیت میں یہ واحد اور مثالی ادارہ ہے جو اہل افریقہ کی شاندار خدمات بجا لا رہا ہے۔

۷ جولائی ۱۹۷۲ء کو حضور نے تراجم قرآن کے ایک پانچسالہ منصوبہ کا اعلان فرمایا جس کے مطابق قرآن مجید کے تراجم دس لاکھ کی تعداد میں اشاعت پذیر ہوئے۔ ۹ مارچ ۱۹۷۹ء کو قرطبہ میں نئے اسلامی مشن کا قیام ہوا۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۷۹ء کو عالمی شہرت یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو نوبل پرائز ملا۔

انگلستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ۱۳ ستمبر ۱۹۸۰ء کو مانچسٹر اور ہڈرزفیلڈ مشنوں کا اور ۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو بریڈ فورڈ مشن کا افتتاح فرمایا اور اس کے چند روز بعد ۹ اکتوبر کو سپین میں تعمیر ہونے والی مسجد بشارت (پیڈرو آباد) کا اپنے دستِ مبارک سے سنگ بنیاد رکھا۔ سپین کی تاریخ میں یہ

"ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا"

(سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

پہلی مسجد ہے جو سقوط سپین کے ۷۴۰ سال کے طویل عرصہ کے بعد تعمیر ہوئی اور اس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ کو عمل میں آیا۔

۷ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو انگلستان میں حضور نے کرائیڈن مشن کا افتتاح کیا۔ اس سال ۸ ممالک میں نئے مشن قائم ہوئے اور "نصرت جہاں" کا بجٹ ساڑھے چار کروڑ سے متجاوز ہو گیا۔

۳۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آسٹریلیا کی پہلی مسجد۔ المسجد بیت الھدیٰ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ دسمبر ۱۹۸۳ء کے سالانہ جلسہ ربوہ پر قدوسیوں اور طیور ابراہیمی کی تعداد پونے تین لاکھ تک پہنچ گئی۔ اور اس میں ۱۸ ممالک کے ۸۷ مندوبین نے شرکت فرمائی۔ اس سال غرناطہ، وینکوور، آکسفورڈ میں نئے مشن قائم ہوئے اور ۲۷ نئی جماعتیں معرض وجود میں آئیں اور دنیا کے ۳۸ ممالک میں احمدی مشنوں کی تعداد ۲۴۰ تک پہنچ گئی۔ ضیاء حکومت کے رسوائے عالم مخالفِ احمدیت آرڈیننس کے نفاذ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہجرت انگلستان (۲۹، ۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء) کے بعد احمدیت کا ایک نیا انقلاب آفریں دور شروع ہوا۔ چنانچہ حضور نے یہاں بدلے ہوئے اور نئے تقاضوں کے پیشِ نظر صد سالہ جوبلی کی عالمی تیاری کیلئے جدید نظام عمل قائم فرمایا۔ ٹلفورڈ میں اسلام آباد کے نام سے ایک عظیم فعال مرکز کی بنیاد رکھی جس کا باقاعدہ افتتاح ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ہوا۔ اس جدید اور مثالی مرکز میں ۵، ۶، ۷ اپریل ۱۹۸۵ء کو پہلا سالانہ جلسہ انگلستان ہوا جس میں کم و بیش ۴۸ ممالک کے ہزار ہا عشاق احمدیت نے شرکت کی۔ اسی سال ستمبر ۱۹۸۵ء میں برازیل کے نئے مشن کا قیام ہوا۔

اگلے سال ۶ اپریل ۱۹۸۶ء کو اسلام آباد میں کمپیوٹرائزڈ پریس کا افتتاح ہوا جس سے مختلف عالمی زبانوں میں اشاعت لٹریچر کا کام نہایت برق رفتاری سے شروع ہو گیا۔ دوسری طرف دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیت کا اثر و نفوذ بھی تیزی کیساتھ بڑھنے لگا۔ چنانچہ اپریل ۱۹۸۶ء تا مارچ ۱۹۸۷ء کے صرف ایک سال کے مختصر عرصہ میں پاکستان کے علاوہ ۲۵۸ نئی جماعتوں کا قیام ہوا۔ اور اگست ۱۹۸۷ء تک احمدیت ۱۱۴ ممالک میں داخل ہو گئی۔ اس سال جلسہ سالانہ انگلستان کی مقدس تقریب پر ایک بار پھر بادشاہوں کے برکت اٹھانے سے متعلق حیرت انگیز نشان کا ظہور ہوا اور حضرت امام ھمام ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے افریقہ کے

دو احمدی بادشاہوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کا تبرک عطا فرمایا،

حضور نے اس موقع پر فرمایا:

"پچانوے سالوں میں اکانوے ممالک میں احمدیت داخل ہوئی تھی اور میرے یہاں آنے کے بعد اب صرف تین سال کے عرصہ میں اور تین سال بھی وہ جس میں مخالفین نے جماعت کو مٹانے کی کوشش کی ہے خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے تئیس ۲۳ نئے ممالک احمدیت کو عطا فرمائے اور امسال ۸۷، ۱۹۸۶ میں چھ نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے"۔

ان ممالک کے نام یہ ہیں:۔ کانگو، پاپوا نیوگنی، فن لینڈ، آئس لینڈ، پرتگال، لوزو، اگلے سال

"میں بعیت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اس خدا قادر کے وعدے سچے ہیں اور میں آنے والے دنوں کو ایسے دیکھتا ہوں کہ گویا وہ آ چکے ہیں"

(سیدنا حضرت مسیح موعودؑ)

۸۸-۱۹۸۷ء میں پاکستان کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں ۲۱۴ نئی جماعتیں منصہ شہود پر آئیں اور پانچ نئے ملکوں کے اضافہ کے ساتھ ۱۱۷ ممالک میں احمدیت کا نور پھیل گیا اور اب ۱۹۸۹ء کے آغاز میں یہ تعداد خدا کے فضل و کرم سے ۱۲۰ تک پہنچ گئی ہے اور معاندینِ احمدیت کھلے بندوں یہ اعتراف کر رہے ہیں کہ

"قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے جب سے اپنا مستقر لندن منتقل کیا ہے ... اربوں کھربوں کے منصوبے شروع کر دیے ہیں"

(رسالہ "ختم نبوت" کراچی ۱۴ مئی ۱۹۸۷ء پشت ورق)

احمدیت کا شاندار مستقبل

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ .... نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگیگا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں۔ اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹیگا نہ کند ہوگا جب تک دجّالیت کو پاش پاش نہ کر دے

وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صہ)

"میں تو
ایک تخم ریزی
کرنے آیا ہوں
سو میرے
ہاتھ سے
وہ
تخم بویا گیا
اور اب وہ
بڑھے گا
اور پھولے گا
اور کوئی نہیں
جو
اس کو
روک سکے"

(حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

قرآن کریم کی عالمگیر اشاعت

صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر سو زبانوں میں تراجم قرآن کی پیشکش

چند نمونے

جرمن

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

4. Und unter den anderen[216] von ihnen, die sich ihnen noch nicht zugesellt haben. Er ist der Allmächtige, der Allweise.

اردو

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

اوران کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک اُن سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

انگریزی

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

4. And *among* others from among them who have not yet joined them. He is the Mighty, the Wise.

سویڈش

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

4. Och (Han kommer att uppresa honom bland) andra av dem vilka (ännu) icke har förenat sig med dem. Han är den Mäktige, den Vise.

فرانسیسی

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

4. Et *Il le suscitera parmi* d'autres des leurs, qui ne se sont pas *encore* joints à eux. Il est le Puissant, le Sage.

"میں
بار بار کہتا ہوں
اور
بلند آواز سے کہتا ہوں
کہ قرآن اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے سچی
محبت رکھنا
اور سچی تابعداری
اختیار کرنا
انسان کو
صاحب کرامات
بنا دیتا ہے"

حضرت اقدس مسیح موعودؑ

پرتگیزی

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

4. E entre os outros deles que ainda se lhes não juntaram. Ele é o Poderoso, o Sábio.

ڈچ

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

4 En ook anderen die dezen (gelovigen) nog niet hebben ontmoet. Hij is de Almachtige, de Alwijze.

یوروبا

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

Ati awọn miran ninu wọn ti nwọn ko i ti i wa laarin wọn. On si jẹ Alagbara julọ, Ọlọgbọn julọ.

انڈونیشین

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

4. Dan *Dia akan membangkitkannya di tengah-tengah suatu golongan* lain dari antara mereka, yang belum *pernah* bergabung dengan mereka.[3046] Dan Dia-lah Yang Mahaperkasa, Mahabijaksana.

لوگنڈا

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

4. Era (alituma n'eri) abalala mu bo abatannabeegattako, era ye wa maanyi nnyo mugezi nnyo.

سواحیلی

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝۴

4. Na kwa wengine miongoni mwao walio bado kuungana nao; na Yeye ni Mwenye nguvu, Mwenye hekima.

فجین

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝۴

4. Mai na kedra maliwa eso tale vei ira ka ra sa bera ni mai cokovata kei ira. Sai Koya na Qaqa, na Vuku.

کورین

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝۴

4. 그밖에 아직 그들을 뒤따르지 못한 자들 중에서도 그를 일으켜세우실 것이니2555하나님께서는 강하시고 현명하신 분이시니라.

روسی

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝۴

4. И *Он воздвигнет его среди* других из них, которые не присоединились еще к ним. Он — Могуч, Мудр.

اٹالین

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝۴

4. Ed *Egli lo susciterà fra* altri di loro, che non si sono *ancora* uniti ad essi. Egli è il Potente, il Sapiente.

کیکویو

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝۴

4. Na thĩinĩ wa amwe angĩ moi mĩte o thĩinĩ wao matarĩ maatonyana nao. Wee nĩwe Hoti, Mũũgĩ.

گورمکھی

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝۴

ਵੀ ਉਹ ਉਸ ਨੂੰ ਭੇਜੇਗਾ, ਜੋ ਅਜੇ ਤਕ ਓਹਨਾਂ ਨਾਲ ਨਹੀਂ ਮਿਲੀ। ਉਹ ਵੱਡਾ ਬਲਵਾਨ (ਤੇ) ਯੁਕਤੀਮਾਨ ਹੈ ।੪।

ڈینش

اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴

gen, den Hellige, den Almægtige, den Alviise. 3. (Det er) Ham, Som oprejste blandt de analfabetiske (arabere) et Sendebud fra deres egne rækker, som forelæser dem Hans tegn og renser dem og lærer dem Bogen og Viisdommen, og det skønt de tidligere var i åbenlys vildfarelse. 4. Og

نُورِ فرقاں ہے جو سب نُوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ اَنوار کا دریا نِکلا

حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نِکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیّا نِکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دُکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نِکلا

(درثمین)

ابھی کل کی بات ہے کہ ایک ریٹائرڈ میجر ڈاکٹر صاحب کو ان کے روحانی پیشوا کی طرف سے حکم ملتا ہے کہ آپ نے دنیا کی خدمت کی عمر تو پوری کر لی اب باقی ماندہ بڑھاپے کو خدمتِ خلق میں لگا دیں اور ارض بلال کے بھائیوں کی طبی خدمت بجا لاویں۔ وہ اس ارشاد کی تعمیل میں خوشی خوشی ہزاروں میل دور مغربی افریقہ پہنچ جاتے ہیں اور سیرالیون کے شہر "بو" میں ایک چھوٹا سا مکان لے کر بیمار بھائیوں کی خدمت کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی دوائیوں سے بڑھ کر ان کی اپنی دعاؤں اور اپنے روحانی پیشوا اور بھائیوں کی دعاؤں کا فائدہ مریضوں کو پہنچتا ہے اور وہ بڑے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر اس چھوٹی سی ڈسپنسری کے سامنے صبح سویرے قطار اندر قطار کھڑے ہو جاتے ہیں تاکہ دوا کے ساتھ دعا بھی لے کر واپس جائیں۔ اور صحت یاب ہو کر اگلے دن دوسروں کو بھی ساتھ لاتے ہیں۔ مریضوں کی کثرت اور خدمت خلق کا شوق بوڑھے ڈاکٹر صاحب کو آرام بھی نہیں لینے دیتا اور اسی شوق اور جذبۂ خدمت کو اللہ تعالیٰ چار چاند لگا دیتا ہے اور آج جبکہ ان کی اس ابتدا پر صرف ۲۸ سال کا عرصہ گزرا ہے ان کی یاد میں ۲۸ بڑے بڑے ہسپتال ارض بلال کے مختلف حصوں میں سرگرم عمل ہیں اور ان ۲۸ سالوں میں وہ لاکھوں مریضوں کی جانیں بچانے میں کامیاب و کامران ہو چکے ہیں۔

جانتے ہو؟ کہ وہ فدائی ڈاکٹر کون تھا اور اس کا روحانی پیشوا کون؟ جن کے اخلاص اور خدمت خلق کی نیت کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما کر اس معمولی سے بیج کو اتنے مختصر سے عرصہ میں ایک پھل دار درخت بنا دیا۔ اگر نہیں تو سنیے کہ وہ مکرم ڈاکٹر میجر شاہنواز صاحب تھے جن کو ۱۹۶۰ء میں ان کے روحانی پیشوا امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضؓ نے افریقہ میں خدمت خلق کا پہلا طبی ادارہ قائم کرنے کے لیے بھجوایا تھا۔ ان کے پہنچنے کی خبر پڑھ کر ایک عیسائی مشنری نے اپنے ایک بین الاقوامی رسالے "ورلڈ کرسچین ڈائجسٹ" میں لکھا تھا:

"جس دن میں نے سیرالیون چھوڑا اس دن اسلام کا پہلا میڈیکل مشنری پہنچا۔ یہاں کے مقامی پریس نے بہت تھوڑی اور مختصر سی خبریں اس کے متعلق شائع کیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے کسی عیسائی لیڈر نے اس کا نوٹس نہ لیا مگر میرے نزدیک یہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ایک اور نشان ہے۔ مسلمان بھی عیسائی مشنوں کے طور طریق کو اپنا رہے ہیں اور یہ اسلامی طبی مشن بھی اس پروگرام کا ایک حصہ ہے جو جماعت احمدیہ چلا رہی ہے۔ جسے مغربی افریقہ میں اسلامی انقلاب لانے کے لیے پیش رو کی حیثیت حاصل ہے"

(روزنامہ الفضل ۲۵ صلح ۱۳۵۳ھش)

بیج درخت کی شکل میں!

طبی میدان میں خدمت خلق کا یہ معمولی سا بیج جو جماعت احمدیہ کے دوسرے امام نے پہلے سیرالیون کی سرزمین میں ڈالا، پھر دوسرا بیج ہزاروں میل دور نائیجیریا میں ریٹائرڈ کرنل مکرم ڈاکٹر محمد یوسف صاحب کے ذریعہ اور تیسرا بیج اس سے بھی دور ملک گیمبیا میں مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے ذریعہ بویا گیا۔ اسی دوران چوتھا بیج ایک بیمار مگر بلند ہمت ڈاکٹر مکرم ضیاء الدین صاحب کے ذریعہ کانو (نائیجیریا) میں بویا گیا۔ دس سالوں میں ان سے نکلنے والے ننھے منے پودوں نے اپنے ماحول کو جو فائدہ پہنچایا اس کو جماعت احمدیہ کے تیسرے امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور خدا سے دعائیں کیں اور خدائی اشارے ہی سے خدمت خلق کے ان اداروں کو بڑھانے کیلئے

"نصرت جہاں آگے بڑھو"

کا اعلان گیمبیا میں ہی ۱۹۷۰ء میں یوں فرمایا: "ہمیں غور و فکر کر کے

اللہ تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیئے کہ ہم کس طرح افریقن بھائیوں کی خدمت کر سکتے ہیں' آقا بن کے نہیں' بلکہ دوست اور ساتھی کی حیثیت سے' ہماری دولت خدمت خلق ہے اور یہی خدمت کا بہترین طریق ہے جس سے آنے والے دنوں میں سب انسان ایک خاندان کی طرح رہنا سیکھ جائیں گے'۔ (سیرالیون ڈیلی میل ۶ر مئی ۱۹۷۰ء)۔

پھر آپ نے واپسی پر ربوہ میں ایک خطبۂ جمعہ کے دوران فرمایا:

"میں افریقہ کے ان ممالک سے (نائیجیریا، غانا، آئیوری کوسٹ لائبیریا، سیرالیون، گیمبیا) جو فوری وعدے کر کے آیا ہوں وہ ۲۴۔۲۵ ہسپتال کھولنے کا ہے جسے ہم میڈیکل سنٹر کہتے ہیں اور تقریباً ۷۰۔۸۰ ہائی اسکول ان ممالک میں بنانے ہیں' اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو دعاؤں کے ساتھ اور تدبیر کے ساتھ یہ توفیق مانگنی چاہیئے کہ ہم کم از کم تیس ہیلتھ سنٹر دس سال کے اندر اندر کھول دیں' یہ کام بڑا ضروری ہے۔ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے نوجوانوں کے دل اور ہمارے بزرگ ڈاکٹروں کے دل بھی اس خدمت کے لیئے کھول دے اور تیار کر دے اور ان کے دل میں خدمت کا جذبہ پیدا کر دے"

(الفضل ۲۴ر جولائی ۷۰ء)

اخلاص اور فدائیت کے جذبہ میں ڈوبی ہوئی اس اپیل پر ہر قسم کے احمدی ڈاکٹروں نے اپنی خدمات افریقن بھائیوں کے لیئے پیش کرنی شروع کر دیں' اور اعلیٰ تعلیمیافتہ احمدیوں نے بطور ٹیچر اپنی خدمات بھی بکثرت پیش کیں'۔ ان واقفین میں سے حسب ضرورت وحالات انتخاب کر کے یکے بعد دیگرے احمدی ڈاکٹروں اور اساتذہ کی روانگی شروع ہوئی تو پہلا قرعہ پھر ایک ریٹائرڈ بریگیڈیئر ڈاکٹر مکرم غلام احمد صاحب کے نام نکلا جنہوں نے اپنی عمر کے آخری دنوں غانا کے دور افتادہ قصبہ "کوکوفو" میں جا کر دھونی رمائی اور اسطرح طبی میدان میں خدمت خلق کے دوسرے احمدیہ دور کا آغاز کر دیا۔ ان کے بعد اتنی سُرعت سے ڈاکٹروں نے سرزمین افریقہ پہنچ کر کام کرنا شروع کر دیا کہ جس سے افریقن بلکہ امریکن بھی حیران ہو گئے۔ ان کی حیرانی کا ایک واقعہ "نصرت جہاں آگے بڑھو" کے بانی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی زبانی پڑھیئے۔

"نصرت جہاں آگے بڑھو" پروگرام ۱۹۷۰ء میں میں نے جاری کیا تھا اور جلسہ سالانہ پر اس کا اعلان کیا تھا۔ اس وقت جماعت کے حالات کو دیکھ کر یہ خیال تھا کہ سات سال یا بہت ہی جلدی کر سکے تو پانچ سال میں اپنا وعدہ پورا کر سکوں گا۔ میں نے دعائیں کیں' جماعت نے دعائیں کیں' اور اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے' وہ منصوبہ جس کے متعلق ہمارے اندازے تھے کہ سات سال میں مکمل ہو گا خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈیڑھ دو سال میں وہ مکمل ہو گیا اور اس کا بڑا اثر ہوا۔ ایک امریکن مجھے غانا میں ملے وہ وہاں کے قبائلی روایات اور رہن سہن کے طریقوں پر Ph.D. کے لیئے اپنے مقالہ لکھ رہے تھے' اس نے ایک افریقن عورت سے شادی بھی کی ہوئی تھی۔ وہ ڈیڑھ سال کے بعد یہاں آئے' سیر کرتے پھر رہے تھے۔ یہاں ربوہ بھی آ گئے اور کہنے لگے کہ میں صرف یہ دیکھنے آیا ہوں کہ یہ جماعت کس چیز کی بنی ہوئی ہے' یہاں میرے سامنے تو بات نہیں کی لیکن ہمارے دوستوں سے کہنے لگا کہ امام جماعت احمدیہ نے افریقہ کے ممالک میں جو پروگرام (تعلیمی اور طبی اداروں کا) بنایا تھا' ہم نے سوچا کہ اگر ہم اتنا بڑا پروگرام طے کرتے تو باوجود ساری دنیا کی دولت ہمارے پاس ہونے کے ہم اس کو تیس سال نہیں مکمل کر سکتے تھے' مگر ابھی تو ایک سال نہیں گزرا کہ آپ کے کام شروع ہو گئے ہیں' تم کس طرح اور کیا کرتے ہو ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی۔

بات یہ ہے کہ ہم احمدی اس مٹی سے بنے ہوئے ہیں جو دنیا کی نگاہ میں حقیر ہے لیکن خدا کے ہاتھ میں وہ آلۂ کار بن چکی ہے' خدا فضل کرتا ہے اور کامیابیاں عطا کرتا ہے' ورنہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا۔ اور ہمارے مال کیا اور ہماری عقلیں اور فراست کیا۔ نتیجے اور تدبیر اور کوشش کا آپس میں کوئی بھی تو مقابلہ نہیں" ۔ ("الفضل ۱۳ر دسمبر ۱۹۷۵ء)

خوشبو آں است کہ خود بگوید

خدمت خلق کے ان طبی اداروں کی خوشبو نے مغربی افریقہ کے لوگوں کو تو معطر کیا تھا اور وہ مزید نئے اداروں کے طالب تھے' ان کی خواہش کو پورا کرنے کیلئے کل انتظامات ساتھ کے ساتھ ہوتے رہے' مگر یہ خوشبو ساری دنیا میں بھی پھیل گئی اور مشرق و مغرب کے علاوہ جنوب کے پسماندہ ممالک سے ان کے لیئے مطالبات آنے شروع ہوئے تو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت میں بار بار اعلان

فرمایا کہ مرکز سے ہم ہر اس جماعت کی مدد کریں گے جو اپنے ہاں خدمتِ خلق کے لیئے طبی ادارے کھولنا چاہے۔ چنانچہ فجی، سورینام اور گیانا کے علاوہ مشرقی اور وسطی افریقہ کے ممالک سے بھی مطالبات آئے اور گزشتہ چند سالوں میں یوگنڈا، تنزانیہ، اور زائر میں تو نئے احمدیہ کلینک کھل بھی چکے ہیں۔ جن سے وہاں کے لوگ خوب استفادہ کر رہے ہیں اور کئی اور ممالک میں بھی نئے کلینک کھولنے کے سلسلہ میں کوششیں جاری ہیں۔

احمدیہ ہسپتالوں پر ایک طائرانہ نظر

۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء تک صرف چار احمدیہ کلینک کام کر رہے تھے۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۲ء تک ان کی تعداد بیس ہو گئی تھی اور اب یہ تعداد ۲۸ تک جا پہنچی ہے۔ اسی طرح ہائی سکولوں کی تعداد چالیس ہو گئی ہے۔ ان کی ملک وار تقسیم یوں ہے:

نام ملک	تعداد ہسپتال	تعداد سکول
نائیجیریا	۸	۶
غانا	۵	۷
سیرالیون	۴	۲۱
گیمبیا	۵	۳
آئیوری کوسٹ	۱	–
لائبیریا	۱	۱
تنزانیہ	۱	–
یوگنڈا	۲	۱
زائر	۱	۱

اب تک ان ہسپتالوں سے پچاس لاکھ سے زائد مریض فیضیاب ہو چکے ہیں اور ایک لاکھ سے زائد اپریشن بھی ان میں ہوئے ہیں اور دس ہزار سے زائد طلباء اسکولوں سے تعلیم پا چکے ہیں۔

ان اداروں میں کام کرنے والے بالترتیب (۱) پاکستانی (۲) ہندوستانی (۳) غانین (۴) نائیجیرین (۵) بنگلہ دیشی (۶) ماریشس (۷) برطانوی، واقف زندگی ڈاکٹروں اور ٹیچروں کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں مقامی لوگ ان کے ممد و معاون ہیں۔

امسال ان کا بجٹ بارہ کروڑ روپے سے بھی بڑھ گیا ہے۔

خدمتِ خلق کے اس کام سے ان ممالک کے نہ صرف عوام متاثر ہیں، بلکہ خواص بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اقوام متحدہ کے ایک مستقل مندوب (MR. WILLIARD HARPER) جو خود امریکن ہیں کے خط کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جو انہوں نے ۱۲؍ جولائی ۸۲ء کو مجھے سیرالیون سے الوداع کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"آپ اور آپ کی جماعت احمدیہ نے اس ملک کی روحانی، اقتصادی اور سماجی ترقی کے لیئے غیر معمولی کام کیا ہے، آپ کی شفقت، رواداری اور بنی نوع انسان کے لیئے ہمدردی کا جذبہ سب کے لیئے جو اس علاقہ میں غریبوں کی حالت کو بہتر بنانے کیلئے کوشاں ہیں نہ صرف محرک رہا ہے، بلکہ ایک قابلِ قدر نمونہ بھی ثابت ہوا ہے۔ آپ کے مشن کے بے شمار اسکولوں اور ان میں کام کرنے والے ٹیچروں کی مدد سے جاہل اور بے سہارا لوگوں کے لیئے ایک موقع بہم پہنچا دیا گیا ہے کہ وہ لکھنا پڑھنا سیکھ کر روشنی کا مینار بنیں۔ اور یہ بات بھی بالکل اظہر من الشمس ہے کہ آپ کے مشن نے جو ہسپتال قائم کئے ہیں، پھر ان کو ساز و سامان سے آراستہ کیا ان کے ذریعہ بے شمار بیماروں کو شفا نصیب ہوئی جن کو دنیا کے اس خطہ میں بیماری اور غربت نے تنگ کر رکھا تھا۔"

نصرت جہاں تحریکِ نو

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است

حضرت بانی جماعت احمدیہ کا یہ فارسی مصرعہ جماعت کے خدمتِ خلق کے پروگراموں کا اصل محرک ہے۔ اس مصرعہ کا آسان مطلب تو یہی ہے کہ میرا مقصدِ حیات اور غرض اور خواہش یہی ہے کہ خدمتِ خلق میں لگا رہوں اور اسی نصیحت کو آپ نے اپنی دس شرائط بیعت میں داخل کر کے اپنے مریدوں کو ترغیب دلائی کہ "عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا"۔ گویا یہ مختصر تفسیر ہے ہمارے پیارے محمد مصطفےٰ نبیوں کے سردار کے ارشاد "الدین النصیحۃ" کی کہ دین خیرخواہی کا نام ہے، اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پیارا وہ ہے جو خدا کی مخلوق

باقی صفحہ ۱۰۸ پر

جرمنی میں آغازِ احمدیّت

مکرم عبدالباسط طارق ، مبلغ سلسلہ

جرمنی کا جغرافیائی معاشی اور صنعتی تعارف

جرمنی کو عربی زبان میں جو تمام زبانوں کی ماں ہے المانیہ کہا جاتا ہے، جس سے باقی زبانوں کے الفاظ AL-MANI جو عربی تلفظ سے ملتے جلتے ہیں نکلے ہیں، جرمن زبان میں جرمنی کو ڈویچ لینڈ کہتے ہیں، جرمنی کا پورا نام وفاقی جمہوریہ جرمنی ہے جرمنی جغرافیائی لحاظ سے مغربی یورپ میں واقع ہے، اس کے شمال میں سویڈن ناروے، ڈنمارک اور فن لینڈ کے ممالک کے علاوہ BAL-TIC SEA واقع ہے۔ اس کے مشرق میں پولینڈ، چیکوسلاواکیہ اور مشرقی جرمنی ہے، اس کے جنوب میں آسٹریا اور سوئٹزرلینڈ ہے، اس کے مغرب میں فرانس، بلجیم، لکسمبرگ اور ہالینڈ ہے۔ انگلش چینل (رود بار انگلستان) کو بلجیم کے راستے عبور کر کے مغرب کی طرف انگلستان ہے۔ یہ جغرافیائی حالت دوسری جنگ عظیم سے بعد کی ہے۔ مشرقی جرمنی میں واقع برلن شہر کے دو حصے ہیں اور مغربی برلن مغربی جرمنی کا حصہ ہے جرمنی کا کل رقبہ ۹۵۹۷۶ مربع میل ہے اس کی آبادی ۶۱ ملین ہے جس میں ۴ ملین سے زائد غیر ملکی مثلاً ترک، یوگوسلاوین، اٹالین، یونانی اسپین کے باشندے شامل ہیں۔ مذہبی لحاظ سے جرمنی کے قانون کے مطابق یہاں مذہبی آزادی ہے، جرمنی میں یکساں تعداد میں کیتھولک، اور پروٹسٹنٹ عیسائی موجود ہیں، مادی ترقی اور دنیاوی آسائشوں کی فراوانی اور خوشحالی کے نتیجے میں اور عیسائی عقائد کے نقص اور غیر فطری ہونیکی وجہ سے لوگ عیسائیت پر خصوصاً اور مذہب پر عموماً اعتماد کھو چکے ہیں۔ اور لامذہبیت کی طرف کثرت سے رجحان ترقی پا رہے ہیں۔ معاشی لحاظ سے جرمنی دنیا کے صنعتی ممالک کے صف اول میں شمار ہوتا ہے، اس ملک کی معاشیات تمام دنیا کی معاشیات کا ایک تہائی ہے۔ جرمنی کا معیار زندگی بہت اعلیٰ ہے اور یہ ملک ایک بہترین فلاحی مملکت کا نمونہ ہے۔ موجودہ مغربی جرمنی جنگ عظیم دوم سے پہلے عظیم جرمن ایمپائر کا نصف ہے۔ جنگ عظیم دوم میں شکست کھانے کے بعد جرمنی کو مشرقی اور مغربی جرمنی میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور جرمنی کا دارالخلافہ برلن بھی مشرقی برلن اور مغربی برلن میں تقسیم ہو چکا ہے اور مغربی برلن آج بھی جزوی طور پر اتحادی قوتوں کے ماتحت ہے۔ جرمنی نیٹو اور یورپین مشترکہ منڈی کا ممبر ہے۔

احمدی مبلغین کی جرمنی میں آمد

ملک غلام فرید صاحب ، اور مولوی مبارک علی صاحب بنگالی مرحوم

دسمبر ۱۹۲۳ کی ایک سرد صبح بہت ہی برکتیں لے کر طلوع ہوئی جس دن مسیح محمدی کے دو غلام احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی شمعیں ہاتھ میں لیے دلوں میں خدمت دین کا بے پناہ جذبہ لیے خدا واحد و یگانہ پر توکل کرتے ہوئے جرمنی کی سرزمین پر وارد ہوئے اور اس ظلمت کدہ تثلیث میں توحید کا نور پھیلانے لگے۔ مکرم مولوی مبارک علی صاحب بنگالی اور ملک غلام فرید صاحب مرحوم مبلغین احمدیت جرمنی میں وارد ہوئے اور اسلام کا نور پھیلانے لگے۔ یہ دونوں مبلغین اس وقت جرمنی کے دارالخلافہ برلن میں وارد ہوئے اس وقت ان کے کاموں کی تفصیلات کے بارہ میں مواد مہیا نہ ہو سکا۔ برلن میں مسجد احمدیہ بنانے کا منصوبہ تیار ہوا قادیان اور ہندوستان کی جماعتوں کی مخلص احمدی خواتین نے برلن کی مسجد کے لیے چندہ اکٹھا کیا۔ برلن کی مسجد کیلئے زمین میں خرید لی گئی، جس وقت مسجد کی تعمیر کا وقت آیا اس وقت جرمنی کے معاشی حالات بے حد دگرگوں ہو گئے اور افراط زر کی وجہ سے روپیہ کی قیمت بے حد گر گئی تھی جس کی بناء پر جو رقم مسجد کی تعمیر کیلئے اکٹھی ہوئی تھی وہ ناکافی ہو گئی اور مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔ ۱۹۲۳ء کی جرمنی کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس وقت سیاسی معاشی اور معاشرتی بحران میں مبتلا تھا اور پہلی جنگ عظیم کے نقصانات اس قدر تھے کہ بظاہر ان کا پورا ہونا محال نظر آتا تھا، انہی حالات نے ہٹلر کی نازی پارٹی کو جنم دیا جسکی آئیڈیالوجی نے جرمنی کو ایک دوسری عالمی جنگ کے تنور میں پھینک دیا۔ ۱۹۲۳ء میں جو مشن برلن میں قائم ہوا وہ صرف چھ ماہ تک قائم رہا بعد ازاں ملکی حالات کی بنا پر مبلغین کو

واپس جانا پڑا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی زبردست خواہش تھی کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد بلا توقف جرمنی میں مشن قائم کیا جائے حضورؓ کی روحانی بصیرت اور دلی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے رؤیا اور کشوف کے ذریعہ یہ خوشخبری دی کی یورپ میں اسلام کا مستقبل جرمنی سے وابستہ ہے۔

شیخ ناصر احمد صاحب کی جرمنی آمد

> خط وکتابت کے ذریعہ بعض جرمن احمدیت قبول کر چکے تھے۔

جب حضورؓ نے واقفین زندگی تحریک جدید کے پہلے گروہ میں جنگ عظیم ثانی کے دوران مختلف ممالک میں تبلیغ کی غرض سے مبلغین کا انتخاب فرمایا تو مکرم شیخ ناصر احمد صاحب کے ذمہ مغربی جرمنی میں مشن کھولنے کا کام سپرد کیا گیا۔ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب اگست ۱۹۴۵ میں انگلستان پہنچے ہر ممکن کوشش کے باوجود اتحادیوں کی طرف سے جرمنی کا ویزہ نہ ملا کیونکہ جرمنی میں داخلہ بے حد محدود کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور کی ہدایت پر مکرم شیخ ناصر صاحب سوئٹزرلینڈ تشریف لے گئے۔ چنانچہ شیخ صاحب اکتوبر ۱۹۴۶ میں سوئٹزرلینڈ پہنچے اور ویزہ کیلئے کوشش شروع کر دی پونے دو سال کے بعد ویزہ ملا اس دوران سوئٹزرلینڈ میں احمدیہ مشن قائم ہو چکا تھا اور جون ۱۹۴۸ء کو شیخ صاحب ہمبرگ گئے یہاں خط وکتابت کے ذریعہ بعض جرمن احمدیت قبول کر چکے تھے مکرم شیخ صاحب نے ہمبرگ میں عارضی مشن قائم کیا اور ایک چھوٹی سی جماعت کو منظم کر کے جماعت کی تربیت شروع کر دی مکرم شیخ ناصر صاحب بعد ازاں مرکز کی خصوصی اجازت سے تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لیے ہمبرگ جا کر جرمنوں میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔

چوہدری عبداللطیف صاحب پہلے باقاعدہ مبلغ

خدا کے فضل سے فروری ۱۹۴۹ء میں جرمنی میں مبلغ کے قیام کی اجازت مل گئی، ۲۰ جنوری ۱۹۴۹ کو چوہدری عبداللطیف صاحب مرکز سے پہلے باقاعدہ مبلغ کے طور پر پہنچے اس وقت ہمبرگ میں ۲۰ افراد پر مشتمل ایک جماعت قائم ہو چکی تھی جن میں نمایاں شخصیت مسٹر عبداللہ KÜHNE کی تھی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جرمنی میں مستقل مشن کے قیام اور مسجد کی تعمیر کیلئے وقتاً فوقتاً مکرم مشتاق احمد صاحب باجوہ امام مسجد لندن کو ہدایات سے نوازتے رہے۔ عارضی طور پر مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مسٹر KÜHNE کے مکان میں رہائش پزیر رہے مسٹر KÜHNE کے نامناسب رویہ کی بناء پر چوہدری صاحب نے انکے ہاں رہائش ترک کر دی اور ہمبرگ شہر کے وسط میں ایک کمرہ حاصل کر کے تبلیغ وتربیت کے کام کا آغاز کیا اس دوران مسٹر KÜHNE کی فتنہ انگیزی سے اس وقت کی جماعت نے تحریری طور پر علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ البتہ مسٹر DÜNKEN اور مسٹر NOWAK دونوں جرمنوں نے بیعت کے بعد بڑے اخلاص سے مکرم چوہدری صاحب کا ساتھ دیا۔ مکرم چوہدری صاحب نے جرمنی کے بڑے اور چھوٹے شہروں اور قصبوں کے VOLKHOCH SCHULE میں متواتر تبلیغی تقاریر کرتے رہے خو خدا کے فضل سے خاصی مقبول ہوتیں اور پریس میں بھی ان کا تذکرہ ہوتا رہا۔ ایک علمی ادارہ YMCA نے مکرم چوہدری صاحب کو تقریر کے بلایا۔ مکرم چوہدری صاحب نے جو ابھی جرمن زبان نہ جانتے تھے، تقریر کی تو پادریوں نے تقریر پر تنقید شروع کر دی، لیکن خدا کے فضل سے چوہدری صاحب نے دلائل کے زور سے پادریوں کا منہ بند کر دیا۔ اس کا ذکر پریس میں بھی ہوتا رہا۔ چنانچہ ایک رسالہ TIDENS TEGEN کا چیف ایڈیٹر ہمبرگ میں مکرم چوہدری صاحب کو ملنے آیا۔ دو تین گھنٹے اس سے عیسائیت کے تمام عقائد کے بارہ میں تفصیلی گفتگو ہوئی چنانچہ واپس جا کر اس نے لکھا "ہر چند کہ اسلامی جماعت کے مشن عیسائیت کیلئے خطرناک نہیں کہلا سکتے لیکن ہمیں اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ جماعت امریکہ، یورپ اور افریقہ میں جارحانہ طور پر عیسائیت پر حملہ آور ہے۔ اس کے پیش کردہ دلائل ٹھوس، مضبوط اور قوی ہیں۔ ان حالات میں جب ہم ان نتائج پر غور کرتے ہیں جو اس تبلیغی جدوجہد سے نکل سکتے ہیں تو ہم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ کیا ہم عیسائیوں میں وہ روحانی طاقت موجود ہے جس سے ہم اس جارحانہ تحریک کا مقابلہ کر سکیں، کیا ہم عیسائیوں پر یہ

> احمدیت کی تبلیغی جدوجہد کے نتائج ہم پر کپکپی طاری کرتے ہیں،

فرض عائد نہیں ہوتا کہ ہم اسلام کے اس چیلنج کا اپنے صحیح عقائد، دعا اور روح القدس کی برکت سے جواب دینے کے قابل ہو سکیں"۔ اس کے علاوہ ایک اور اخبار HOOG SCHE POST جماعت کے کام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"جنگ سے قبل مغربی دنیا سے چین، جاپان، ہندوستان کی طرف عیسائی مشنری بھجوائے جاتے رہے ہیں تاکہ عیسائیت کو پھیلایا جا سکے، لیکن اب اسلامی مبلغین یورپ میں اس غرض کیلئے آ رہے ہیں کہ اسلام کی اشاعت کا کام یہاں پر کریں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں مستقل امن صرف اس صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ مذہبی اور سیاسی امور میں یک جہتی پیدا کی جائے"

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے ہمبرگ مسجد کا افتتاح فرمایا

مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۵۱ء کو مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب نے ہمبرگ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور مورخہ ۲۲ جون ۱۹۵۷ء کو مکرم چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے مسجد کا افتتاح فرمایا۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذاتی نمائندہ کے طور پر شامل ہوئے۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مبارک تقریب کیلئے اپنا ایک ایمان افروز پیغام بھجوایا۔ مکرم چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے ایمان افروز تقاریر فرمائیں۔ اس بابرکت تقریب کا تذکرہ پریس میں اور اخبارات میں ہوا اور انہوں نے تصاویر کے ساتھ اس خبر کو شائع کیا۔

مورخہ ۸ مئی ۱۹۵۹ء کو مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب نے مسجد نور فرینکفرٹ کا سنگ بنیاد رکھا اور مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۵۹ء کو چوہدری محمد سر ظفر اللہ خان صاحب نے اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ ملک کے ۶۰ اخبارات کے اس کا تذکرہ کیا اور تصاویر شائع کیں۔ افتتاحی تقریب میں فرینکفرٹ کے چیف میئر کے ذاتی نمائندہ مسٹر البرشٹ شامل ہوئے۔ مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۵۸ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان مرحوم ہمبرگ تشریف لائے اور باوجود کہ ہمبرگ میں مقیم غیر احمدی پاکستانیوں نے حکومت کے اداروں میں بہت شور مچایا کہ جماعت احمدیہ ایک غیر مسلم جماعت ہونے کے ناطے مسلمان پاکستانیوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں رکھتی۔ یہ اعزاز احمدی مبلغ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب کے حصہ میں آیا کہ انہوں نے صدرِ پاکستان کا ہمبرگ اسٹیشن پر جماعت کی طرف سے استقبال کیا، گلے میں ہار پہنایا۔ اگلے روز اٹلانٹک ہوٹل میں احمدیہ وفد نے صدر ایوب خان مرحوم سے ملاقات کی۔ جماعت کے کاموں کے بارہ میں ان سے گفتگو کی۔ مکرم صدر صاحب کہنے لگے "شاباش اس نیک کام کو ہر قیمت پر جاری رکھیں"۔

صدر ایوب کہنے لگے شاباش اِس نیک کام کو ہر قیمت پر جاری رکھیں

اخبار HAMBURGER ABENDBLATT نے اس کا ذکر کیا وفاقی جمہوریہ جرمنی کے سب سے پہلے صدر PROF. DR. THEODOR HEUSS. سے ملاقات کر کے جماعت کا شائع کردہ جرمن ترجمہ قرآن پیش کیا اور جماعت کے کاموں کا ذکر کیا۔ جناب صدر صاحب نے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ میرے پاس جنگ سے قبل قرآن کریم کا نسخہ موجود تھا لیکن وہ جنگ کے دوران نذر آتش ہو گیا۔ اور یہ امر ان کی خوشی کا باعث ہے کہ اب آپ نے مجھے قرآن کریم کا نسخہ دیا ہے، اب میں اس کا شوق سے باقاعدہ مطالعہ کرتا رہوں گا۔ اسی طرح مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب نے جرمنی کے تیسرے صدر HEINEMANN کو قرآن کریم کا نسخہ دیا۔ جب شاہ ایران اپنی سابقہ بیگم ثریا کے ہمراہ ہمبرگ تشریف لائے ان سے مل کر جرمن ترجمہ قرآن کریم پیش کیا اور جماعت کی اسلامی خدمات کے بارہ میں ان سے تفصیلی گفتگو کی۔ سوئٹزرلینڈ میں مسجد کی تعمیر کا ٹھیکہ جس فرم نے لیا تھا اس نے بعض وجوہات کی بنا پر مسجد تعمیر کرنے سے انکار کر دیا۔ مکرم وکیل التبشیر صاحب کے حکم سے مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب زیورخ تشریف لے گئے اور فرم کے ڈائریکٹر سے

شاہ ایران اور ملکہ ثریا کو جرمن ترجمہ قرآن پیش کیا گیا۔

مل کر معاملات کو سلجھایا جس کے نتیجہ میں زیورچ کی مسجد کی تعمیر، پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ الحمدللہ علی ذالک۔

رسالہ DER ISLAM 1962ء میں ہمبرگ منتقل کر دیا گیا اور ۱۹۶۲ سے لے کر ۱۹۶۷ تک مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب کی ادارت میں باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ یہ رسالہ ماہانہ تھا، اس دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ ہمبرگ تشریف لائے آپ نے رسالہ دیکھ کر پسند فرمایا اور ایک خط کے جواب میں حضور نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا" پرچہ اسلام بہت اچھا تھا"۔ ہمبرگ مشن میں صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ورود مسعود جرمنی مشن کی سعادت ہے۔ مکرم چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب وقتاً فوقتاً جرمنی مشن آتے رہے ہیں۔ آپ کی تقاریر اور پریس کانفرنس خدا کے فضل سے بے حد کامیاب ہوتی رہیں۔

نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی تشریف آوری

حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اپنی صاحبزادی کے ہمراہ ۱۹ راگست ۱۹۶۲ء کو تشریف لائیں، اور تین روز مشن ہاؤس میں مہمان رہیں۔

بقیہ: خطبۃ الوداع

ہجوم کی طرف سے پھر آواز آئی۔" آپ نے ہمیں اچھی طرح بتا دیا ہے کہ خیر اور شر کیا ہے"۔ آپ نے پھر فرمایا:
"اے اللہ! تو گواہ رہ"۔

اس کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیغام ان لوگوں تک بھی پہنچانے کی تاکید فرمائی جو اس وقت موجود نہیں تھے اور فرمایا:
"یہ ممکن ہے کہ جو یہاں موجود نہیں ہے میرے کلمات کو اس سے بہتر طور پر یاد رکھے اور سمجھے جو یہاں موجود ہے"۔

اس الوداعی خطبہ کے بعد آپؐ پر خدا تعالیٰ کی یہ وحی نازل ہوئی: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

صد سالہ جشن تشکر

مکرم محمد شریف خالد، فرینکفرٹ

خوشی کی یاد مناؤ کہ جشن کا دن ہے
دلوں پہ پھول سجاؤ کہ جشن کا دن ہے
خوشی کے پھول تو لاؤ خوشی خوشی سے مگر،
خوشی سے بھول نہ جاؤ کہ شکر کا دن ہے
غموں کی شام ڈھلی ہے خدا خدا کر کے
خوشی کے گیت سناؤ کہ جشن کا دن ہے
خوشی کی یاد مناؤ خرد کی یاد کے ساتھ
جنوں کا نعرہ لگاؤ کہ جشن کا دن ہے
جو تیر ہاتھ پہ روکے تھے سینے مل مل کر،
نہ آج داغ دکھاؤ کہ جشن کا دن ہے
فرشتو علم ہے تم کو کہ میں ہی آدم ہوں
مگر نہ یاد دلاؤ کہ جشن کا دن ہے
جو سو رہے ہیں محافظ انہیں لحافوں سے
پکڑ پکڑ کے اٹھاؤ کہ جشن کا دن ہے
جو خوں کو گرم کرے اور دلوں کو تڑپا دے
وہ شمع نور جلاؤ کہ جشن کا دن ہے،
قدم قدم پہ اندھیرا قدم قدم پہ خطا
قدم ملا کے اٹھاؤ کہ جشن کا دن ہے
دلوں پہ سب سے ہے بھاری مرے اسیر کا غم
کہیں سے آ بھی تو جاؤ کہ جشن کا دن ہے
مرے حبیب زباں سے لبوں سے آنکھوں سے
ملا ملا کے پلاؤ، کہ جشن کا دن ہے
جبیں نگاہ محبت سے اپنا سر خالد
اسی کے در پہ جھکاؤ کہ شکر کا دن ہے،

جرمنی کب احمدی ہوگا؟

حضرت مصلح موعود کے ارشادات

"پچھلے سال جب مَیں مری میں تھا تو مَیں نے ایک رؤیا دیکھا کہ جرمنی کے مبلغ کا ایک خط آیا ہے کہ جرمنی کا ایک بہت بڑا آدمی احمدی ہو گیا ہے۔ بعد میں رؤیا میں ہی مجھے تار بھی آئی اور اس میں بھی لکھا تھا کہ وہ احمدی ہو گیا ہے اور امید ہے کہ اس کے ذریعہ جرمنی میں جماعت کا اثر و رسوخ بڑھ جائے گا۔"

(بدر قادیان ۲۳ر فروری ۱۹۵۷ء)

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے ارشادات

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے متعدد بار جرمنی اور جرمن قوم کے احمدیت قبول کرنے کے بارے میں ارشادات فرمائے۔

دورہ ۱۹۶۷ء فرینکفرٹ میں آمد پر احباب جماعت کے درمیان رونق افروز ہونے کے بعد حضور نے اپنا ایک خواب بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں نے دیکھا کہ ایک جگہ ہے، وہاں ہٹلر بھی موجود ہے وہ حضور کو کہتا ہے کہ آئیں مَیں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں۔ چنانچہ وہ آپ کو ایک کمرہ میں لے گیا جہاں مختلف اشیاء پڑی ہیں۔ کمرہ کے وسط میں ایک پان کی شکل کا پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے۔ اس پتھر پر (کلمہ) لکھا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگرچہ اوپر سے پتھر دل یعنی دین سے بیگانہ نظر آتی ہے مگر اس کے دل میں (احمدیت) قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔"

(الفضل ۱۰ر اگست ۱۹ ء صفحہ ۴)

پچاس سال تک جرمنی احمدیت قبول کرلے گا

دورہ ۱۹۷۳ء۔ ۳-۲۰ر اگست ۱۹۷۳ء کو فرینکفرٹ میں ٹیلیویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا۔ **آئندہ پچاس سال** تک انشاء اللہ جرمن قوم (احمدیت) قبول کرلیگی ..... مَیں نے عرصہ ہوا خواب میں دیکھا تھا کہ جرمن قوم کے دلوں پر (کلمہ) لکھا ہوا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ قوم بالآخر ضرور (احمدی) ہوگی۔"

اسی روز پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"مجھے یقین ہے کہ پچاس سے سو سال کے اندر اندر اس آسمانی انقلاب کو دنیا عموماً اور جرمن قوم خصوصاً تسلیم کرلے گی۔"

(الفضل ۱۶ر ستمبر ۱۹۷۳ء صفحہ اول کالم ۲، ۴)

مذکورہ بالا پریس کانفرنس کے حوالے سے فرینکفرٹ کے اخبار FRANKFARTER NEWS PRESSE نے جو خبر دی اس میں لکھا کہ :-

"آپ نے اخبار نویسوں کو مخاطب کرتے ہوئے اپنا ایک خواب سنایا جو آپ نے ۱۹۴۵ء میں جنگِ عظیم دوم کے معاً بعد دیکھا تھا اور جو آپ کی توقعات کو پورا کرنے والا تھا اور وہ یہ کہ ایک وقت آئے گا کہ جرمن قوم بھی قرآن کریم کے سلامتی کے پیغام کو قبول کرے گی۔"

(الفضل ۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۳ء صفحہ اول کالم ۲)

۲۲ر اگست ۱۹۷۳ء کو دیئے جانے والے جس ٹیلیویژن انٹرویو کا ذکر پہلے آیا ہے اس کی ایک رپورٹ محترم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری کے ذریعے شائع ہوئی اس میں انہوں نے ٹیلی ویژن کے نمائندہ سے حضور کے سوال و جواب درج کئے ہیں، ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ ہو:-

"نمائندہ: یورپ میں (احمدیت) کے پھیلنے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

حضور: خدا کے فضل سے لگ بھگ ۵۰ سال کے عرصہ میں کثرت سے (احمدیت) میں داخل ہو جائیں گے۔"

جرمن قوم یورپ کی قائد ہوگی

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۷ء میں جرمنی کے ایک روزہ دورے کے بعد لندن پہنچنے پر مغربی جرمنی کے نام ایک پیغام ارسال فرمایا۔ حضور نے فرمایا:-

"خصوصاً اس بات سے کہ نئے جرمن احمدی اپنا ایک نیا تشخص قائم کر رہے ہیں اور اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ رہے ہیں مجھے جرمنی کا مستقبل بہت روشن دکھائی دیتا ہے اور مَیں امید کرتا ہوں کہ سارے مرد اور عورتیں دعوت الی اللہ کے کام میں مصروف ہو جائیں گے اور جماعتی کاموں میں بھرپور حصہ لیں گے اور اپنے ارد گرد کے لوگوں کو (احمدیت) میں داخل ہونے پر آمادہ کریں گے۔ یہ جرمنی کی بہتری میں بہت اہم قدم ہے اور مَیں امید کرتا ہوں کہ جلد ہی جرمنی کو (احمدیت) کے رنگ میں رنگین کرلیں گے۔ میرے کل کے جرمنی کے مختصر دورے نے مجھے زیادہ یقین دہانی کروائی ہے کہ انشاء اللہ عظیم جرمن قوم تمام یورپ کی تمام پہلوؤں سے اُن کی قیادت کریگی۔ گو کہ جرمن قوم عیسائیت قبول کرنے میں سب سے آخر میں تھی لیکن انشاء اللہ (احمدیت) قبول کرنے میں سب سے پہلے ہوگی۔" (ضمیمہ انصار اللہ ستمبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۱۴)

جرمن احمدیوں کا بلند دینی معیار

"میرا تاثر یہ ہے کہ جرمنی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کے غیر معمولی امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ کیونکہ جہاں تک وہاں کی جماعت کا تعلق ہے اس کا ایک بڑا حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ اُن کے اندر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی جوش پایا جاتا ہے اور قربانی کا بہت مادہ ہے اگر ان کو اچھی طرح سنبھال لیا جائے (اور یہی بات قابلِ توجہ ہے) تو وہ جرمنی کا مستقبل بنانے میں ایک بہت ہی عظیم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

اسی طرح جرمن نوجوان بھی اور جرمن خواتین بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت ہی اعلیٰ معیار کے احمدی ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں تو اُن کا معیار اتنا بلند ہے کہ اُن کو دیکھ کر بعض پاکستانی احمدی جو باہر سے آئے ہوتے ہیں وہ اُن کے مقابل پر درجہ دوم کے احمدی نظر آنے لگتے ہیں۔" (ضمیمہ ماہنامہ خالد ربوہ۔ نومبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۵)

BHATTI ENTERPRISES

Heiligkreuzgasse 16-18, 6000 Frankfurt/Main (WEST GERMANY)

TEL. 069 281444

احباب جماعت کو

صد سالہ جشنِ تشکّر مُبارک

"بھٹّی برادران" جماعتِ احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکّر کے موقعہ پر احباب جماعت کی خدمت میں دلی مبارک باد کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔

مغربی جرمنی میں ہم اپنے کرمفرماؤں کیلئے پردیس میں دیس کے مزے کا سماں پیدا کرنے کا اعلان کرتے ہیں، ہماری خصوصی پیشکش سے فائدہ اٹھائیے اور ہر موسم میں اپنے ملک اور یہاں کے موسمی پھلوں اور سبزیوں کا لطف اٹھائیے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم مغربی جرمنی میں "پاکستانی آموں" کے سب سے بڑے ڈیلر ہیں۔ علاوہ ازیں اپنے معیار کو برقرار رکھتے ہوئے ہم ہر قسم کی گروسری، انگلش لیڈیز سوٹس، اخبارات و رسائل کے علاوہ آڈیو و ویڈیو کیسٹس بھی مہیّا کرتے ہیں، پاکستانی و انڈین ڈراموں کی کیسٹس بھی ہمارے ہاں دستیاب ہیں، ٹی وی۔ وڈیو اور کیسٹ ریکارڈر کی خرید کے علاوہ الیکٹرک اشیاء کی خرابی کی صورت میں آپ کے مددگار ہیں۔ "آپ کی خدمت ہمارا نصب العین"

بھٹّی انٹرپرائزز

کانسٹبلر واخے اور C&A کے قریب

صد سالہ جشنِ تشکّر مُبارک

فرینکفرٹ (ویسٹ جرمنی) میں آپکا جانا پہچانا نام

اکملؒ AKMAL

Asian Gewürzhaus & Indian Snacks

Kaiser Str 53

Albusstr 17 (Nähe C & A)

6000 FRANKFURT/MAIN

Tel. 28 83 97 + 23 48 47 + 55 63 94

TELEX · 410152 AKMAL · D

خوش ذائقہ کھانے، تازہ مٹھائیاں، پکوڑے، سموسے
شامی کباب، مُرغ پلاؤ، گروسری، تازہ سبزیاں، پان
اچار، اخبار، میگزین اور اسلامی کتابیں

ایک دفعہ خدمت کا موقع دیں۔
آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے باعثِ فخر ہے

صد سالہ جوبلی فنڈ میں حصہ لینے والے خوش نصیب

صد سالہ جوبلی فنڈ میں پانچ صد مارک یا اس سے زائد ادائیگی کرنے والے احباب کے اسماء گرامی بغرض دعا شائع کیے جا رہے ہیں۔ (قسط اول)

فرینکفرٹ ریجن

نمبر	نام	شہر
۱	ہدایت اللہ ہیوبش صاحب	FRANKFURT
۲	عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب	GROSS GERAU
۳	احسن سلطان محمود صاحب کاہلوں	NEU ISENBURG
۴	کفایت اللہ لودھی صاحب	
۵	شاہد احمد جنجوعہ صاحب	FRANKFURT
۶	شاہد احمد جنجوعہ منجانب والدین	FRANKFURT
۷	ڈاکٹر نعیم احمد طاہر صاحب	KARLSRUHE
۸	بشیر احمد صاحب باجوہ	DIETZENBACH
۹	شیخ سعید احمد صاحب	FRANKFURT
۱۰	رانا ایم اے طاہر صاحب (مرحوم)	FRANKFURT
۱۱	رفیق احمد صاحب خالد	FRANKFURT
۱۲	نصیر احمد صاحب نجم	HEIDELBERG
۱۳	سید محمد احمد صاحب گردیزی	FRANKFURT
۱۴	صغیر احمد صاحب	FRANKFURT
۱۵	سلطان احمد ملک صاحب	MAINZ
۱۶	سلمان احمد خاں صاحب	FRANKFURT
۱۷	ذوالفقار احمد صاحب قمر	HEIDELBERG
۱۸	غلام احمد صاحب	BITIGHEIM
۱۹	محمد شفیع صاحب	FRANKFURT
۲۰	عبد الرشید صاحب بھٹی	RODGAU
۲۱	محمد اجمل صاحب	MORFELDEN
۲۲	ملک طاہر احمد صاحب	FRANKFURT
۲۳	ممتاز بیگم صاحبہ مرحومہ والدہ محترمہ اعجاز طارق صاحب	〃
۲۴	ملک مبشر احمد صاحب	FRANKFURT
۲۵	رانا محمد صفدر صاحب	WIESBADEN
۲۶	عبد الحمید باجوہ صاحب	NEU ISENBURG
۲۷	عبید اللہ چوہدری صاحب	FRANKFURT
۲۸	محمد صادق پرویز صاحب	FRANKFURT
۲۹	عبد الرحمٰن صاحب مبشر	FRANKFURT
۳۰	چوہدری ناز احمد صاحب ناصر	FRANKFURT
۳۱	چوہدری نصیر احمد صاحب	FRANKFURT
۳۲	چوہدری ناصر احمد صاحب	FRANKFURT
۳۳	چوہدری مقصود احمد صاحب	FRANKFURT
۳۴	محترمہ ثریا مقصود صاحبہ	FRANKFURT
۳۵	انعام الٰہی صاحب اشعر	FRANKFURT
۳۶	عرفان احمد خاں صاحب	FRANKFURT
۳۷	خالد نواز چوہدری صاحب	FRANKFURT
۳۸	کریم اللہ صاحب منظہر	FRANKFURT
۳۹	کوثر احمد باجوہ صاحب	HEIDELBERG
۴۰	شکیل احمد صاحب	FRANKFURT
۴۱	مبارک احمد صاحب جاوید	FRANKFURT
۴۲	محمد رشید خاں صاحب	FRANKFURT
۴۳	ملک مبشر احمد صاحب	FRANKFURT
۴۴	منظفر احمد صاحب ظفر	WEISENHEIM
۴۵	منصور احمد چیمہ صاحب	FRANKFURT
۴۶	ملک وسیم احمد صاحب ساجد	ARANKFURT
۴۷	منور احمد باجوہ صاحب	FRANKFURT
۴۸	منظور احمد صاحب شاہد	HEILBRON
۴۹	محمد عارف خاں صاحب	FRANKFURT
۵۰	مبشر احمد صاحب ناصر	WURZBURG
۵۱	محمد سلیم صاحب	FRANKFURT
۵۲	حمید منور صاحب	BITIGHEIM
۵۳	حفیظ اللہ باجوہ صاحب	HOMBURG/SAAR

نمبر	نام	شہر
۵۴	محمد امجد بھٹی صاحب	HOMBURG/SAAR
۵۵	چوہدری بشیر احمد صاحب	HEIDELBERG
۵۶	مبشر احمد صاحب کاہلوں	FRANKFURT
۵۷	قمر احمد صاحب	FRANKFURT
۵۸	محمود اختر صاحب	FRANKFURT
۵۹	مقصود الحق صاحب	FRANKFURT.

ہیمبرگ ریجن

نمبر	نام	شہر
۱	نصیر احمد باجوہ صاحب	HAMBURG
۲	فضل الرحمٰن انور صاحب	HAMBURG
۳	ملک طارق احمد صاحب گلفام	HAMBURG
۴	ثناء اللہ صاحب	ITZEHOF
۵	شمس الدین صاحب صادق	
۶	سلطان احمد اٹھوال صاحب	BERLIN
۷	شبیہہ احمد صاحب	DORSTEN
۸	شفیق احمد چوہدری صاحب	NORDERSTADT
۹	ملک شریف احمد صاحب	HAMBURG
۱۰	سلطان احمد خاں صاحب	BERLIN
۱۱	سلیمان الیوسان صاحب	HAMBURG
۱۲	سلطان احمد صاحب طاہر	BERLIN
۱۳	شریف احمد خاں صاحب	NORDERSTADT
۱۴	ملک سعی محمد صاحب	GLADBACH
۱۵	ملک جاوید احمد صاحب	RATINGEN
۱۶	ملک مظفر احمد صاحب	BERLIN
۱۷	منور احمد صاحب بسرا	PINNEBERG
۱۸	مبارک احمد شیخ صاحب	
۱۹	منصور احمد ملک صاحب	BREMSCHWEG
۲۰	مبشر احمد چیمہ صاحب	HAMBURG
۲۱	مسعود احمد خاں صاحب	HAMBURG
۲۲	منیر احمد خاں صاحب	HAMBURG
۲۳	خواجہ بشیر احمد صاحب	HAMBURG
۲۴	کلیم احمد صاحب اسلم	HANNOVER
۲۵	خالد محمود صاحب	HAMBURG

نمبر	نام	شہر
۲۶	عبد الرشید صاحب خالد	HANNOVER

میونخ ریجن

نمبر	نام	شہر
۱	غلام جبار صاحب	AUGUSBURG
۲	داؤد احمد صاحب شاد	AUGUSBURG
۳	منور احمد ناصر صاحب	AUGUSBURG
۴	محمود احمد صاحب	AUGUSBURG
۵	نجاح الدین رشدی ملک صاحب	AUGUSBURG
۶	عزیز الدین عبد اللہ صاحب	AUGUSBURG
۷	روبینہ مجید خان	BALINGEN
۸	حسین مصطفٰی خان صاحب	DEGGENDORF
۹	محمد خلیل صاحب	FREUDENSTADT
۱۰	محمد سرور صاحب بٹ	MÜNCHEN
۱۱	منور احمد صاحب ناصر	NEUBERG
۱۲	محمد یوسف صاحب بھٹی	NEUBERG
۱۳	ظفر احمد صاحب	NEUBERG.

کولون ریجن

نمبر	نام	شہر
۱	مبشر احمد صاحب	AACHEN
۲	عبد السمیع صاحب	AACHEN
۳	شوکت محمود صاحب	RADEVOMWALD
۴	ملک ناصر احمد صاحب	RADEVOMWALD
۵	ملک حق نواز اعوان صاحب	RADEVOMWALD
۶	برہان صاحب	RADEVOMWALD
۷	چوہدری محمد افضل صاحب	RADEVOMWALD
۸	محمد غفور صاحب	MESCHEDE
۹	محمد اسحاق اطہر صاحب	RADEVOMWALD
۱۰	محمد یونس صاحب جنجوعہ	HILDEN
۱۱	چوہدری مبشر احمد صاحب	RADEVOMWALD
۱۲	اقبال احمد صاحب عابد	PLAIDT
۱۳	اے بشریٰ صاحبہ	DATTEN
۱۴	بشارت احمد صاحب	KOBLENZ

★

جرمن احمدی احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کے ساتھ
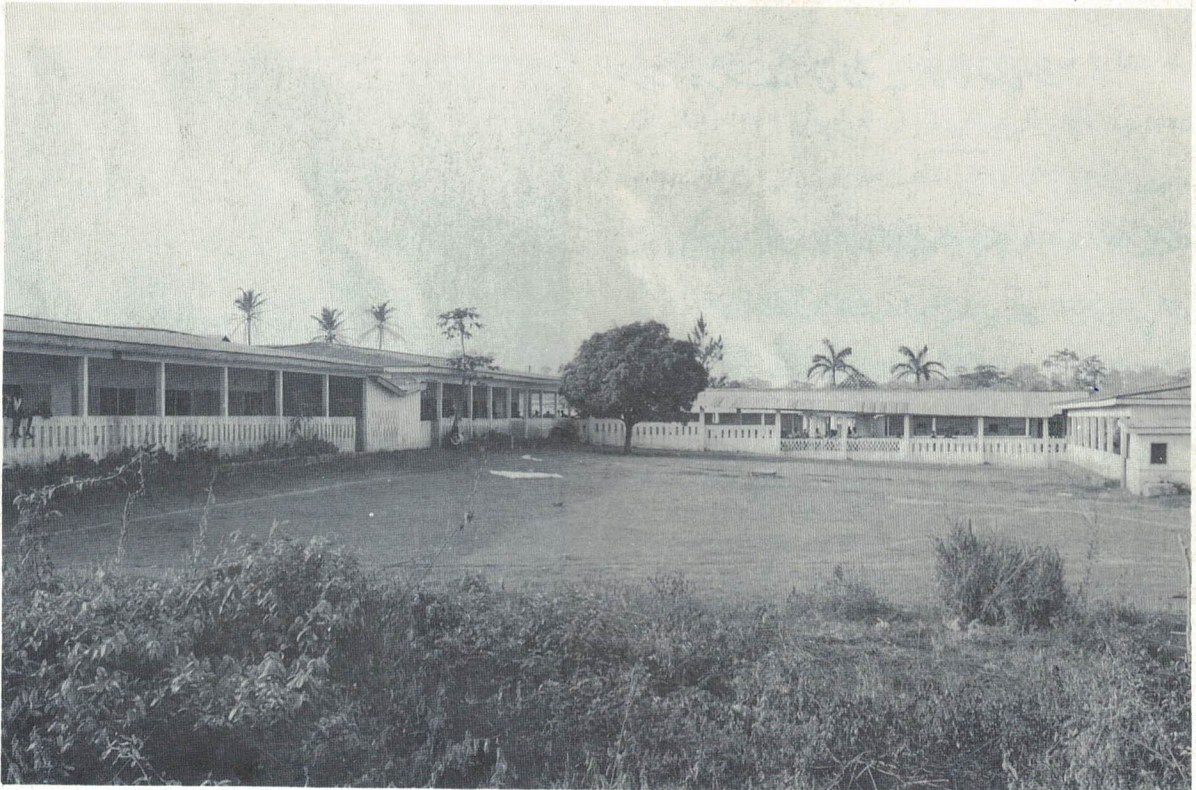
احمدیہ مسلم ہسپتال غانا (ویسٹ افریقہ)

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے بچپن کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ سخت بیمار ہو گئے اور حالت بہت تشویشناک ہوگئی اور ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق دُعا فرمائی تو عین دعا کرتے ہوئے خدا کی طرف سے الہام ہوا

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ

(بدر ۱۱ رمئی و الحکم ۱۷رمئی ۱۹۰۵ء)

"یعنی تیری دُعا قبول ہوئی اور خدائے رحیم و کریم اس بچے کے متعلق تجھے سلامتی کی بشارت دیتا ہے"

چنانچہ اس کے جلد بعد میر محمد اسحٰق صاحبؓ بالکل توقع کے خلاف صحتیاب ہو گئے۔

حضرتِ میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

آپ عاشقِ احمد علیہ السلام، عاشق خلفاء احمد علیہ السلام اور عاشق سلسلہ عالیہ احمدیہ تھے الغرض آپ ہمہ تن عشق تھے، آپ مدت تک مفتی سلسلہ اور سیکرٹری بہشتی مقبرہ، مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ معلم، جامعہ احمدیہ کے پرنسپل کے عہدوں پر فائز رہے۔ تمام شرعیتی امور میں آپ کا فتویٰ لیا جاتا۔ آپ علوم دینیہ میں بے نظیر قابلیت کے مالک تھے، آپ کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی کی استادی کا شرف بھی حاصل تھا۔

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کو اللہ تعالیٰ نے روس میں عظیم انقلاب کی خبریں دی ہیں

اگر افغان قوم احمدی ہو جائے تو روس میں احمدیت کے داخل ہونے کے عظیم مواقع پیدا ہوں گے

عرب قوم کو خاص طور پر دعا میں یاد رکھیں اور ان سے اپنے محبت کے تعلقات قائم کریں

خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ ۳ر فروری ۱۹۸۹ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
جس طرح آبشار کے دھانے کے قریب ہوتے ہوئے دریا کی رفتار تیز ہو جایا کرتی ہے اسی طرح جوں جوں ہم اگلی صدی کی صبح کی طرف بڑھ رہے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ وقت کا دھارا بھی بہت تیز رفتاری کے ساتھ اور پہلے سے بڑھ کر تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے اور اس پہلو سے ان کاموں کی فکر بڑھتی جاتی ہے جو ابھی ادھورے ہیں اور پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکے۔

اس سلسلے میں جماعت کو جو عمومی نصیحت کی تھی اس کے ردعمل کی بہت اچھی خبریں مل رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام دنیا کی جماعتیں ہمہ تن ان کاموں میں مصروف ہیں جو اگلی صدی کو خوش آمدید کہنے کے لئے اور اس کی تیاری کے سلسلے میں ہمیں کرنے ہیں۔ وقارِ عمل کے لحاظ سے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بوڑھے، بچے عورتیں سبھی غیر معمولی طور پر وقت کی قربانی کر رہے ہیں اور یہ سعادت پا رہے ہیں کہ اپنے وقت کو اور ان صلاحیتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہیں،

خدمت دین کیلئے وقف کریں

انگلستان کی جماعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پہلو سے ایک نمونے کی جماعت بن کر ابھری ہے، نہ صرف اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جماعت انگلستان کو کثرت سے کارکن مہیا ہیں بلکہ وہ زائد بوجھ جو خلافت کی ذمہ داریوں سے تعلق رکھتا ہے اس کو بھی انگلستان کی جماعت بڑی خوشی کے ساتھ، فراخدلی کے ساتھ، عظیم قربانی کی روح کے ساتھ اور بڑے استقلال کے ساتھ اٹھا رہی ہے، جب یہ تحریک کی گئی کہ ہمیں غیر ملکوں میں کتابیں اور پارسل بھجوانے کیلئے عارضی طور پر وقف

کرنے والوں کی ضرورت ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلسل ایسے نوجوان اور بوڑھے بھی اور خواتین بھی کام کیلئے آگے آئے ہیں جنہوں نے خدا کے فضل سے یہ فکر دور کر دی ورنہ ایسے ملک میں جہاں مہنگائی بہت ہو، وہاں پیسے دیکر اس قسم کا کام کروانے بہت منہگے پڑتے ہیں۔ اور اسی روپے کو ہم سلسلے کی دوسری ضروریات کیلئے بہتر رنگ میں صرف کر سکتے ہیں، تمام دنیا سے جو خبریں آ رہی ہیں وہاں بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کے فضل سے سب لوگ ہمہ تن کاموں میں مصروف ہیں اور جو باقی خلا ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا وہ خانے تو دعا نے پر کرنے ہیں، اس لیے دعا کی طرف دوبارہ متوجہ کرتا ہوں۔ ان دعاؤں میں جو خلوصِ دِل سے نکل رہی ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے

غیر معمولی طاقت

عطا ہوتی ہے اور مشکل کام بھی بالکل آسان دکھائی دینے لگتے ہیں، اور کبھی بھی دعا کرنے والے کے کام بے برکت اور بے ثمر نہیں رہتے۔ اس لیئے بالعموم جماعت دعا تو کر رہی ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ وقت کی بڑھتی ہوئی رفتار کے مطابق دعا کی رفتار کو بھی تیز کریں، اور ہر کارکن باشعور طور پر اپنے لیئے بھی دعا کرے، بہت سے نوجوان ایسے ہیں جن کو بہت لمبی تربیت حاصل نہیں اس لیئے وہ خدمت دین کیلئے وقت تو پیش کر رہے ہیں لیکن دعا کے مضمون سے واقف نہیں اور ان تجربوں میں سے بذاتِ خود نہیں گزرے۔ یہ بہت اچھا موقع ہے کہ ایسے نوجوانوں کو دعا کی طرف متوجہ کیا جائے۔ پس جہاں جہاں بھی منتظمین ان رضا کاروں سے کام لے رہے ہیں، کام کی خاطر بھی اور خود ان نوجوانوں کی اصلاح اور روحانی ترقی کی خاطر بھی ان کو دعا کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اس کے نتیجے میں یہ کارکن اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خدا کی تائید کے زندہ نشان دیکھیں گے اور محسوس کریں گے کہ دعا کے بغیر جو کام تھے ان کے مقابل پر دعا کیساتھ کام بالکل اور نوعیت کے کام بن جاتے ہیں، اور اس کے ساتھ ایک بشاشتِ قلب محسوس کریں گے جو اس سے پہلے انہوں نے محسوس نہیں کی ہوگی، اور یہ چند روز کی محنت جو دعا کے ساتھ کی جائے گی ساری زندگی ان کے کام آئے گی، اس لیئے بالعموم جماعت تمام جماعتی مصالح اور مفادات کے لیئے دعا کرے اور کام کرنے والے ہمہ وقت کام کے دوران اور بعد میں بھی جہاں تک توفیق ملتی ہے اپنے لیئے دعائیں کرتے رہیں۔

اِن دعاؤں میں ایک یہ دعا بھی ہمیں شامل کر لینی چاہیئے کہ جو لوگ آج زندہ ہیں اور یہ تمنا رکھتے ہیں کہ اگلی صدی کا منہ دیکھنے سے پہلے رخصت نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت دے۔ اگرچہ قضا و قدر کا معاملہ جاری و ساری رہتا ہے اور

انسانی جذبات سے بالا ہے

لیکن دعا کے ذریعہ قضا و قدر اور جذبات کے درمیان ایسا تعلق قائم ہو جایا کرتا ہے کہ نیک بندوں کی دلی کیفیات کے مطابق تقدیریں ڈھلنے لگتی ہیں اور یہ وہ ایک غیر معمولی سنت ہے جس کو عام دنیا دار مشاہدہ بھی نہیں کر سکتے۔ بلکہ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اسی لیئے یہ تو ضرور ہے کہ کچھ نہ کچھ ایسے خدا کی تقدیر میں اس کے بندے ہوں گے جن کی زندگی کے دِن تھوڑے ہیں لیکن اگر ساری جماعت سب کیلئے عمومی طور پر دعا کرے، تو میں یقین رکھتا ہوں کہ بہت سے ایسے ہیں جن کو خدا زیادہ لمبی زندگی عطا فرما دے گا اور سوائے اس کے کہ بعضوں کے لیئے تقدیر مبرم ہے جس کو شفاعت کے سوا ٹالا نہیں جا سکتا اور شفاعت کا مضمون آپ جانتے ہیں کہ اذنِ الٰہی سے تعلق رکھتا ہے، دعا سے تعلق نہیں رکھتا۔ اسی لیئے دعا کی حد میں جس حد تک بھی اپنے ساتھی بھائیوں کی زندگی کو لمبا کرنا ممکن ہے، یہ دعائیں کریں کہ ان کی زندگیاں بھی لمبی ہوں خواہ بوڑھے ہوں خواہ کینسر کے مریض ہوں، خواہ دوسرے عوارض میں مبتلا ہوں، اور ان کو اللہ تعالیٰ صحت بھی عطا فرمائے، لمبی زندگی عطا فرمائے اور

اگلی صدی کی خوشیوں میں،

باقی جماعت کے ساتھ وہ شریک ہو سکیں۔

گذشتہ دنوں الفضل میں مولانا نسیم سیفی صاحب کی جو نظمیں شائع ہوتی رہی ہیں ان میں ایک شعر ایک خاص الگ مزاج کا شعر تھا اور اس پہلو سے مجھے وہ بہت پسند آیا۔ انہوں نے دشمنانِ احمدیت کو یہ کہتے ہوئے لمبی عمر کی دعا دی کہ وہ اپنی اوقات تو دیکھ لیں، کیا کرنا چاہتے تھے اور کیا کر سکے۔ اس میں جو پہلو مضمر ہے، جو بیان نہیں ہو سکا کیونکہ دو مصرعوں کا شعر دو مصرعوں کا ہی ہوا کرتا ہے، حد سے زیادہ مضمون تو اس میں بند نہیں کیئے جا سکتے لیکن وہ مضمر مضمون ہے اور یہ بھی دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو کتنی ترقیات عطا فرماتا ہے اسی لیئے اس دعا میں ان کو بھی شامل کر لیں، کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت پر جو غیر معمولی فضل نازل فرمائے ہیں، کچھ وہ فضل دکھا کر دشمنوں کو لے کر جائے تاکہ جہاں ہماری موت کامیابی اور خدا تعالیٰ

کا شکر کرتے ہوئے اس کے احسان گنتے ہوئے حمد کے ساتھ موت ہو، وہاں یہ محسوس کرلیں کہ یہ کلیتہً ناکام اور نامراد رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کاموں کو یہ روک نہیں سکے اور جتنی انہوں نے کوشش کی، جتنی لعنتیں انہوں نے خدا تعالیٰ کے دین پر ڈالیں، اس کے برعکس ان کی تمناؤں کو الٹاتے ہوئے اس سے زیادہ شان کے ساتھ وہ دین ابھرا اور

غیر معمولی طور پر

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو رحمتیں، اور برکتیں اور کامیابیاں نصیب فرمائیں۔

اِن دنوں پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ علماء دن رات فکر میں مبتلا ہیں۔ یہ محسوس ہو رہا ہے کہ ان کو بڑی سخت تشویش ہے، بہت سے ایسے معاملات ہیں جو ان کی توقعات کے برعکس نکلے ہیں، بہت سے ایسے طاقت کے دائرے ہیں جہاں ان کی پکڑ کمزور پڑ گئی ہے اور معاملات میں عمل دخل ویسا نہیں رہا جیسا پہلے تھا۔ چنانچہ اس کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے وہ سخت بے چین ہیں، وہ جو پہلے یہ سوچ رہے تھے کہ اس صدی کے آخر تک جماعت کو نیست و نابود کر دیں گے، اب ان کو اپنے نیست و نابود ہونے کی فکر لاحق ہو رہی ہے۔ اور وہ دیکھ رہے ہیں کہ اگر یہ صدی کامیابی کے ساتھ اختتام تک پہنچی اور نئی صدی کا آغاز بلند تر امیدوں کے ساتھ ہوا تو یہ ان کی موت ہے۔ اس پہلو سے وہ سخت بے چین ہیں اور گہری تدبیروں اور مکروں میں مبتلا ہیں، چنانچہ آج ہی جنگ میں یہ خبر بھی شائع ہوئی یعنی رات کو جو آگیا تھا مگر صبح میں نے دیکھا کہ پنجاب کی حکومت نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جماعت احمدیہ کو وہ اس صدی کے اختتام کا اور اگلی صدی کے آغاز کا

جشن نہیں منانے دیں گے

اور یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ربوہ کو بہر حال کسی قیمت پر بھی ان خوشیوں میں شریک نہیں ہونے دیں گے۔ چنانچہ باقاعدہ حکومت کی طرف سے یہ نوٹیفکیشن جاری کر دی گئی ہے۔

اس پر میرا ذہن قرآن کریم کی اس آیت کی طرف منتقل ہوا کہ، اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۚ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۠ (سورۃ الطارق آیت ۱۶ تا ۱۸) کہ یقیناً وہ تدبیریں کر رہے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں، لیکن میں بھی تدبیر کر رہا ہوں۔

یہاں خدا تعالیٰ نے اکید کہہ کر مومنوں کو اس تدبیر سے الگ کر دیا ہے اور تدبیر کی تمام ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے، اس میں جو پیغامات ہیں، خاص طور پر قابلِ توجہ باتیں ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ مومن کو تدبیر سے منع نہیں فرمایا گیا بلکہ قرآن کریم کی دوسری آیات سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں تک مومن کے بس میں ہے، اس کو تدبیر ہی اختیار کرنے کا حکم ہے لیکن مومن کی تدبیریں کام نہیں کیا کرتیں، آخری فیصلہ خدا کی تدبیر سے ہوا کرتا ہے اور جب خدا کی تدبیر ظاہر ہو تو اس وقت وہ تنہا ہے جو سارے

عظیم الشان انقلاب

برپا کرتی ہے، اور مومن کو یہ دھوکہ نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کی تدبیری کوششوں نے یہ نتائج پیدا کیے ہیں۔ کافروں کی اور دشمنوں کی تدبیر کو ان کی طرف منسوب کیا اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا۔ کثرت سے ہیں، بہت زیادہ ہیں اور سارے تدبیر میں مصروف ہیں، ان کے مقابل پر یہ نہیں فرمایا کہ میرے بندے بھی تدبیر کر رہے ہیں، میں بھی کر رہا ہوں بلکہ فرمایا۔ اکید کیدًا۔ میں تدبیر کر رہا ہوں تو جو کوشش آپ نے کرنی ہیں وہ کریں لیکن جو انقلاب برپا کرنے والی تدبیر ہے وہ خدا ہی کی تدبیر ہے اور جب خدا کی تدبیر جاری ہوتی ہے تو اس کے مقابل پر انسان کی ہر تدبیر ناکام ہو جاتی ہے۔ اس لیئے یہ جو عادت بعض لوگوں کو پڑ گئی ہے کہ سیاسی افق پر اپنے مستقبل کی تحریریں پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ اس عادت کو ترک کر دیں، ہمارے مستقبل کی تحریریں روحانی افق پر لکھی جاتی ہیں اور ہمارے مستقبل کا فیصلہ آسمان پر ہوتا ہے، زمین پر نہیں ہوتا۔ اس لیئے دعائیں کریں اور دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ جو خوشخبریاں عطا فرمائے اور دل کو بشاشت عطا کرے وہاں اپنے

مستقبل کی تحریریں

پڑھنے کی کوشش کریں، اور وہی تحریریں ہیں جو لازماً سچی ثابت ہوں گی، ورنہ سیاسی افق پر تو تحریریں ابھرتی بھی رہتی ہیں اور مٹتی بھی رہتی ہیں تحریریں لکھنے والوں کو بھی وہ تحریریں اپنے ساتھ صفحۂ ہستی سے مٹا دیا کرتی ہیں۔ لیکن جو تحریریں خدا کی تقدیر لکھ رہی ہے وہ انمٹ ہوتی ہیں، دنیا کا کوئی ہاتھ ان تحریروں کو مٹانے کیلئے نہ ان تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے نہ ان کو مٹانے کی طاقت رکھتا ہے، اس لیئے یہاں بھی پھر مضمون دعا ہی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

چند دن ہوئے، صبح جب میں نماز کے لیئے اٹھا تو میرے منہ پر حضرت مصلح موعود کے یہ شعر جاری تھے، جو کافی دیر تک جاری رہے لیکن اس وقت میں نے یہ محسوس نہیں کیا، یعنی الہامی کیفیت تو نہیں ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان باتوں میں کچھ اشارے ضرور ہیں، وہ شعر یہ تھے کہ :

پڑھ چکے احرار بس اپنی کتابِ زندگی
ہو گیا پھٹ کر ہوا ان کا حبابِ زندگی
لُوٹنے نکلے تھے جو امن و امانِ بیکساں
خود انہی کے لٹ گئے حسن و شبابِ زندگی

تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، بعض دفعہ انسان کے منہ پر بعض اشعار جاری ہو جاتے ہیں اور خاص طور پر ایسی کیفیت میں جب جاری ہوں، جب انسان بالارادہ ان باتوں کو یا اس مضمون کو سوچ نہ رہا ہو تو یہ باتیں ایک

پیغام کا رنگ رکھتی ہیں

لیکن ان کو الہام نہیں کہا جا سکتا۔ الہام ایک مختلف چیز ہے جو بڑی وضاحت کے ساتھ اور صفائی کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے اور اس میں انسان کیلئے شبہ کی گنجائش نہیں رہتی تو یہ جو بھی بات تھی میں نے تو بہرحال ایک لمبے عرصے سے اس نظم کو نہ پڑھا نہ اس کے شعر میرے ذہن میں تھے۔ نہ رات کو سوتے ہوئے یہ مضمون ذہن میں تھا، اس لیئے میں یہی سمجھتا ہوں کہ خدا نے ہمیں دعائیہ رنگ میں اس طرف متوجہ فرمایا ہے، تو ساری جماعت اس عرصہ میں یہ دعا بھی کرے کہ اب ان کی کتاب زندگی کا آخری باب ختم ہو اور ان کا حباب زندگی جس نے دنیا کو

حقیقت کا دھوکہ

دیا ہوا ہے، لیکن وہ محض ہوا ہے اور اسمیں کوئی حقیقت نہیں، وہ پھٹ جائے اور دنیا ان کی حقیقت کو دیکھ لے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ جماعت کو ان کی آنکھوں کے سامنے بیش از بیش ترقیات عطا فرماتا چلا جائے جو ان کی امنگوں کے تو بالکل برعکس ہوں گی مگر دعا یہ کریں کہ ہماری امنگوں سے بھی بہت بڑھ کر ہوں تو جو یہ بقیہ وقت ہے یہ دعاؤں میں صرف کرنا چاہیئے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہماری دعائیں خاص طور پر اس دور میں غیر معمولی اثر دکھانے والی ثابت ہوں گی۔

اس سلسلے میں ایک دعا یہ بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے

دلوں کو نفرتوں سے پاک رکھے

ایک لمبی جد وجہد میں سے ہم گزر کر آئے ہیں اور جو شدید معاندانہ کوششیں جماعت کے خلاف کی جا رہی ہیں انہوں نے لازماً اس عرصہ میں جماعت کے دلوں پر کچھ اثر چھوڑا ہے اور یہ کوششیں ابھی جاری ہیں، اس لیئے میں جانتا ہوں کہ ان کمزوروں اور بعض دفعہ ان معاندانہ کوششوں کے نتیجے میں نفرت اس کے دل پر گہرے داغ ڈال جاتی ہے۔ مومن کی زندگی کو نفرتوں سے پاک ہونا چاہیئے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ چاہیئے نفرت بدوں سے، بلکہ فرمایا ہے ؎

چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار

تو اس فرق کو نمایاں طور پر اپنے پیش نظر رکھا کریں کہ بدوں سے نفرت نہیں بلکہ

بدی سے نفرت کرنی ہے

اور بدی کا جو شخص مظہر بن چکا ہو، طبعی بات ہے کہ بدی کی نفرت اس کی نفرت کے ساتھ ہم آہنگ ہو جایا کرتی ہے اور وہ نفرت پھر دل میں بد دعاؤں کا میلان پیدا کرتی ہے یعنی ان لوگوں کے مٹ جانے اور برباد ہو جانے کا۔ چونکہ میں نے شروع میں آپ کو ایک بات سمجھائی کہ یہ دعا کریں، ان کی عمریں لمبی ہوں اور یہ ناکامی دیکھیں تو اس لیئے میں نے ضروری سمجھا کہ اس فرق کو آپ کے سامنے واضح کر دوں۔

بد جب تک بد ہے، اس کی بدی کی وجہ سے اس کے متعلق دل میں ایسے خیالات اٹھتے ہیں جو منفی نوعیت کے ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ایک دعا ضرور شامل کرنی چاہیئے کہ اے خدا! اگر ان بدوں کی تقدیر میں بدی کی حالت میں مرنا ہے تو پھر ہماری دعا یہ ہے کہ ان کو نامرادی کی ایسی موت دے جو دنیا کیلئے عبرت بنے لیکن اول دعا یہی ہے کہ

اللہ ان کو ہدایت عطا فرمائے

اس لیئے اس پہلو سے بھی غور کیا کریں کہ یہ جو اپنی بدیوں کی وجہ سے قابلِ نفرت دکھائی دینے والے لوگ ہیں۔ ان کا حال اس دنیا میں بھی بد ہے اور قابلِ رشک نہیں، اور اس دنیا میں اس سے بڑے عذاب کے منتظر ہیں، اس لیئے اس پہلو پر نظر ڈال کر ان پر رحم بھی کرنا چاہیئے اور رحم کے ساتھ

ان کے لیئے دعاء کرنی چاہیئے۔

یہ مضمون اس قوم کے لیئے سمجھنا بہت ہی ضروری ہے جو رحمۃ للعالمین کی طرف منسوب ہوتی ہے، اور سچے دل سے منسوب ہوتی ہے حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جو رحمۃ للعالمین فرمایا گیا اس مضمون کو ہمیں کبھی بھی نہیں بھلانا چاہیئے، اس لیئے اگر بدوں سے نفرت اس رنگ کی ہو جائے کہ ہم ان کے بد انجام کے سوا کوئی اور تمنّا دل میں نہ رکھتے ہوں تو یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہمیں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحمت سے دور ہٹا دے گی۔ اس لیئے جو دعائیں میں نے آپ کو شروع میں کہی تھیں وہ اس شرط کے ساتھ کریں اور اس معاملہ میں دل کو ٹٹول لیا کریں نفرت کو مٹاتے ہوئے

پہلے رحمت کو جگہ دیں

اور خدا سے پہلے تو یہ دعا مانگیں کہ اے خدا! جہاں تک ان لوگوں کے اندر پاک تبدیلی کی گنجائش موجود ہے اور تیری آنکھ دیکھ سکتی ہے ہم نہیں دیکھ سکتے، اِن کے اندر پاک تبدیلی پیدا فرما دے اور ان کو اس بد انجام سے بچا لے لیکن ہم جانتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ان بدوں کیلئے کوئی دعا کرنے والا نہیں تھا اور ہم جانتے ہیں کہ ان دعاؤں کے باوجود بہت سے بد تھے جو بد انجام کو پہنچے، اس لیئے وہ پہلو جو ہے اس کے پیشِ نظر اس دعا کو ساتھ ساتھ شامل کرنا چاہیئے کہ اے خدا! اگر تیری تقدیر میں ان کی اصلاح نہیں لکھی تو ان کی موت خاموشی کی موت نہ ہو بلکہ ایسی کھلی ذلت اور ناکامی کی موت ہو کہ خدا کے وہ بندے جن کے اندر سعادت کی روح ہے وہ اس سے نصیحت پکڑیں اور عبرت حاصل کریں۔

دعاؤں کے سلسلہ میں بعض ان علماء کیلئے بھی دعا کریں جو پاکستان اور ہندوستان میں پیدا ہونے والے عمومی طور پر جو علما ہمیں دکھائی دیتے ہیں، ان سے مختلف ہیں۔ میں نے جہاں تک عالم اسلام کا جائزہ لیا ہے سب سے بد قسم کا عالم ہند و پاکستان میں پیدا ہوا ہے اور یہ حکمت تو بالکل واضح ہے کہ جہاں اس قسم کے علماء ہوتے ہیں وہیں اللہ تعالیٰ اپنے نمائندہ کو بھیجا کرتا ہے، مصلح کو بھیجا کرتا ہے یہ بات تو بالکل واضح اور سمجھ کے لائق ہے لیکن یہ خیال کر لینا کہ آج مسلمانوں کے نعوذ باللہ من ذالک سارے علماء ہی یہی رنگ رکھتے ہیں، یا خود برصغیر ہند و پاکستان میں سارے علما ایسے ہی ہیں

یہ درست نہیں ہے

اس غلط فہمی کے نتیجہ میں ہم سے گذشتہ برسوں میں ایک کوتاہی ہوئی ہے کہ ہم نے علماء کی طرف کم توجہ کی ہے، جس شخص کو عالم سمجھا یا عالم کے طور پر سنا، یہ سمجھا کہ ہمارے اور اس کے درمیان ایک ایسی خلیج واقع ہے جو کبھی پاٹی نہیں جا سکتی۔ یہ درست نہیں ہے، پاکستان میں، ہندوستان میں باوجود اس کے کہ بعض علماء شرارت میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں، نہایت نیک دل اور پاکباز علماء بھی پیدا ہوئے، اور آج بھی ہیں۔ جو متقی ہیں، ورنہ ہمارے معاملہ میں یعنی جماعت احمدیہ کے معاملہ میں جتنے علماء آپ کو شور ڈالتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اس سے بیسیوں گنا علماء آپ کو منظرِ عام پر دکھائی دیتے ہیں، بہت سے ایسے علماء ہیں جو بول سکتے ہیں، جن کی آواز میں طاقت بھی ہے لیکن جماعت کے معاملے میں وہ خاموش ہیں، کس حد تک خاموشی نیکی ہے، کس حد تک یہ خاموشی جرم ہے یہ فیصلہ خدا نے کرنا ہے مگر اس خاموشی میں فی ذاتہٖ ایک امتیازی بات ضرور ہے جب کسی کمزور کو مارا جا رہا ہو، اس کو تکلیف دی جا رہی ہو، اور اس کے نتیجے میں ذلیل دنیا کی دولتیں کمائی جا رہی ہوں اس وقت ایسے علماء کا خاموش رہنا اور اس بدی میں حصہ لیکر اس دنیا کی گندی دولت کی تمنا میں ہاتھ آگے نہ بڑھانا

یہ بھی ایک نیکی ہے

اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کے متعلق ہمیں اطلاعیں ملتی رہتی ہیں، بعضوں کے مجھے خط بھی مل جاتے ہیں کہ وہ دل میں جماعت احمدیہ کی سچائی کے قائل ہیں اور ان کو یہ توفیق نہیں ہے کہ وہ کھلم کھلا جماعت احمدیہ کی تائید کر سکیں، لیکن اپنے خطبات میں اپنے ماحول میں جو تقریریں وہ کرتے ہیں ان میں وہ جماعت کی مخالفت نہیں کرتے، پھر ان میں ایسے بھی ہیں جو سچا سمجھتے ہوئے بھی مخالفت کرتے ہیں، اسی لیئے میں نے کہا ہے کہ آگے قسمیں تہہ بہ تہہ ہوتی ہیں کہ انسان کیلئے یہ فیصلہ بڑا مشکل ہے کہ کون بد ہے اور کون نیک ہے۔ اس لیئے عموماً جو نیک دکھائی دیتے ہوں یا نیکوں جیسی بعض خصلتیں ان سے ظاہر ہو رہی ہوں ان کو خصوصیت کے ساتھ اپنی دعاؤں میں بھی شامل کرنا چاہیئے اور ان سے رابطہ بھی بڑھانا چاہیئے۔

ایک عالِم کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ وہ جماعت کے خلاف ایک نہایت ہی خطرناک تقریر کر کے جب اسٹیج سے اترا تو ایک احمدی نے اس سے رابطہ کیا۔ ان کو کہا کہ میاں! آپ خدا کا خوف کریں، کیوں ایسی بد باتیں کرتے ہیں، مجھے یہ بتائیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اور جماعت کے متعلق آپ کیا سمجھتے ہیں، کیا واقعی جھوٹے ہیں؟ اس نے کہا خدا گواہ ہے میں ان کو جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ اس نے کہا کہ پھر آپ نے کیا حرکتیں کی ہیں؟ اس قدر اشتعال انگیز تقریر کی ہے، انہوں نے پیٹ سے اپنا کپڑا اٹھایا اور کہا یہ جو بدبخت ہے، روٹی مانگتا ہے، میں کیا کروں، تو ایسے بھی ہیں جو

بیچارے روٹی کے غلام ہیں

اور دنیا کی دولتوں کی خاطر، چند روزہ فائدہ کی خاطر وہ جماعت کی مخالفت بھی کرتے ہیں لیکن دل مؤید ہیں، ایسے لوگوں کے متعلق ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ؏

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

تو یہ جو بک بک کرنے والے منہ ہیں، ان کے اندر بھی بعض دل ہیں جو تائید میں ہیں لیکن جو بک بک کرنے والے نہیں ہیں، ان میں تو کثرت سے ایسے ہوں گے، چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر دی گئی کہ لاکھوں ایسے ہیں جو آپ پر درود بھیجتے ہیں لیکن آپ کے ساتھ شامل نہیں ہیں ان کو یہ توفیق نہیں ملی، تو ایسے لوگ جو دل سے صداقت کے قائل ہو چکے ہیں یا شرافت کی وجہ سے، اپنے طبعی رجحان کی وجہ سے گند میں ملوث نہیں ہیں ان کے لیے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جماعت کو عطا کر دے، اور وہ اپنی ان صلاحیتوں کو جو خدا نے انہیں بخشی ہیں وہ ایک

نیک اور تاریخ ساز کام

میں استعمال کریں اور ان سے رابطے بھی رکھنے چاہئیں علماء سے خوامخواہ بِد کنے کی، ڈرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو ایسی فرقان عطا فرمائی ہے، ایسے عظیم دلائل عطا فرماتے ہیں کہ احمدی بچہ بھی بڑے بڑے علماء کے منہ بند کر سکتا ہے تو منہ بند کرنے کی خاطر نہیں

دل جیتنے کی خاطر

ان سے رابطے رکھنے چاہئیں، اور ان کو سمجھانا چاہیئے ان کو جماعت کے حالات سے مطلع رکھنا چاہیئے، جہاں دوسرے علاقوں میں علماء ملتے ہیں، وہاں نسبتاً شرافت زیادہ ہے، مثلاً اگرچہ آپ کے نزدیک پٹھان علماء، افغانستان والے علماء نہایت ہی متشدد اور تنگ نظر ہیں اور واقعتہً یہی صورت ہے لیکن ان میں خدا کے بہت سے ایسے نیک بندے ہیں جو کچھ بھی سمجھتے ہیں، خالصتہً لِلّٰہ کر رہے ہیں اور تمام قربانیوں میں قوم کے ساتھ شامل ہیں، ان کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں سے پردے اٹھائے اور ان کی یہ قربانیاں رائیگاں نہ جائیں بلکہ سچائی کے رستے میں خرچ ہوں۔

افغانستان کے حالات دن بدن بگڑ رہے ہیں اس کی وجہ سے

مجھے بہت تشویش ہے

واقعہ یہ ہے کہ اس وقت وہاں جو انقلاب رونما ہوتا ہوا نظر آرہا ہے اس انقلاب کے اندر بہت سے ایسے خطرات مخفی ہیں جو انقلاب کے رونما ہونے کے ساتھ ہی سر اٹھائیں گے۔ اس لیئے وہ ہمسایہ مسلمان ملک ہے، اس کے لیئے ہمیں بھی دعا کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو اگر ایک اچھا انقلاب عطا کرتا ہے تو اس انقلاب کے ساتھ لپٹے ہوئے جو خطرات ہیں ان سے ان کو بچائے۔

اوّل تو یہ کہ افغان مجاہدین کہ جو بھی گروہ ہیں وہ آپس میں بٹے ہوئے ہیں اس وقت COMMON ENEMY FACTOR جس کو مشترک دشمن کہتے ہیں۔ اس کے اثر کے نتیجے میں یہ لوگ اکٹھے ہیں لیکن جونہی طاقت پکڑیں گے اس وقت مشترک دشمن منظر سے غائب ہو چکا ہوگا، اس وقت ان کے پھٹے ہوئے دِل پھر ساری افغان قوم کو پھاڑ دیں گے، اور نہایت خطرناک حالات ایسے پیدا ہو سکتے ہیں کہ حکومت تو مجاہدین کو ملے لیکن اس حال میں کہ بجائے اس کے مجاہدین روسیوں کے گلے کاٹ رہے ہوں مجاہدین ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگیں، اور یہ ایک حقیقی خطرہ ہے، اگر یہ خطرہ درپیش نہ ہوتا تو امریکن اور برطانوی اور دوسرے مغربی سفارتکاروں کو وہاں سے نہ بلایا جاتا۔ وجہ یہ ہے کہ اگر تو کوئی اشتراکی انقلاب کا خطرہ ہوتا پھر تو اُن لوگوں کو وہاں خطرہ تھا، ایسے انقلاب سے ان لوگوں کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے، جس کی پرورش مغرب نے کی ہو، ایسے مجاہد سے ان کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے جن کی سرپرستی امریکہ کر رہا ہو۔ اس لیئے ان کے آنے سے تو ان کے حالات پہلے سے بہتر ہونے چاہئیں اور ان کو بظاہر امن نصیب ہونا چاہیئے لیکن جن کو یہ دشمن کہتے ہیں اس کے سائے تلے تو انہوں نے امن محسوس کیا، جس دوست کو پالا ہے اس کی طاقت میں آنے سے ڈر رہے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے انکی انٹیلی جینس کی ایجنسیز نے ان کو مطلع کیا ہے کہ یہ انقلاب جب کامیاب ہوگا اور

ان کو کامیاب ہوتا ہوا دکھائی دے رہا ہے تو اس وقت ایک گروہ کے طور پر کوئی طاقت بھی سیاست پر قبضہ نہیں کر سکے گی۔ بلکہ متفرق سیاسی گروہ ایک دوسرے سے بٹ جائیں گے اور ہر ایک کوشش کرے گا کہ دوسرے کو نیچا دکھائے اور

حکومت پر قابض ہو جائے

ایک تو یہ بڑا واضح خطرہ ہے جو ہمیں دکھائی دے رہا ہے' دوسرا خطرہ یہ ہے کہ وہ کردار جو مجاہدین ادا کر رہے تھے روسی حکومت کے خلاف' اب روسی ایجنٹس وہی کردار نئی آنے والی حکومت کے خلاف ادا کریں گے' اور جو TERORRISM اور جو زیر زمین تحریکیں ہوتی ہیں' امن کو برباد کرنے والی' ان تحریکوں کی روس سرپرستی شروع کر دے' میں نہیں جانتا کہ ارادے کیا ہیں لیکن سیاست میں یہ باتیں چلتی ہیں' ۔ اس لیئے بظاہر کچھ عرصے تک ان علاقوں میں امن قائم ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ پاکستان پر اس کے لازماً بد اثرات پڑیں گے' وہاں کی بدامنی

پاکستان پر اثر انداز ہو گی

اور کئی طریق سے اثر انداز ہو گی۔ اس وقت اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں مگر چونکہ ایک مسلمان قوم ہے' اگرچہ جماعت احمدیہ کے ساتھ اس قوم نے احسان کا سلوک نہیں کیا، عدل کا سلوک بھی نہیں کیا' عام انسانی سلوک بھی نہیں کیا لیکن

کا فر کنند دعوئ حُبِّ پیمبرم

آخر ہمارے پیارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی قوم ہے' اور ان کے دکھ اور ان کے درد ایسے نہیں جو ہمارے دل پر گہرا اثر نہ چھوڑیں یا ہمیں بے چین نہ دیں' اس لیئے ہم اپنے دل کے سکون کی خاطر اس قوم کے آئندہ مستقبل کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے ان کو حقیقی امن عطا کرے اور حقیقی نور عطا کرے جس کے ذریعے سے دائمی امن کا رستہ دیکھ سکے اور جماعت احمدیہ کے متعلق جو ان کا گذشتہ رویّہ تھا اس میں پاک تبدیلی پیدا کریں اور یہ بھی سمجھ لیں کہ جیسے بھی حالات ہیں اگرچہ ہمیں ان حالات سے تکلیف ہے لیکن ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ

یہ حالات گذشتہ مظالم کا پھل ہیں

اور بڑے بڑے بزرگ اور پاک شہیدوں کی روحیں ہیں جن سے دعائیں لینے کے بجائے انہوں نے اس حال میں انہیں تکلیفیں دے کر مارا کہ اگر بد دعا انہوں نے نہ بھی کی ہو' بعض کے متعلق تو میں جانتا ہوں کہ وہ ایسے نہیں تھے کہ بددعا کرتے ہوئے جان دیں لیکن خدا تعالیٰ کی غیرت ان کی خاطر بعض دفعہ ایسے حیرت انگیز کرشمے دکھاتی ہے کہ اگر وہ دعائیں بھی کر رہے ہوں تو وہ دعائیں اس وقت مقبول نہیں ہوا کرتیں اور ایک لمبے عرصہ تک قوم سزا پاتی ہے چنانچہ

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید

نے ضرور دعائیں کی ہوں گی لیکن ان دعاؤں کے جواب میں خدا تعالیٰ نے جو ان کو خبر دی' وہ اس دنیا سے رخصت ہونے سے چند لمحے پہلے بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائی اور کہا کہ دیکھو تم میری جان تو لے لو گے' لیکن۔ مجھے تمہارے متعلق بہت فکر ہے اور بہت تشویش ہے' اور میں جانتا ہوں کہ ایک لمبے عرصے تک خدا کے عذاب تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور طرح طرح کی مصیبتوں میں تم مبتلا کیئے جاؤ گے' چنانچہ وہ اپنی جان بچانے کی خاطر یہ ڈراوا نہیں دے رہے تھے بلکہ جب جان بچانے کی خاطر امیر نے ان سے یہ کہا کہ آپ ہلکی آواز میں ہی مجھے کہہ دیں کہ آپ نے توبہ کر لی ہے تو میں ابھی بھی آپ کی جان بخش سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ پس

یہ ڈراوا نہیں تھا

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حقیقی خبر تھی جس کی اطلاع انہوں نے قوم کو دی' پھر امیر نے یہاں تک کہا کہ آپ توبہ نہ کریں مجھے اس بات کی اجازت دیں کہ میں آپ کی طرف سے اعلان کر دوں' آپ کا دل صاف رہے گا۔ آپ اپنا دین نہیں بدلیں گے لیکن۔ مجھے اجازت دے دیں' میں اپنے طور پر۔ جو جھوٹ بول لوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ آپ کو اس طرح ظلم کے ساتھ شہید کیا جائے' آپ نے فرمایا کہ میں اس کی بھی اجازت نہیں دیتا چنانچہ ایک غیر معمولی عظمت کے ساتھ اور غیر معمولی شان کے ساتھ انہوں نے اپنی جان خدا کے حضور پیش کی ہے' ایسے ایسے عظیم شہداء ہیں جن کے متعلق یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ان واقعات کو اسی طرح گزر جانے دے اور جو کچھ افغانستان میں ہو رہا ہے' مجھے کامل یقین ہے کہ اس کا تعلق ماضی قریب میں ہونے والے واقعات سے نہیں بلکہ ماضی بعید میں ہونے والے

واقعات سے ہے، ان واقعات سے ہے جن کا آغاز حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت سے ہوا۔ پس ان کے لیئے دعا میں خاص طور پر یہ پہلو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے اس قوم کی بخشش طلب کرنی چاہیئے اور بخشش کا تعلق توبہ سے ہوا کرتا ہے اس لیئے محض وقتی طور پر یہ دعا نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس مصیبت سے بچائے اس معاملے کی پاتال تک پہنچیں، سمجھیں کہ کیوں ان پر یہ عذاب نازل ہو رہا ہے، اور خدا سے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس توبہ کی توفیق عطا فرمائے جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ بخشش فرمایا کرتا ہے اور درگزر سے کام لیا کرتا ہے اور ان کی تقدیر بدلے دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی ان کی تقدیر بدل جائے۔

افغانستان جس قوم پر مبنی ہے، اس میں بہت ہی عظیم طاقتیں موجود ہیں، کمزوریاں بھی ہیں، بعض خامیاں بھی ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر افغان قوم احمدی ہو تو اس کے نتیجے میں

رُوس میں احمدیت

کے داخل ہونے کے عظیم مواقع پیدا ہوں گے، اور کوئی اور قوم اس مقام پر نہیں ہے کہ روس میں اس شدت کے ساتھ اور گہرے رسوخ کے ساتھ تبلیغ کر سکے۔ جتنی افغان قوم کو خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ غیر معمولی توفیق حاصل ہے یعنی بنیادی طور پر، خلقی طور پر ان کو یہ توفیق حاصل ہے خواہ، ظاہر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہے تو میری نظر اس دعا کے وقت یہاں تک محدود نہیں کہ اگلے چند سال ان پر مصیبتیں نہ پڑیں، میری نظر بہت دور تک پہنچ رہی ہے اور یہ اس لیئے میں آپ کو سمجھا رہا ہوں تاکہ آپ کی دعاؤں میں اسی نسبت سے زیادہ سنجیدگی ہو اور زیادہ بے قراری ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے روس میں عظیم انقلاب کی خبریں دی ہیں، اب ہم آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں کہ کسی وقت وہ انقلاب رونما ہو جائے گا اور ہاتھ پر ہاتھ دھر لیں کہ خود بخود ہو جائے گا یہ درست نہیں ہے۔ کام تو لازماً خدا نے کرنے ہیں لیکن

ہمیں کوشش کا حکم ہے

اور کوشش میں حکیمانہ طور پر حالات کا جائزہ لینا بھی شامل ہے، چنانچہ روس کے اردگرد کے حالات پر جہاں تک میں نے نظر ڈالی ہے میرے نزدیک سب سے اہم رستہ روس میں تبلیغ اسلام کا افغانستان کا رستہ ہے، اگر افغانستان بد امنی کا شکار ہو جائے یا خدا کے عذاب کے نیچے آکر ہلاک ہو جائے تو اس سے بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ ایک سزا ہے بس جو پوری ہو گی لیکن اگر اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے، ان کے اندر اصلاح پیدا کرے، ان کو توبہ کی توفیق بخشے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسلام کے لیئے

بہت ہی عظیم الشان کامیابیوں کا آغاز

ہو جائے گا اور روس میں پھر جس شدت کے ساتھ تبلیغ چلے گی، وہ کسی اور ذریعے سے مجھے ممکن نظر نہیں آتی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس پہلو کو پیشِ نظر رکھ کر جماعت افغانستان کے لیئے اور اپنے افغان بھائیوں کے لیئے خاص طور پر دعا کرے گی۔

آخر پر عرب دنیا کے لیئے میں دعا کی درخواست کرتا ہوں، عربوں سے جہاں تک ہمارا واسطہ پڑا ہے ہم نے محسوس کیا ہے کہ بہت شریف النفس لوگ ہیں، مظلوم ہونے کی وجہ سے ان کے ردِ عمل بہت سخت ہوتے ہیں، اس لیئے کوئی TERRORIST بن گئے، کوئی اور کئی قسم کی تخریب کار تنظیموں میں بھی شامل ہوئے۔ بے چینی کا اظہار جس طرح کسی سے بن پڑا اس نے کیا۔ لیکن بنیادی طور پر یہ قوم،

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی وارث ہے۔ وہی خون اس قوم میں دوڑ رہا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس رگوں میں دوڑا کرتا تھا۔ اس نسبت سے بھی یہ ہمیں پیارے ہیں اور ہمیشہ پیارے رہیں گے اور اس پہلو سے بھی کہ ان میں اس شرافت کے آثار باقی ہیں، مٹی نہیں ہے۔ جہاں جہاں بھی عربوں سے واسطہ ہوا ہے، یورپ میں یا باہر امریکہ میں یا دوسری جگہوں پر وہاں ہم نے دیکھا ہے کہ مخالفت کے باوجود طبیعت میں گہری سعادت پائی جاتی ہے اور جب حق دیکھ لیتے ہیں تو فوراً قبول کرتے ہیں اور بڑی تیزی سے اس میں ترقی کرتے ہیں، اس لیئے اگلی صدی سے پہلے پہلے ہمیں حتی المقدور کوشش کرنی چاہیئے کہ عربوں میں سے کثرت کے ساتھ احمدی ہوں اور احمدیت کا پیغام ان لوگوں تک اس طرح پہنچ جائے کہ جس کے نتیجے میں اگر آج نہیں تو کل، آخر یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائیں

عرب قوم اگر احمدی ہو جائے

تو ساری دنیا میں عظیم الشان انقلاب برپا ہو جائے گا۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے ان کو حیرت انگیز اندرونی توفیقات عطا فرمائی ہوئی ہیں، مادی وسائل کے لحاظ سے بھی اور روحانی وسائل کے لحاظ سے بھی غیر معمولی قربانی کا جذبہ رکھتے ہیں، خلوص رکھتے ہیں اور جو بگڑے ہیں یہ سطحی طور پر بگڑے ہوئے ہیں۔ بنیادی طور پر اسلام سے محبت ابھی تک موجود ہے۔ اس لیئے عربوں کو بھی خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں اور جہاں تک عرب علماء کا تعلق ہے شاذ ہی ایسے ہوں گے جن کے متعلق آپ یہ کہہ سکیں کہ یہ شریر ہیں۔ بھاری اکثریت عرب ممالک کی شریف ہے اور اس قسم کے دوغلے علماء نہیں جس قسم کے علماء سے برصغیر میں لوگوں کو واسطے پڑتے ہیں، بڑی قربانی کرنے والے ہیں، ان میں لیڈر شپ کی صلاحیتیں موجود ہیں اپنی نیتوں میں خالص ہیں، اپنے اعمال میں جہاں تک ممکن ہے یہ تقویٰ اختیار کرنے والے لوگ ہیں، غلطی خوردہ ہیں تو یہ الگ بات ہے لیکن یہ کہنا کہ یہ لوگ بد اور شریر ہیں، نعوذ باللہ من ذالک یہ بالکل درست نہیں ہے ناجائز بات ہے اس لیئے ایسا اچھا انسانی مواد اور ایسا قیمتی انسانی مواد ہمارے سامنے پڑا ہوا ہے جس تک ہمیں ابھی تک دسترس نہیں ہوئی، اس لیئے جہاں جہاں بھی احمدی موجود ہیں، وہ عربوں سے اپنے تعلقات کو بڑھائیں، یہ بھی میں جانتا ہوں کہ ان میں سے بعض بڑی جلدی مشتعل ہونے والے بھی ہوں گے لیکن خالصتہً اس لیئے کہ لوگوں نے ان کے دلوں میں غلط فہمیاں پیدا کر رکھی ہیں لیکن جماعت کی طرف سے اب بہت سا لٹریچر شائع ہو چکا ہے عربی زبان میں، کیسٹس تیار ہیں، ویڈیو ز ہیں، ایک رسالہ "التقویٰ" جاری ہوا ہے کہ ان سب وسائل کو اگر جماعت استعمال کرے تو انشاء اللہ بہت تیزی کے ساتھ عرب کے اندر

حیرت انگیز انقلاب

برپا ہو گا۔ جہاں جہاں جماعت نے رابطہ کیا ہے وہاں نیک نتیجے نکل رہے ہیں، اس لیئے کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ اگر میں ویسے جائزہ لے کر ایک نتیجہ نکالتا وہ بھی یہی ہوتا لیکن میرے تجربے کا جائزہ بھی یہی بتا رہا کہ یہ جو نتیجہ ہے یہ حقیقی ہے۔ اس لیئے زیادہ سنجیدگی کے ساتھ، عربوں کے ساتھ اپنے محبت کے تعلقات قائم کریں۔

تبلیغ کیلئے ضروری نہیں ہوا کرتا کہ ملتے ہی پیغام رسانی شروع کر دی جائے قرآن کریم فرماتا ہے کہ

حِکمت سے کام لو

عرب قوم میں جو خوبیاں ہیں، ان خوبیوں کی راہ سے آپ ان میں داخل ہوں بڑے سخی لوگ ہیں۔ بہت مہمان نواز ہیں اور اسی طرح سخاوت کی قدر کرنے والے اور مہمان نوازی کی قدر کرنے والے ہیں، امیر سے امیر آدمی کو اگر ایک غریب آدمی بھی ایک پیالی چائے کی محبت سے پیش کرے تو یہ اس کے سامنے ہمیشہ احسان مندی کا اظہار کرتے رہیں گے بہت جلدی دل جیتے جا سکتے ہیں، تو ان سے پہلے پیار اور محبت کا تعلق قائم کریں کیونکہ جب تک پیار اور محبت کا تعلق قائم نہیں ہو گا، یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے پیغام کو نفرت کی نگاہ سے جانچنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اور وہ نگاہ

ہمیشہ غلط نتیجے نکالتی ہے۔

اس لیئے آپ ایک پہلی مہم کے طور پر دعاء اور دوسری مہم کے طور پر عربوں سے وسیع تعلقات قائم کرنے اور تیسری مہم کے طور پر جماعت نے اب تک عربوں کیلئے جو لٹریچر تیار کیا ہے یا دوسرے ذرائع اختیار کر رہی ہے ان سب سے استفادے کی کوشش کریں تو میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ اور بھی جو امور خاص طور پر اگلی صدی سے پہلے تیاری کے سلسلے میں میرے ذہن میں آئیں گے میں آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ جو باتیں میں نے آپ سے کہی ہیں، ان پر گہری سنجیدگی، خلوص کے ساتھ عمل شروع کر دیں گے، آخری بات پھر وہی کہ

دعا سے غافل نہ ہوں

ہمارے سارے کام دعا سے بنتے ہیں ورنہ ہم بہت ہی کمزور بہت ہی حقیر، بہت ہی ناطاقت اور بے حیثیت لوگ ہیں، دعا ہی جس نے ہماری حیثیت بنانی ہے، ہمیں زمین سے آسمان پر اٹھا دینا ہے۔ غالب کہا کرتا تھا کہ شاہ کا مصاحب ہونے کی وجہ سے میری قدر ہو رہی ہے ع

وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

تو آپ ہیں کون، ہم کون ہیں، ہماری اگر آبرو ہے تو خدا سے تعلق کی وجہ سے آبرو ہے۔ اس تعلق کو بڑھائیں تو ساری دنیا میں آبرو ہو گی۔ ورنہ ہماری کوئی بھی حیثیت اور کوئی بھی حقیقت نہیں ہے

(مرتبہ: منیر احمد جاوید مبلغ سلسلہ)

مولانا محمود احمد میرپوری کی ہلاکت

تائیدِ حق کا ایک اور روشن نشان

برطانیہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معاند شدید اہلحدیث لیڈر مولانا محمود احمد میرپوری خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نشانہ بن گئے۔ مولانا محمود احمد میرپوری کے مرنے پر اخبار "حیدر" راولپنڈی اپنی ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"ریاست جموں و کشمیر کے مایۂ ناز سپوت، عظیم مذہبی اسکالر مدینہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل عالم دین، اسلامک شریعت کونسل برطانیہ کے سیکرٹری جنرل، مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ کے ناظمِ اعلیٰ، ماہنامہ صراطِ مستقیم برطانیہ کے ایڈیٹر اور تحریک آزادی کے صفِ اول کے راہ نما تھے"۔

مولوی میرپوری تحریر و تقریر دونوں کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ کی مخالفت پر کمربستہ تھے اور اپنے رسالہ صراطِ مستقیم، اور دیگر اخبارات میں اکثر سلسلہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلتے رہتے تھے۔ چنانچہ ۷ مارچ ۱۹۸۵ء کو جماعت کے خلاف ان کا ایک طویل خط روزنامہ "جنگ" لندن میں شائع ہوا جس میں انہوں نے عوام الناس کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی وفات سے ایک سال قبل ایک اشتہار شائع کیا جس میں انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے لکھا کہ:

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ "اہلحدیث" میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا"۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے مباہلہ کا چیلنج ۱۸۹۷ء میں دیا تھا مگر مولوی ثناء اللہ امرتسری دس سال تک اس کے جواب میں خاموش رہے لیکن مولانا میرپوری اس تحریر سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ گویا حضرت مرزا صاحب کی وفات مباہلہ کے اس چیلنج کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اسی طرح مولوی صاحب نے ان تمام تحریرات کو جو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے مباہلہ کے چیلنج کے جواب میں لکھیں اور جن سے واضح طور پر ان کا مباہلہ سے فرار اور خوف ثابت ہوتا ہے پردۂ اخفاء میں رکھ کر عوام الناس کو صریح دھوکے میں مبتلا کیا اور جانتے بوجھتے ہوئے یہ مؤقف پیش کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (نعوذ باللہ) مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مباہلہ کے نتیجہ میں فوت ہوئے تھے اور ترنگ میں آکر اسی اخبار کے ذریعہ مولانا میرپوری نے حضرت امام جماعت احمدیہ کو درج ذیل الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج بھی دے دیا۔

"میں مرزا طاہر احمد کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ اس بات پر مباہلہ کریں کہ مرزا غلام احمد سچا نبی تھا یا جھوٹا، ہمارا دعویٰ اور ایمان ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں ...... ان کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور کذاب ہوگا۔ وہ حضرات جو کسی لالچ و طمع کی بنا پر قادیانیت قبول کر لیتے ہیں انہیں قربانی کا بکرا بنانے کی بجائے مرزا صاحب سامنے آ جائیں تاکہ ایک ہی بار فیصلہ ہو جائے"

(روزنامہ جنگ لندن ۸۵-۳-۷)

مگر ۱۰ رجون ۱۹۸۸ء کو جب حضرت امام جماعت احمدیہ نے تمام مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو اتمام حجت کی غرض سے اس کی ایک کاپی بذریعہ ریکارڈڈ ڈیلیوری ۱۵ جولائی ۱۹۸۸ء کو مولوی محمود احمد میرپوری کو بھی بھجوا دی گئی۔ لیکن اپنے اسلاف کی طرح انہوں نے اسے قبول کرنے سے گریز کیا اور حجت بازی سے کام لیتے ہوئے اپنے رسالہ صراطِ مستقیم میں لکھا: "جہاں تک مباہلے کا تعلق ہے وہ تو نبوت

کا دعویٰ کرنے والا ہی دعوت دے سکتا ہے، اور وہ بھی اس وقت جب اللہ کی طرف سے اسے اس امر کا حکم ہو"۔

مزید لکھا کہ:

"اسلیئے اب مرزا طاہر احمد کو مرزا صاحب کی نمائندگی کرنے یا فریق بننے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ اپنے اعلان یا دعا کے انجام سے دوچار ہو چکا ہے"۔

(صراط مستقیم جولائی ۱۹۸۸ء)

یہ تو اب مولانا میرپوری کا کوئی معتقد ہی بتا سکتا ہے کہ ۱۹۸۵ء میں جب انہوں نے امام جماعت احمدیہ کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا تو کیا نبوت کے مقام پر فائز تھے اور انہوں نے خدائی حکم سے ایسا کیا تھا یا جھوٹ بولا تھا۔

صرف اسی پر بس نہیں، مولانا میرپوری نے مباہلہ ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء کے جواب میں ایک مضمون بعنوان "قادیانیوں کی طرف سے مباہلے کا چیلنج" لکھا اور اس میں بعض ایسے الفاظ بھی تحریر کر ڈالے جو خدا تعالیٰ کے غیض و غضب کو بھڑکانے والے اور مباہلہ جیسے قرآنی طریق فیصلہ کی کھلی بے ادبی کرنے والے الفاظ تھے، چنانچہ انہوں نے لکھا:

"نئے چیلنج اور دعوے محض چکر اور فراڈ ہیں، مسلمانوں کو چاہیئے کہ انہیں ذرّہ برابر اہمیت نہ دیں" (صراط مستقیم جولائی ص ۹)

ابھی مولانا کے اس مضمون پر ایک ماہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے صداقت احمدیت کے اظہار کیلئے ایک زوردار نشان دکھلایا اور دشمنِ احمدیت جنرل ضیاء الحق ایک عبرتناک موت کا شکار ہو گئے۔ مگر، افسوس کہ مولانا محمود میرپوری نے اس سے سبق نہ لیا بلکہ الٹی یہ بیان بازی شروع کر دی کہ

"قادیانیوں نے شاہ فیصل اور بھٹو کی موت کو بھی اپنی بد دعاؤں کا نتیجہ قرار دیا تھا۔ جنرل ضیاء کی موت کو مباہلے کے چیلنج کا نتیجہ قرار دینا مضحکہ خیز ہے...... حالانکہ فیصلے کا معیار یہ حادثاتی موتیں نہیں ہیں بلکہ اس مسئلہ کا فیصلہ تو ۱۹۰۸ء میں ہو چکا ہے......۔

(روزنامہ "ملت" لندن ۷ر ستمبر ۱۹۸۸ء)

اسی اخبار کے ذریعہ انہوں نے قادیانیوں کی موجودہ مہم کو شرانگیز قرار دیتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ان کے اس پراپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں اور ان کا بائیکاٹ جاری رکھیں۔

ان تحریرات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا شوخی شرارت اور بے باکی میں شرافت کی تمام حدیں پھلانگ چکے تھے۔ بالآخر وہ خدائی گرفت میں آ گئے جو ایسے لوگوں کا مقدر ہوا کرتا ہے جو حق کے خلاف نبرد آزما ہوتے ہیں۔

۱۰ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو جب مولانا میرپوری بمعہ افراد خانہ نیوکاسل سے واپس آ رہے تھے تو راستہ میں اچانک ان کی کار جامد ہو گئی۔ اس طرح پیچھے سے آنیوالا تیز رفتار ٹرک ان کی کار کے اوپر چڑھ گیا اور آناً فاناً پانچ کاریں آپس میں متصادم ہو گئیں۔ جس کے نتیجے میں مولوی محمود میرپوری، ان کا آٹھ سالہ بیٹا اور خوش دامن موقع پر ہی ہلاک ہو گئے اور ان کی اہلیہ اور ایک چھوٹے بچے کو زخمی حالت میں ہسپتال جانا پڑا۔

یقیناً مولوی میرپوری کے ہم خیال اس واقعہ کو بھی فقط "حادثاتی موت" قرار دیں گے۔ مگر خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کے پہلی چمکار کے بعد ایک اور واضح نشان رونما ہوا کہ جب مولانا کی تعزیت پر ان کے ہمنوا اور اقارب اس مکان پر جمع ہوئے جہاں ان کی میت رکھی تھی تو یکایک کمرے کے فرش نے جواب دے دیا اور وہاں موجود مرد و زن اور بچے دھڑام سے تہہ خانہ میں جا گرے، اس حادثہ میں مولانا کی بیوی دوبارہ زخمی ہو گئیں جو ہسپتال سے محض جنازے کی خاطر گھر آئی تھیں، دوبارہ پھر ہسپتال جا پڑیں۔

برمنگھم کا انگریزی اخبار DAILY NEWS اپنی ۱۳ر اکتوبر کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"THE GRIEVING WIDOW WAS CAUGHT IN A SECOND TRAGEDY YESTERDAY. MRS. MAHFOOZA AHMED 30 WAS AMONG 100 MOURNERS PAC-KED INTO A ROOM TO PAY THEIR LAST RES-PECTS TO HER HUSBEND WHEN THE FLOOR CRASHED INTO THE CELLER."

موت و حیات تو اس دنیا کا روز کا معمول ہے جماعت احمدیہ کسی کی موت پر خوش نہیں نہ ہی الٰہی سلسلوں کا یہ مقصود ہوتا ہے اور نہ ہی ہم مولانا محمود میرپوری کی ہلاکت پر خوش ہیں بلکہ انسانی ہمدردی کے ناطے دکھ محسوس کرتے ہیں، ہمیں اگر خوشی ہے تو محض اتنی کہ خدا تعالیٰ سادہ لوح مسلمانوں سے رحم کا سلوک فرماتے ہوئے ان کیلئے صداقت احمدیت دن بدن روشن فرماتا جاتا ہے اور ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اب ایک متقی مسلمان کیلئے حق شناسی کا مرحلہ بہت ہی آسان ہو چکا ہے۔

ہماری استدعا ہے کہ ہمارے بھائی خواب غفلت سے بیدار ہوں

باقی صفحہ ۱۰۸ پر

اعلانات

تحریکِ وقفِ نَو

(۱) تحریکِ وقفِ نو کا آغاز ۳؍ اپریل ۱۹۸۷ء کو ہوا تھا، اور اس کا اعلان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنفرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ اس تحریک کے ماتحت آئندہ دو سال میں پیدا ہونے والے بچوں کو وقف کیلئے پیش کیا جائے۔ اب حضور اقدس نے ازراہ شفقت اس معیاد کو دو سال سے بڑھا کر چار سال کر دیا ہے، یعنی ۳؍ اپریل ۱۹۹۱ء تک پیدا ہونے والے بچے اس تحریک وقفِ نو میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مزید برآں حضور اقدس کی ہدایات کے مطابق اس میں وہی بچے شامل ہو سکتے ہیں جو

(i) ۳؍ اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

(ii) یا اس تاریخ کے بعد ان کی پیدائش متوقع ہے۔

(iii) یا والدین وعدہ کرتے ہوں کہ آئندہ دو سال میں جو اولاد پیدا ہوئی اسے وہ وقف کیلئے پیش کریں گے۔

(۲) اس تاریخ سے پہلے کے پیدا شدہ بچوں کو تحریک وقفِ نو کے تحت وقف کرنے کی درخواستیں نہ بھجوائی جائیں بلکہ تحریک جدید سے رابطہ قائم کرکے وقف اولاد کے تابع کروائی جائے۔

(۳) اجتماعی طور پر فرینکفرٹ مشن میں ایک فہرست بھجوانے کے علاوہ احباب انفرادی طور پر اپنا خط اور درخواست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بھجوائیں۔

(۴) درخواست بھجواتے وقت مندرجہ ذیل کوائف کا خیال رکھیں اور ان کو خط میں درج کریں۔

(i) اپنا نام (ii) بچے کی والدہ کا نام

(iii) بچہ/بچی کا نام (iv) بچے کی تاریخ پیدائش

(v) اپنا مکمل موجودہ پتہ (vi) مستقل پتہ (اگر مختلف ہو)

جلسہ سالانہ انگلستان کی تاریخوں میں تبدیلی

اس سے قبل یہ اعلان کیا گیا تھا کہ جماعت احمدیہ یوکے کا سالانہ جلسہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ جولائی ۱۹۸۹ء کو ہوگا۔ لیکن اب انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ سالانہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ اگست ۱۹۸۹ء کو اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہوگا۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

صد سالہ جشن تشکّر مبارک ہو

تمام خدام بھائیوں اور قائدین مجالس کو احمدیت کی پہلی صدی کی کامیاب تکمیل اور دوسری صدی کا آغاز مبارک ہو۔ آئیں ہم اس صدی میں اس حالت میں داخل ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک کمزوریوں اور بدیوں کے بوجھ اتار چکا ہو تاکہ ہم قدم سے قدم ملائے تیزی اور سرعت کے ساتھ شاہراہ غلبۂ اسلام پر رواں دواں ہوں اور اسلام کی عالمگیر فتح کی منزل کو جلد تر پانے والے ہوں۔ آمین خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

صد سالہ جشن تشکر کے سال کے دوران خدام الاحمدیہ نے کچھ پروگرام ترتیب دیے ہیں، ذیل میں ان کی تفصیل درج کرنے سے قبل یہ ہدایت دینی ضروری سمجھتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کا سب سے اول پروگرام یہی ہے کہ اس موقع پر جماعتی نظام کے تحت جو بھی تقاریب اور پروگرام ہوں انہیں اپنے بھرپور تعاون سے کامیاب بنائیں۔

(فلاح الدین خاں، نیشنل قائد)

خدام الاحمدیہ کے پروگرام

(۱) جوبلی کے موقع پر مشن ہاؤسز اور جماعتی عمارات پر لوائے احمدیت لہرانے اور بچوں میں مٹھائی تقسیم کرنے کی ذمہ داری خدام الاحمدیہ کے سپرد کی گئی ہے۔

(۲) ہسپتالوں میں مریضوں اور جیل خانوں میں قیدیوں کو VISIT کرنے کا پروگرام

(۳) مرکزی سطح پر ایک والی بال اور ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ کا انعقاد،

(۴) ریجنل اجتماعات منعقد ہوں گے۔

(۵) اطفال کی سائیکل ریس

(۶) یورپین اجتماع

(۷) تبلیغی نشستوں کا انعقاد

(۸) تربیتی کیمپ برائے اطفال

(۹) مقالہ لکھنے کا مقابلہ، عناوین:

(i) اسلام اور سائنس

(ii) گذشتہ صدی کی مذہبی تحریکیں اور ان کا تجزیہ۔

(iii) شہیدانِ احمدیت

انصار اللہ کا صفحہ

شعبہ تعلیم انصار اللہ

مرکز کے ارشاد کے مطابق مجلس انصار اللہ مغربی جرمنی کیلئے تعلیمی پروگرام برائے سال ۱۹۸۹ء/۶۸-۱۳۶۸ ہش ہجری شمسی پیش کیا جاتا ہے

۱۔ تمام انصار بھائی قرآن پاک کا تیسرا پارہ بمعہ ترجمہ ومطلب دوران سال سیکھیں گے۔

۲۔ مجلس کے تمام نئے ممبران اور جماعت میں داخل ہونے والے احباب کو نماز با ترجمہ آنی چاہیئے دوران سال تمام انصار سیکھ لیں۔

۳۔ تمام انصار قرآن پاک کی آخری دس سورتیں زبانی یاد کریں جن کو پہلے ہی یاد ہیں وہ آخری ۱۶ سورتیں زبانی یاد کریں۔

۴۔ تمام انصار بانیٔ سلسلہ احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی ایک کتاب کے چند صفحات روزانہ پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اسی طرح اپنے جملہ افرادِ خانہ کو بھی تحریک کریں کہ وہ بھی حضور کی کتب کا مطالعہ کریں۔

۵۔ دوران سال مرکزی طور پر دو تحریری امتحانات منعقد کرائے جائینگے پہلا تحریری امتحان مئی ۱۹۸۹ء میں کسی مناسب وقت اور جگہ پر مندرجہ ذیل کورس سے ہوگا۔

(الف) قرآن پاک کے تیسرے پارہ کا پہلا نصف حصہ بمعہ ترجمہ

(ب) "مسیح ہندوستان میں" (تصنیف از حضرت مسیح موعودؑ)

(ج) احمدیت کے بارہ میں عام معلومات (بنیادی نصاب)

(معتمد اشاعت، مجلس انصار اللہ مغربی جرمنی)

زعماء اعلیٰ اور زعماء مجالس متوجہ ہوں

دستور اساسی کے مطابق ہر مجلس ماہوار اجلاس منعقد کیا کرے۔ اور اس کی باقاعدہ کاروائی نوٹ کی جائے۔

اسی طرح ہر ماہ کم از کم ایک اجلاس عاملہ منعقد کیا کریں جس میں مجلس کے پروگرام پر عملدرآمد کرنے کے لیے پروگرام بنایا جائے۔ اور ہر شعبہ میں کچھ نہ کچھ پروگرام رکھا جائے جس کا ذکر ماہانہ رپورٹ میں ہو۔

(ناظم اعلیٰ ملک)

مجلس عاملہ انصار اللہ

مغربی جرمنی

عبدالغفور صاحب بھٹی — ناظم اعلیٰ
۷۳۰۵۴ ۰۶۹۰۷

عبدالشکور اسلم خان صاحب — نائب ناظم اعلیٰ
۱۴۲۳ ۰۶۹۸۲

مبشر احمد صاحب باجوہ — نائب ناظم اعلیٰ (صف دوم)
۲۳۷۱۹ ۰۶۰۷۴

نیاز احمد صاحب اعظم — معتمد عمومی
۱۸۳۱ ۰۶۹

چوہدری ناز احمد صاحب ناصر — معتمد اصلاح وارشاد
۵۰۷۲۱ ۰۶۹

شرافت اللہ خان صاحب — معتمد صحتِ جسمانی
۶۹۳۴ ۰۶۱۰۵

اعجاز احمد صاحب — معتمد اشاعت وقلمی دوستی
۷۴۶۳۵ ۰۶۱۰۵

سید محمد احمد صاحب گردیزی — معتمد مال
۵۰۲۹۳۰ ۰۶۹

عبدالکبریا صاحب (بامید منظوری) — معتمد تحریک جدید وقف جدید وتجنید
۸۷۴۸ ۰۶۱۹۵

صوفی نذیر احمد صاحب — ناظم علاقہ (رزیجن) فرینکفرٹ
۷۶۶۰۸۱ ۰۶۲۲۱

منور اختر صاحب — ناظم علاقہ (ریجن) کولون

ملک محمد شریف صاحب — ناظم علاقہ (ریجن) ہمبرگ

مجید احمد صاحب — ناظم علاقہ (ریجن) میونخ

عبدالغفور بھٹی
ناظمِ اعلیٰ
انصار اللہ —— مغربی جرمنی

بقیہ : پیغام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استقامت کے باب میں کیا عمدہ ارشاد فرمایا ہے کہ بعض اوقات مومن پر ایسے ابتلاء آتے ہیں کہ وہ تمام ظاہری اسباب سے بکلی محروم کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے سچے خوابوں کے ذریعہ تسلی دینا بھی چھوڑ دیتا ہے۔ تب جو ثابت قدم رہے وہ سچا وفا شعار قرار پاتا ہے۔

پس میں حضور اقدس علیہ السلام کے اس ارشاد کی روشنی میں عرض کروں گا کہ ہر احمدی اپنے آپ کو کسی بھی ابتلاء کیلئے اس حد تک تیار کرے کہ ہر قسم کے دنیوی تعلقات منقطع ہو جائیں اور وقتی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور آزمائش کوئی امر موجب تسلی بھی نہ ہو تب بھی وہ اپنے عہدِ وفا پر پوری ہمت اور طاقت اور پوری صلاحیت کے ساتھ اور پورا زور لگا کر اور پوری کوشش کر کے قائم رہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

احبابِ جماعت! آج ساری دنیا میں غلبۂ و احیائے اسلام کی مہم جماعت احمدیہ کے سپرد کی گئی ہے اور اس کی تکمیل کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان نظامِ خلافت قائم فرمایا ہے اور آج اس قدر مخالفت، حتیٰ کہ اعلیٰ سطحی حکومتی مخالفت کے باوجود اگر ہماری جماعت زندہ اور پہلے سے بھی زیادہ متحرک ہے تو وہ خلافت کی برکت سے ہی ہے۔ اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ ہم یہ دعا بکثرت کرتے رہیں، کہ خدا تعالیٰ ہمارے درمیان اس بابرکت نظام کو تا ابد جاری رکھے اور ہم سب کو اس کے ساتھ نہایت مضبوطی اور پختگی کے ساتھ وابستہ رکھے اور ہم نسلاً بعد نسل اس عظیم الشان نعمت سے متمتع ہوتے رہیں اس کے لئے لازمی بنیادی شرائط کے مطابق ہر احمدی حقیقی ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے اور نیکی اور تقویٰ کے بلند ترین معیار پر سرفراز ہو اور ہم ان شرائط سے کبھی بھی محروم نہ ہوں، آمین ثم آمین۔

والسلام خاکسار

محمد الیاس منیر

سینٹرل جیل، فیصل آباد

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب

وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

بقیہ : خدمت خلق کا اعجاز

سے حسن سلوک کرتا ہے)۔ اس حسن سلوک کو طبی اور تعلیمی میدانوں کے علاوہ مزید وسعت دینے کیلئے ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنے حالیہ دورۂ افریقہ کے دوران گیمبیا میں ۲۲ جنوری ۱۹۸۸ء کو خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا :

"ڈاکٹروں کی تو میں نے ایک مثال دی ہے اس کے علاوہ بھی دنیا میں جس پیشے سے یا جس علمی مہارت سے تعلق رکھنے والے احمدی موجود ہیں ان سب کو اپنے اپنے حالات کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ افریقہ کی مظلوم انسانیت کی خدمت کیلئے اپنا کتنا وقت پیش کر سکتے ہیں اور ان کی کیا کیا صلاحیتیں ہیں جنہیں وہ افریقہ کی خدمت کے لئے احسن رنگ میں استعمال کر سکتے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ فنی مہارت رکھنے والے لوگ مثلاً تاجر ہیں، صنعتوں والے ہیں جن کو کسی خاص صنعت کاری کا تجربہ ہے وہ سب آگے آئیں اور اپنی خدمات پیش کریں۔ مثال کے طور پر یہاں جدید طریق پر اگر مرغی خانے جاری کرنے کے امکانات ہیں تو اس کے ساتھ تعلق رکھنے والی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جنہیں زیر غور لانا ہو گا اور جن میں جماعت احمدیہ کے صاحبِ تجربہ لوگوں کو اپنی خدمات پیش کرنی ہوں گی۔ پس یہ تحریک روپے پیسے والی دولت سے تعلق رکھنے والی تحریک نہیں۔ بلکہ انسانی قابلیت کی دولت سے تعلق رکھنے والی تحریک ہے۔ پس ہر شخص مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کی ہدایت کے تابع اپنی ان اعلیٰ قابلیتوں کو افریقہ کی خدمت میں خدا کی خاطر پیش کرنے کیلئے تیاری کرے اور اپنے کوائف سے مجھے مطلع کرے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ : محمود احمد میرپوری

جماعت احمدیہ کی تائید و نصرت میں جاری اس فیصلہ کن نشانات کے سلسلہ پر غور کریں اور صداقت احمدیہ پر زمینی اور آسمانی گواہیاں قبول کریں نیز جلد تر اس راہ کو اپنا لیں جو حق اور محض حق کی راہ ہے۔ ایسی راہ کہ جس میں روک بننے والا ہر شخص بڑا ہو یا چھوٹا، خدا تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ سے نہیں بچ سکتا ۔۔۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

خاکسار، رشید احمد چوہدری

پریس سکریٹری، جماعت احمدیہ عالمگیر

اطفال کا صفحہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بچوں کے یاد رکھنے کی باتیں

- آپ کا نام : حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام،
- آپ کے والد کا نام : حضرت مرزا غلام مرتضٰے صاحب
- آپ کے دادا کا نام : حضرت مرزا عطا محمد صاحب
- آپ کی والدہ کا نام : حضرت چراغ بی بی صاحبہ
- آپ کے خاندان کا نام : مغل، شاخ برلاس، امتیازی لقب "مرزا"،
- تاریخ پیدائش : ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعہ بوقت نماز فجر قادیان
- آپ کی ولادت : توام تھی، یعنی ایک لڑکی پیدا ہوئی جو جلد فوت ہو گئی
- دعوئ ماموریت : مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ : ۱۸۹۱ء
- پہلی بیعت و اور بنیاد جماعت : ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء بمقام لدھیانہ۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضؓ سب سے پہلے بیعت کرنیوالے تھے،
- جلسہ سالانہ کی بنیاد : دسمبر ۱۸۹۱ء۔ جس میں ۷۵ اصحاب شامل ہوئے،
- منارۃ المسیح کی بنیاد : تحریک ۲۶ مئی ۱۹۰۰ء، بنیاد ۱۹۰۳ء
- آپ کی وفات : ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ساڑھے دس بجے وفات پائی۔
- آپ کی عمر : شمسی حساب سے ۷۳ سال اور قمری حساب سے ۷۶ سال،
- آپ کی تصانیف : ۸۴ سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔
- آپکی چند مشہور تصانیف : براہین احمدیہ، فتح اسلام، حقیقۃ الوحی، تریاق القلوب، کشتی نوح، ضرورۃ الامام، آئینہ کمالات اسلام، انجام آتھم، اسلامی اصول کی فلاسفی، الوصیت، تحفہ گولڑویہ، مسیح ہندوستان میں،
- آپ کے چند مشہور صحابہ : حضرت مولوی نورالدین رضؓ خلیفۃ المسیح اوّل، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ سیالکوٹی، حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضؓ، حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضؓ، حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضؓ، حضرت مولوی برہان الدین صاحب رضؓ جہلمی، حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضؓ، حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضؓ، حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضؓ، حضرت میر ناصر نواب صاحب رضؓ، حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضؓ، حضرت مولوی شیر علی صاحب رضؓ

بات کرو

ضیاء الحسن شاکرؔ، ہائیڈل برگ

خوش رہو، خوش دلی کی بات کرو
رنج میں بھی خوشی کی بات کرو

بے عمل زندگی ہے لاحاصل
باعمل زندگی کی بات کرو

ہو اندھیرا جہاں جہالت کا
علم کی روشنی کی بات کرو

نہ کسی کی نظر میں بد ٹھہرو
نہ کسی سے کسی کی بات کرو

سادگی، شیوۂ مسلماں ہے
ہر گھڑی سادگی کی بات کرو

کچھ عداوت سے ہم کو کام نہیں،
آشتی، دوستی کی بات کرو

رات دن، صبح و شام تم شاکرؔ
اپنے پیارے نبیؐ کی بات کرو

بقیہ : اخبارات کے تبصرے

آدمی روزانہ ان کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ ان کے مریدین میں ہر قسم کے لوگ فاضل، مولوی، با اثر، رئیس، تعلیمیافتہ آدمی، امیر اور سوداگر ہیں۔

"جیون تت" دیو سماج

"جیون تت" میں دیو سماج کے سیکرٹری نے لکھا :

"وہ اسلام کے مذہبی لٹریچر کے خصوصیت سے عالم تھے، سوچنے اور لکھنے کی اچھی طاقت رکھتے تھے، کتنی ہی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف تھے ... مرزا صاحب اپنے خاص عقائد اور ارادہ کے پکے تھے اس لئے انہیں اپنی راہ میں بہت سخت مخالفتیں اور بدنامیاں سہنی پڑیں، مگر وہ ان پر قائم رہے۔"

ایک عام مُشاہدہ

جماعت احمدیہ کے بارہ میں ایک غیر از جماعت دوست جناب ابوالاسرار رمزی اٹاوی (ایم اے) جودھ پُور کے منظوم تاثّرات :

مُلّا کی رسائی ہے محدود مزاروں تک
یہ احمدی پہنچے ہیں دُنیا کے کناروں تک

ہر خِطّۂ عالَم پر قائم ہیں مِشن ان کے
تبلیغ و اشاعت کے جاری ہیں چمن ان کے

چھوٹی سی جماعت نے یہ فیض دکھایا ہے
افریقہ و یورپ کو اِسلام سکھایا ہے

قرآں کے دلائل سے توڑا ہے صلیبوں کو
توحید کی مَے دی ہے بیمار مسیحوں کو

اِسلامی ممالک بھی قرآن سے غافِل ہیں
جو عام مسلماں ہیں وہ محوِ نوافِل ہیں

برکت کیلئے قرآں رکھتے ہیں مکانوں میں
یہ ترجمے کرتے ہیں دنیا کی زبانوں میں

محتاج غریبوں پر یہ خرچ بھی کرتے ہیں
سائنس کی دنیا میں ریسرچ بھی کرتے ہیں

خیراتی شفا خانے، کالج بھی بناتے ہیں
ملکوں میں مساجد بھی تعمیر کراتے ہیں

اِن کفر کے فتووں سے ذی فہم بھی حیراں ہیں
پبلک بھی حکومت بھی دونوں ہی پریشاں ہیں

کافر اسے کہتے ہیں جو سرکش و باغی ہو
توحید کا دشمن ہو جو شرک سے راضی ہو

تکفیر کے پردے میں تفریق کی کوشش ہے
اغیار کی جانب سے اِک عالمی سازش ہے

جو پاک کی سرحد میں کافر ہیں پریشاں ہیں
وہ دوسرے ملکوں میں بے داغ مسلماں ہیں

کب دین میں جائز ہے اِکراہ و زبردستی؟
اِسلام نے رکھی ہے آزاد خُدا مستی

مانا کہ نمازی ہے تُو حاکم و غازی ہے
اِنسان کا شیوہ تو اِنسان نوازی ہے

(ہفت روزہ بدر ۲۹ ستمبر ۱۹۸۶ء)

اَے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے ❁ اب دیکھو آ کے دَر پہ ہمارے وہ یار ہے

اسکندریہ کے ایک عالِم کا تأثّر

گذشتہ دنوں جماعت احمدیہ کے ایک یورپین مشن کی طرف سے حضور انور کی خدمت میں اسکندریہ کے ایک عالم، جنہوں نے جیالوجی میں ڈاکٹریٹ کیا ہوا ہے، کا جماعتی لٹریچر کے بارے میں یہ خوش کن تبصرہ موصول ہوا جو بغرض استفادہ ہدیۂ قارئین ہے۔

"مشن کی طرف سے انہیں پہلی ملاقاتی نشست میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتب مطالعہ کے لیئے دی گئیں تو انہوں نے ۱۰ دنوں میں ۴ کتب کا مطالعہ کیا۔ اور جب ان کتب کے بارہ میں ان کی رائے پوچھی گئی تو انہوں نے نہایت عشق اور وفور کے عالم میں کہا کہ "میں نے مصر میں بڑے بڑے علماء کے خطبے، تقاریر کیسٹس سُنی ہیں۔ ان کی عالمانہ اور فاضلانہ کتب کا مطالعہ بھی کیا ہے لیکن جو رُوحانیت، معرفت اور لذت ان کتب سے پائی ہے آج تک مصر میں مجھے کہیں دکھائی نہیں دی اور ایسے حقائق اور معارف میں نے کسی سے نہیں سنے۔ یہ تو میں نے ایک نئی راہ پائی ہے اور دراصل حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتب ہی میرے لیئے اس نتیجہ کا باعث بنی ہیں کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اس کی زبان لدُنّی ہے۔ تقویٰ سے بھری ہوئی اور دل کو موہ لینے والی ہے، پس یہ ضرور خدا کا فرستادہ ہے"۔

ہم لوگ غلامانِ مسیحائے زماںؑ ہیں!

شیخ روشن دین صاحب تنویرؔ

دِل خوفِ خدا عشقِ محمدﷺ سے تپاں ہیں
قرآن کی آیاتِ مُبیں وردِ زباں ہیں

بجلی ہے جو رگ رگ میں تو طوفان لہو میں
ہم لوگ غلامانِ مسیحائے زماںؑ ہیں!

وُہ ذکر کہ ہے جس کا خدا آپ ہی حافظ
اُس ذکر کا ہم آج درخشندہ نشاں ہیں

طوفانوں میں چلتی ہُوئی یہ نوُح کی کشتی
پہنچے گی کناروں پہ جو پُر امن و اماں ہیں

تعمیر وہاں کرنا ہے اسلام کا فردوس
الحاد کے دوزخ جہاں اب شعلہ فشاں ہیں

وہ قافلہ سالار جدھر آنکھ اٹھاوے
ہم قافلہ در قافلہ اُس سمت رواں ہیں

اس بات میں تقدیر کی تحریر ہے تنویرؔ
پھر انتم اعلون کے آثار عیاں ہیں

نویدِ مسرّت

ڈاکٹر وسیم احمد طاہر، ہائیڈل برگ

(۱)

ہر طرف جشنِ مسرت ہے بپا
ہو گئی ایک سفر کی تکمیل
کامیابی کے کنول کھلتے رہیں
تیری تائید ہو اے ربِّ جلیل

(۲)

گل اُمّید سدا لاتے رہیں
ایسے خوشیوں سے مہکتے لمحے
احمدیّت! تیری ایک ایک سحر
چاند کے نُور کی کرنوں سے سجے

(۳)

اے خدا! ہم ترے عاجز بندے
سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں
اُونچا رکھیں گے سدا نام ترا
تیری عظمت کی قسم کھاتے ہیں

(۴)

تیرے ہی نام کی حُرمت کے لئے
تو گذارے ہیں گذشتہ سَو سال
دینِ اسلام کے پرچم کے حسیں
چاند تارے ہیں گذشتہ سَو سال

(۵)

جشنِ صد سالہ تشکّر ہے آج
نوعِ انساں کیلئے اور خوشی کیا ہوگی
ہو ترے نام کا چرچا ہر سُو
اِک مُسلماں کیلئے اور خوشی کیا ہوگی

(۶)

اپنے اس تحفہ کو اس موقعہ پر
گو کہ کمتر تو بہت پایا ہے
اِک خطا کار خُوشی کا احساس
آج گیتوں میں سجا لایا ہے

(۷)

ایک گلدستہ بنانے کے لیے
چُن کے لایا ہوں مہکتے ہوئے پھُول
اور طاہر کی تمنّا یہ ہے
کاش مل جائے اِنہیں رنگِ قبُول